

ولی العصرؑ کی پچیسویں پیش کش

# ملاقات با مآثران

جلد اول

مؤلف: ———

آقای سید حسن الطحی

مترجم: ———

حافظ اقبال حسین جاوید

پیشکش: ———

سید محمد شبر عباس بخاری

ناشر: ———

ولی العصرؑ رست، رتہ متہ، ضلع جھنگ

خان سید محمد حسن

# ملاقات با امام زمان

نام کتاب ————— ملاقات با امام زمان (حصہ اول)

مؤلف ————— آقای سید حسن الطمی

بار اول ————— ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۳۱۰ھ

تعداد ————— ۱۰۰۰ ————— ایک ہزار

مطبع —————

کتابت ————— دارالکتابت حضرت سید کبیر نقوی (منبع گرجا والا)

ہدیہ —————

ناشر ————— مولانا محمد رفیع، رتہ منہ، ضلع جھنگ

اسٹاک —————

۱- شیر شاہ بلاک نیو کارڈون ٹاؤن لاہور، پوسٹ کوڈ نمبر ۵۲۶۰۰

۲- افتخار بک پوز اسلام پورہ لاہور

پیشکش

## کچھ نئی کتابیں

# انتساب

میں ہے اپنے اسے کتاب کو ابو الاممہ حضرت  
امیر المؤمنین علیؑ کے ہونے کے طالب علیہ السلام  
کے خدمت میں بطور ہدیہ پیش کرنا ہوں۔

غالب نے امیر المؤمنینؑ

سید محمد شہر عباس

کتابت

## عرضِ ناشر

یہ بات قابلِ مسرت ہے کہ قلیل عرصہ میں ادارہ ولی العصر ٹرسٹ کی پچیسویں کتاب ”علاقاتِ با امام زمان علیہ السلام“ مومنین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکا ہے۔ یہ کتاب امام زمانہ علیہ السلام کے معجزات پر مشتمل ہے جو جناب حجۃ الاسلام آقا حسن ابطحی کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حصہ دوم بہت جلد منظر عام پر آجائے گا۔ ہمیں اُمید ہے کہ مومنین بہت زیادہ پسند کریں گے اور اس سے استفادہ کریں گے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ خداوند کریم میری اسی حقیر محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کا اجر عظیم میرے والدین و دیگر مومنین کے نامہ اعمال میں درج فرمائے۔

(آمین)

خاکپائے امام زمانہ  
ستید محمد شہر عباس

# فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
	پیش گفتار۔	۱
	ملاقات با امام زمان علیہ السلام۔	۲
۲۰	حکایت ۱ مسجد جگران۔	۳
۲۰	حکایت ۲ مسجد امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام۔	۴
۳۶	حکایت ۳ تشریح حجۃ الاسلام سید محمد باقر دامغانی۔	۵
۵۰	حکایت ۴ خانہ حضرت یقینۃ اللہ علیہ السلام مدینہ منورہ میں۔	۶
۵۸	حکایت ۵ تشریح حجۃ الاسلام شہید ہاشمی نژاد۔	۷
۶۱	حکایت ۶ تشریح آٹائے شیخ اسماعیل غازی۔	۸
۶۷	حکایت ۷ تشریح تاجراصفہانی۔	۹
۷۰	حکایت ۸ تشریح مسجد جگران میں۔	۱۰
۷۸	حکایت ۹ مسجد جگران سے ٹیلیفون۔	۱۱

صفحہ نمبر	عنوان	بر شمار
۸۳	حکایت ۱۱ تشریف آٹای سید محمد مشیر۔	۱۲
۸۶	حکایت ۱۲ تشریف آٹائے حاج سید رضا بطمی۔	۱۳
۹۱	حکایت ۱۳ تشریف حجۃ الاسلام آٹای شیخ تقی زرگری۔	۱۴
۹۴	حکایت ۱۴ تشریف مسجد حکمران کے راہ میں۔	۱۵
۹۸	حکایت ۱۵ حضرت بقیۃ اللہ کے اپنے مقاصد میں پنہن کے لیے۔	۱۶
۱۰۲	حکایت ۱۶ حضرت بقیۃ اللہ کا ہمارے مہمانوں کو شفا دینا۔	۱۷
۱۰۶	حکایت ۱۷ مسجد صاحب الزمان میں ایک شخص کا شفا پانا۔	۱۸
۱۰۹	حکایت ۱۸ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام سے توسل۔	۱۹
۱۱۲	حکایت ۱۹ مسجد صاحب الزمان علیہ السلام میں پندرہ افراد کا شرف حاصل کرنا۔	۲۰
۱۱۵	حکایت ۲۰ مرحوم آیت اللہ حاج سید حسین تاملی کا شرف حاصل کرنا۔	۲۱
۱۱۷	حکایت ۲۱ مرحوم حسین تاملی کا درسی دفتر۔	۲۲
۱۱۸	حکایت ۲۲ آیت اللہ حسین تاملی کا مسجد حکمران میں شرف حاصل کرنا۔	۲۳
۱۲۰	حکایت ۲۳ مرحوم آیت اللہ میرزا مہدی اسماعیلی کا تشریف۔	۲۴
۱۲۷	حکایت ۲۴ مسجد سلم میں چند اشخاص کا شرف حاصل کرنا۔	۲۵
۱۴۵	حکایت ۲۵ مرحوم آٹای شیخ علی کاشانی کا۔	۲۶
۱۴۶	حکایت ۲۶ حضرت بقیۃ اللہ کی خدمت میں تاریک کو چہر میں۔	۲۷
۱۴۸	حکایت ۲۷ مسجد گوہر شاد میں۔	۲۸

صفحہ نمبر	عنوان	بر شمار
۱۵۰	حکایت ۲۷ شیخ محمد علی الہکی بٹی کا شرف حاصل کرنا۔	۲۹
۱۵۲	حکایت ۲۸ حجۃ الاسلام شیخ محمد تقی بانفی کا۔	۳۰
۱۵۸	حکایت ۲۹ آقائے شیخ محمد تقی بانفی کا دوسری مرتبہ۔	۳۱
۱۶۰	حکایت ۳۰ مرحوم سید عبدالحکیم محمودی کا۔	۳۲
۱۶۲	حکایت ۳۱ ایت اللہ سید ابوالحسن اصفہانی کا۔	۳۳
۱۶۴	حکایت ۳۲ مرحوم شیخ محمد کوفی کا۔	۳۴
۱۶۷	حکایت ۳۳ جناب علی بن جعفر مدائنی کا۔	۳۵
۱۷۱	حکایت ۳۴ ایت اللہ حاج سید حسن جبل آملی کا۔	۳۶
۱۷۶	حکایت ۳۵ عالم جلیل سید حسن بن حمزہ کا۔	۳۷
۱۷۸	حکایت ۳۶ جناب باقی بن سطوہ علوی کا۔	۳۸
۱۸۱	حکایت ۳۷ ققیہ حاجی علی بندادی۔	۳۹
۱۹۶	حکایت ۳۸ مرحوم مقدس اردبیلی کا شرف حاصل کرنا۔	۴۰
۱۹۹	حکایت ۳۹ جناب سید بن طاووس کا۔	۴۱
۲۰۱	حکایت ۴۰ مرحوم علامہ سید بحر العلوم کا۔	۴۲
۲۰۲	حکایت ۴۱ علامہ سید بحر العلوم کا مکہ مکرمہ میں۔	۴۳
۲۰۴	حکایت ۴۲ مرحوم شیخ مرتضیٰ انصاری کا۔	۴۴
۲۰۹	حکایت ۴۳ جناب اسماعیل ہرقلی کا۔	۴۵
۲۱۸	حکایت ۴۴ جناب محمد بن عیسیٰ کابجرین میں۔	۴۶
۲۲۵	حکایت ۴۵ مرحوم سید عبدالحکیم کا۔	۴۷

۲۲۲	حکایت ۴۶ مرحوم شیخ ابن جو نعمانی کا شرف حاصل کرنا۔	۴۸
۲۳۰	حکایت ۴۷ ابوراج حامی کا .....	۴۸
۲۳۴	حکایت ۴۸ جگ صفین میں زخم	۵۰
۲۳۷	حکایت ۴۹ حسین رمل کا شرف حاصل کرنا	۵۱
۲۴۰	حکایت ۵۰ قصہ سید شتی	۵۲
۲۴۵	حکایت ۵۱ جناب شیخ محمد طاہر کا .....	۵۳
۲۵۰	حکایت ۵۲ مرحوم شیخ حرعالمی کا بچپن میں .....	۵۴
۲۵۲	حکایت ۵۳ راہ طویر میں .....	۵۵
۲۵۷	حکایت ۵۴ قصہ میرزای قمی و سید بکر العلوم۔	۵۶
۲۶۰	حکایت ۵۵ سید بکر العلوم کا حالت نماز میں شرف حاصل کرنا	۵۷
۲۶۲	حکایت ۵۶ مرحوم سید محمد باقر قزوینی کا شرف حاصل کرنا۔	۵۸
۲۶۴	حکایت ۵۷ ایت اللہ سید ابوالحسن اصفہانی و بکر العلوم کا۔	۵۹
۲۶۸	حکایت ۵۸ سید محمد قطیفی کا .....	۶۰
۲۷۲	حکایت ۵۹ شیخ حسین رحیم کا .....	۶۱
۲۸۰	حکایت ۶۰ محمد علی جولاہے و ڈرفری کا .....	۶۲
۲۸۷	حکایت ۶۱ قصہ قبیلہ بنی راشد .....	۶۳
۲۹۲	حکایت ۶۲ مرجعیت مرحوم ایت اللہ شیخ مرتضیٰ انصاری۔	۶۴
۲۹۶	حکایت ۶۳ مسجد مہدی میں سید بکر العلوم کا شرف حاصل کرنا	۶۵
۲۹۸	حکایت ۶۴ جعفر نعل بند۔	۶۶



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۰۴	حکایت ۶۵ حزیمانی کاجریان تعلیم	۶۷
۲۰۷	حکایت ۶۶ اخوند ملا ابوالقاسم قندھاری کا.....	۶۸
۲۱۳	حکایت ۶۷ جلال الدین زہری کا بوسیدہ آنحضرت شفا پاتا۔	۶۹
۲۱۵	حکایت ۶۸ مہربن شمس کا شرف حاصل کرنا۔	۷۰
۲۱۹	حکایت ۶۹ علامہ علی کا.....	۷۱
۲۴۱	حکایت ۷۰ علی بن محضریار.....	۷۲
۲۲۷	فضائل دعائے ندبہ	۷۳
۲۳۱	دعائے ندبہ	۷۴
۲۲۹	عمل روز جمعہ	۷۵
۲۵۱	دعا روز جمعہ	۷۶
۲۵۷	درود شریف	۷۷
۲۵۲	فضائل زیارت روز جمعہ	۷۸
۲۵۴	روز جمعہ زیارت امام زمان	۷۹
۲۵۱	فضائل استغاثہ امام زمان	۸۰
۲۵۹	استغاثہ امام زمان علیہ السلام	۸۱
۲۶۲	فضائل زیارت امام زمانہ	۸۲
۲۶۳	زیارت امام زمان علیہ السلام	۸۳
۲۶۵	فضائل زیارت آل یسین	۸۴
۲۶۷	زیارت آل یسین	۸۵
۲۷۴	خاتمہ	۸۶
۲۷۶	دعائے ظہور امام زمان علیہ السلام	۸۷



جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زمانہ غیبت میں امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں  
نہیں پہنچ سکتے یا ان کی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ میں نہیں جانتا کہ ان کے پاس کون  
سے دلیل ہے۔!

جو انسان دنیا میں جسم مبارک کے ساتھ زندہ ہو۔ گوشت و پوست، مادی بدن  
کے ساتھ زندگی گزار رہا ہو کیوں نہیں دیکھا جاسکتا!؟  
جن شیخان حیدر کرار نے آنحضرتؐ کو دیکھا ہے ان سب نے جھوٹ بولا  
ہے اور تمام کو جھٹلا دیں یہ ممکن ہے!؟

جنہوں نے اس بلا دہلیں و مولے اور فطبات کو مشہور کیا، کیا وہ اس  
چیز سے باخبر ہیں کہ آنحضرتؐ کے دشمنوں کی کتنی خدمت انجام دی ہے!؟  
کیا انہیں یہ معلوم ہے کہ اگر مسلمان آنحضرتؐ کے دیدار میں شک کریں تو  
امام زمان علیہ السلام کے وجود کے اثبات میں بسیار محکم دلائل میں سے ایک دلیل  
قطعی کو کھو بیٹھے ہیں!؟

کہتے ہیں کہ روایات میں آیا ہے کہ جو یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے امام علیہ السلام

سے ملاقات کی ہے انہیں جھٹلا دیں۔ ان سے سوال کریں ایسی روایات کون سی کتاب میں ہیں؟

ہم نے ان روایات کو کیوں نہیں دیکھا فقط تو نے ہی جس میں امام زمان علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں، ان روایات کو دیکھا ہے؟

بہر حال اصل روایت کو کتاب مصلح عیسیٰ میں نقل کیا ہے اور اس کے معانی مطاب بھی بیان کیے ہیں۔ یہاں بھی اسے درج کرتے ہیں تاکہ ناخوان دوست اور دانار دشمن آئندہ اس بات کو دہرانے کی جرأت نہ کریں۔

جب علی ابن محمد سمری امام زمان علیہ السلام کے چوتھے نائب خراسی دنیا سے انتقال کرنے لگے تو اس وقت یہ قرآن امام زمان علیہ السلام پہنچا۔ اصل ترویج کی عبادت ہے۔

ترجمہ ۱۔ اسے علی ابن محمد سمری  
اللہ تعالیٰ تیری مصیبت کا دہر  
سے تیرے شیوہ بھائیوں کو  
اجر عظیم عطا فرمائے تو چھ دن  
تک فوت ہو جائے گا اسے  
امور کو پورا کر اور اپنی جائی  
کے لیے کسی کو وصیت نہ کر۔  
اس لیے کہ غیبت کبریٰ  
واقع ہو گئی ہے۔ جب تک

يَا عَلِيُّ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ السَّمَرِيِّ  
أَعْظَمَكَ اللَّهُ أَجْرًا لِحُؤَانِكَ  
فِيكَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ مَا  
بَيْنَكَ وَبَيْنَ سِتَّةِ  
أَيَّامٍ فَاجْمَعْ أَمْوَالَكَ  
وَلَا تُؤْصِ إِلَى أَحَدٍ  
فَيُؤْمَرُ بِمَقَامِكَ بَعْدَ  
وَفَاتِكَ فَقَدْ وَقَعَتْ  
الْغَيْبَةُ الشَّامَةُ فَلَا

افزین خدا نہیں ہوگا اس وقت  
 تک ظہور نہیں ہوگا۔ ادیبہ  
 افزین خدا، کافی مدت کے بعد  
 دلیل کے تحت، مرنے اور  
 زمین کا ظلم و جور سے پرہیز کرنے  
 کے بعد ہوگا۔

کچھ مدت بعد جو کوئی شیوں  
 میں سے میرے ساتھ ارتباط  
 اور ملاقات کا دعویٰ کرے  
 گا، آگاہ رہو جو کوئی بھی سفیانی  
 کے خروج اور نیرائے آسمانی  
 سے پہلے یہ دعویٰ کرے وہ  
 دروغ گو اور بہتان باز ہے  
 واللہ قوت و طاقت  
 اللہ تعالیٰ۔ علی العظیم کے سوا

کسی میں نہیں ہے۔

چھ دن بعد پندرہ شبان تمام شیوں نے توفیق امام زمان علیہ السلام  
 کو دیکھا تھا علی بن محمد مری کے گھر آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ حالت احتضار  
 میں ہے اور چند لمحہ بعد دنیا سے رخصت ہو گیا۔

(اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے)

ظَلُّوسًا إِلَّا بَعْدَ إِذْنِ  
 اللَّهِ تَعَالَى ذِكْرُهُ وَ  
 ذَلِكَ بَعْدَ طَوْلِ الْأَمِدِ  
 وَ قَسْوَةِ الْعُلُوبِ وَ  
 امْتِلَاءِ الْأَرْضِ جَوْنًا  
 وَ سِيَأْتِي شَيْعَتِي مَن  
 يَدْعِي الْمَشَاهِدَةَ إِلَّا  
 مَن ادَّعَى الْمَشَاهِدَةَ  
 قَبْدَ خُرُوجِ السُّفْيَانِي  
 وَالصَّخِيخِ وَهُوَ  
 كَذَّابٌ مُفْتَرٍ وَ لَا  
 حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا  
 بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

قارئین کرام اہل انصاف، اس توفیق مبارک کے مضمون اور موقعہ دحل کو مد نظر رکھ کر منظور فرمائیں۔

کیا یہ جملہ (الَا فَمِنَ الَّذِیْ الْمَشَاهِدَةُ) یعنی آگاہ رہو اس شخص سے جو بھی امام زمان علیہ السلام کے مشاہدہ کا دعویٰ کرے، نواب اربعہ جو نیابت خاصہ کا دعویٰ رکھتے تھے اس کے علاوہ کسی اور چیز پر ولادت رکھتا ہے؟ اتفاقی یا توسل کی بنا پر جو آنحضرت سے ملاقات و مشاہدہ کا اتفاق ہوا ہے اور جن لوگوں نے ملاقات با امام زمان علیہ السلام کا دعویٰ کیا ہے۔ اور نیابت خاصہ کا دعویٰ نہیں کیا۔ فرمان امام اس صورت میں منصرف نہیں؟

پس اس کے بعد کئی افراد سے یہاں تک کہ بعض اہل علم حضرت سے بھیجئے ہیں آیا ہے کہ غیبت کبریٰ میں امام زمان علیہ السلام کے ساتھ ملاقات یا انجکی خدمت میں پہنچنا ناممکن ہے۔ ایسا کس بنا پر کہتے ہیں جو

مرحوم حاجی ثوری نے (نجم الثاقب) میں نقل کیا ہے کہ سحر العلوم کے شاگردوں میں سے ایک متقی پرہیزگار شاگرد علامہ مرحوم اخوند ملازین العابدین سلامی نے بیان کیا۔

کہ میں سید سحر العلوم کے درس میں حاضر تھا ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی غیبت کبریٰ کے زمانہ میں کیا ممکن ہے کہ ان سے ملاقات ہو سکے۔

سید سحر العلوم نے اپنے سر کو پیٹے جھکالیا اسے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نزدیک ہی بیٹھا تھا۔ آہستہ فرماتے میں کیا جواب دہوں۔ حالانکہ امام زمان علیہ السلام سے میں بغل گیر ہوا ہوں اور انہوں نے مجھے اپنے سینہ اقدس سے لگایا ہے۔

ان میں مقصد یہ ہے کہ میرے روزہ اور غلطیوں سے روکے اور حق پرستی اور ایمان کو بڑھانے اور اللہ کی  
 ملاقات ناممکن ہے اگر وہ اس کے مشاہدہ کو ثابت کروں۔ اور طلب یہ ہے کہ  
 حضرت یقیناً اللہ جل جلالہ سے دعا کی کہ وہ ہر روز میرے لیے ایک نیک عمل کی مثال پیدا کرے اور میں تمام کروں  
 اور مقصد یہ ہے کہ قارئین محترم کے دل میں لگاؤ اور لگاؤ کی مثالوں سے حضرت مولیٰ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے آگاہ کروں اور صرف ان لوگوں کو بیان کرنے کے لیے  
 میری نظر میں لیتی ہیں اور ان سے کہہ دیتے ہیں کہ میرے لیے یہ ہے کہ آپ بھی  
 ملاقات کے لیے آگاہ ہوں اور ان سے کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی  
 ان ملاقات کے لیے آگاہ ہوں اور ان سے کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی  
 جو وہ دیکھ کر حیران رہے اور ان سے کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی  
 لیکن میں ان میں سے کہلا کر کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی  
 میں مقبول ہوگی۔

اس کے بعد چکرات اور علیہ السلام کی آگاہی کی پہنچنے کے وقت ملاقات اور ملاقات  
 کی اس بارگاہ سے کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی  
 میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ حضرت یقیناً اللہ جل جلالہ  
 سے کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی  
 میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ حضرت یقیناً اللہ جل جلالہ  
 سے کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی  
 میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ حضرت یقیناً اللہ جل جلالہ  
 سے کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی

اس کے بعد چکرات اور علیہ السلام کی آگاہی کی پہنچنے کے وقت ملاقات اور ملاقات  
 کی اس بارگاہ سے کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی  
 میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ حضرت یقیناً اللہ جل جلالہ  
 سے کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی  
 میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ حضرت یقیناً اللہ جل جلالہ  
 سے کہہ دیتے ہیں کہ ان سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی

لیکن کیا کریں آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایسے زمانوں میں حضرت نبی بستر کر رہے  
ہیں کہ لوگ انہی حکایات کو پسند نہیں کرتے اور انحضرت کے دشمن ان واقعات  
کو عملات میں لایا کرتے تھے تاکہ ان کو بگاڑ سکیں اور ان کو بگاڑ سکتے تھے  
اس لیے مجبور ہوں کہ لائقات ہا امام زمان علیہ السلام کے واقعات کو  
نقل کروں تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوں تاکہ ان کو بگاڑ نہ  
سکے جو حکایات میں اس کتاب میں نقل کر رہا ہوں اگرچہ ان میں سے  
بعض دوسری کتابوں سے اخذ کی ہیں لیکن یہ کوشش کی ہے کہ اس کے بیچ  
ہونے والی وہی طرح کا اظہار ضروری نہیں ہے تاہم عدالت کروں کہ ان  
کے نقل کرنے سے اجتناب کروں۔

اس کتاب میں جو حکایات کو نقل کرتے ہوئے عبارات میں کچھ لفظی فرق ہے لیکن  
معانی و اصل حقیقت اور واقعات کے اعتبار سے درست ہیں اور ان طرح کا عمل  
امانت و جہاد کے مطالبے سے ہے۔

اس لیے کہ خداوند کریم نے قرآن پاک میں واقعات کو بیان کرتے ہوئے  
دوسروں کے الفاظ کو عربی عبارت میں کچھ نقل فرمایا ہے۔

چونکہ میرا مقصد ہے کہ انحضرت کا مفہوم نام کمال ادب کے ساتھ  
ذکر کیا جائے اس لیے میں نے جہاں تک ممکن ہے القاب (بقیہ اللہ ولی عصر  
ام زمان) کے ساتھ بیان کیا ہے اکثر واقعات و حکایات میں انحضرت کو اگر  
کسی اور لفظ کے ساتھ یاد کیا گیا ہے تو میں نے اس لفظ کو ان القاب کے  
ساتھ تبدیلی کیا ہے۔

اس کتاب میں بھی میں حضرت ائمه اطوار و اجداد کے معجزات میں

حاضر ہونے کی کیفیت کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ چار طریقے بیان کیے ہیں لیکن جو حکایات اس کتاب میں درج کر رہا ہوں وہ فقط ایک ہی قسم کے ساتھ مربوط ہیں اس لیے کہ ہم اس کتاب میں فقط ان ملاقاتوں کا ذکر کریں گے جو آنحضرت کے دستوں نے اسی بدن ظاہری میں حالت بیداری میں امام ولی عصرؑ کو دیکھا ہے اور ملاقات کی توفیق ہوئی ہے۔

### توضیح :-

اگر آپ کتاب معراج نبوی میں غور کریں تو جہاں ساٹھ سوالوں کا جواب امام زمان علیہ السلام کے حالات کے بارے میں ذکر ہوا ہے، یہ خصوصاً صفحہ ۱۱۲ پر درج ہیں تو اچھی طرح آپ کو معلوم ہو گا کہ ملاقات با امام زمان علیہ السلام کئی طریقوں سے ممکن ہے۔

۱۔ ملاقات و ارتباط روحی جو تمام روابط سے بہترین قسم کا ربط ہے ممکن ہے دائمی رہے کسی وقت بھی فراق و جدائی نہ ہو۔  
 ۲۔ آنحضرت کو عالم خواب میں دیکھا، نہ۔  
 ۳۔ امام زمان علیہ السلام کی زیارت ظاہری طور پر بے داری کی صورت میں کی ہو۔

۴۔ آنحضرت کے ظاہری بدن کے ساتھ ملاقات کرنے کی سعادت حاصل کی ہو۔

اس کتاب میں صرف وہ حکایات درج کریں گے جو بدن ظاہری کے ساتھ اس دنیا میں زندگی بسر کرتے ہوئے بیان ہوئی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اس



وسیلے سے ثابت کروں کہ آنحضرت کا وجود مبارک ہمارے درمیان زندگی بسر کر رہا ہے اور زندہ و سلامت ہے۔

ملا میں پہلا شخص ہوں جس نے کتاب (پرواز روح) میں ظہور منغری کے عنوان سے اخلاق کے استاد و معترم مرحوم حاج ملا آقا جان کے قول سے بیان کیا ہے۔

شاید بعض جاہلوں کی طرف سے مورد حملہ واقع ہو شاید وہ حتی بجانب ہوں اس لیے کہ روایات و احادیث کی کتابوں میں اس کی بے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا گیا لیکن جو چیز حیاں ہے اسے بیان کرنے کی حاجت ہی نہیں ہے۔

اس لیے کہ آج تک کسی نے یہ نہیں کیا کہ خداوند کریم دنیا کے وہ امور جو لوگوں سے مربوط ہیں قبلاً آلودگی نہ ہونے اور ناگہانی طور پر انجام دیتا ہے بلکہ جس طرح کہ غیبت منغری ہونی چاہیے اور جیسا کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد ایک دو گھنٹے تک ہوا روشن ہونی چاہیے اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ ارواح فداہ کے با عظمت ظہور (جو چاہتا ہے کہ دنیا کے تمام افراد کو ایک حکومت اسلامی کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے کا موقع ملے) بغیر مقدمات کے یعنی بہ اصطلاح ظہور کبریٰ کے لیے ظہور منغری نہ ہو جو کہ ظہور کبریٰ کے لیے زینۃ ساز ہوگا۔

جی ہاں وہ کہتا تھا:-

سال ۱۳۴۰ قمری سے کہ لوگوں کی استدعا و ظاہر ہونی سے حضرت ولی عصر کا مقدس نام لوگوں کے درمیان صد ہا مرتبہ اماکن وغیرہ اماکن کی نام گذاری کی وجہ سے ظاہر ہے۔ اکتشافات و ضائع ہو کہ آنحضرت کے بیوتات کی شبیہ میں ظاہر میں

طاہرات اور زیارات حضرت ولی عصرؑ جو شیعوں نے شرف حاصل کیا خواب میں  
یا بیداری میں یا جو کوئی مورد وثوق ہے شیعوں سے کم ہی یہ شرف حاصل ہوا  
ہوگا ظاہر ہے۔

اور ان تمام کا خلاصہ اور یہ سب چیزیں اس بات پر دلیل ہیں کہ جس  
طرح نور شہید طلوع کے وقت ڈیڑھ سے دو گھنٹے تک ہوا کو روشن کرتا ہے  
اور اس کا نام طلوع فجر کہتے ہیں اسی طرح یہ زمانہ کہ کاملاً ہوا روشن ہو چکی ہے  
حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کے الفرج کے نور مقدس سے عالم منور ہو چکا  
ہے۔ اور اسلام کی کامیابی کی صبح طلوع ہو چکی ہے۔ اس کو ظہور صغریٰ کے نام سے  
یاد کرنا چاہیے۔

اور انشاء اللہ بہت جلد ہی امام زمان علیہ السلام کے ظہور مقدس کا سورج  
کمر کے افق سے طلوع ہوگا دنیا کو مدد سے پر کر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور  
سے پر ہو چکی ہوگی۔

إِنَّهُمْ يَرُودُ نَهْ بِعَيْنِكَ إِذْ تَرَاهُ قَدِيمًا۔

یہ اس کتاب میں ستر (۷۷) حکایات جو ابجد کے حساب سے لفظاً یا مہدی  
کے مطابق ہیں سیکڑوں حکایات سے انتخاب کر کے خصوصیات زیریں کے  
ساتھ نقل کی گئی ہیں :-

- ۱۔ تمام واقعات یقینی ہیں درمیان میں واسطہ ہی نہیں اور اگر واسطہ ہے تو  
اس کی صیح سند ہمارے پاس موجود ہے۔
- ۲۔ جو حکایات اس کتاب میں درج کی گئی ہیں ان میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ  
جس میں غیر امام زمان علیہ السلام کا احتمال ہو درج نہ کی جائے تمام وجود مقدس

کے ساتھ تطبیق رکھتی ہوں

۳۔ جن لوگوں نے بوقت ملاقات یا چند لمحہ بعد آنحضرت کو پہچان لیا اور اس طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ امام زمان علیہ السلام حج نے ان کے ساتھ گفتگو کی ہے فقط ان کے واقعات اس کتاب میں درج کیے ہیں۔

۴۔ جو حکایات منتخب کر کے اس کتاب میں درج کی ہیں۔ ان میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ صرف وہ حکایات درج کریں جو حالت بیداری میں واقع ہوئی ہوں باقی اقسام سے پرہیز کیا گیا ہے۔

باقی حکایات کو اس کتاب میں اس لیے ذکر نہیں کیا کہ کتات ضمیمہ نہ ہو جائے۔ دوسری جزو میں باقی واقعات درج کریں گے تاکہ دوست پڑھ کر زیادہ سے زیادہ خوش ہوں۔ انشاء اللہ۔

بشرطیکہ دقت نے مہلت دی اور امام آخرا زمان علیہ السلام کا ظہور

اس دقت تک نہ ہوا ہو۔



## حکایتیں

مسجد حکمران امام زمانؑ مروی و ارواح العالمین لتراب مقدمه الفداء کے دیدار کا محل ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ پر عظمت مسجد کیسے بنائی گئی اور حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی ملاقات کا مرکز کیسے بنی؟

یہ مسجد ایک ہزار سال قبل بنائی گئی حوزہ علمیہ قم میں ایک دفتر ہونا چاہیے جس میں آنحضرت کے نمک خوار اور پیروکار جمع ہو کر اپنے آقا کے ساتھ ملاقات کریں اپنی حقیقت کا اظہار کریں، کے عنوان سے اس کا افتتاح ہوا اس وقت بزرگ ترین مقام ہے لوگ امام مصعب علیہ السلام تعالیٰ لہ، الفرقہ کی یاد میں جمع ہوتے ہیں اور ان سے اپنی مرادیں پاتے ہیں۔

اگر فقط وہی حکایات درج کریں جو اس مسجد میں رونما ہوئی ہیں تو سیکڑوں صفحے اور حکایات اکٹھی ہو جائیں لیکن کیا کریں بعض ملاقاتوں کو اس لیے نہیں لکھ سکتے کہ صاحبانِ راضی نہیں تھے بعض ملاقاتوں کو ان کے مخصوص زندگی کے حالات سے مربوط تھے۔

اس لیے وہ اس کے انشاء پر راضی نہ تھے اور کچھ واقعات آل محمد علیہم السلام کے اسرار کا جزو تھے جن کو درج نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بہر حال یہ مسجد اس وقت شاید حرم معصومہ سے بیشتر زائرین کی توجہ کا مرکز بنتی ہوئی ہے۔ چند سال قبل سے

ہمک مکرریہ اتفاق ہوتا تھا تھے کہ شب جو چند افراد بھی شب بیداری نہ کرتے تھے جو کہ خود بھی ظہور صغریٰ پر دلیل ہے۔

حضرت بقیۃ اللہ ارواحِ فداہ کے دوستوں اور یاروں کی وعدہ گاہ ہے۔ یہاں تک کہ اس مسجد کی نئی بنیاد (جہندی) بھی پہلی پرانی بنیاد کی طرح خود امام زمان علیہ السلام کے دستور کے ساتھ انجام دی گئی ہے اگرچہ ممکن ہے کہ جو لوگ وہاں کا کام کاج سنبھالے ہوئے ہیں انہیں اطلاع نہ ہو۔

اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہیے کہ بعض دانادشمن یا نادان دوست چاہتے ہیں کہ اس مسجد کی اہمیت کو کمزور کریں۔

کہتے ہیں کہ یہ واقعہ خواب کا ہے حسن ابن شدہ کو عالم خواب میں دستور ملا تھا۔ لیکن تمام کتابوں میں جہاں اس حکایت کا ذکر ہوا ہے۔ وہاں وضاحت موجود ہے کہ یہ سارا ماجرا بیداری کی حالت میں بیان ہوا ہے کچھ حصہ بھی خواب میں واقع نہیں ہوا۔

وہ حکایت اس طرح ہے :-

کتاب نجم الثاقب، تاریخ قم، اور مؤنس الحرمین میں درج کیا گیا

ہے کہ :

شیخ عقیق صالح حسن ابن شدہ بجزرانی نے بیان کیا۔

کہ میں مشکل کی رات سترہ (۱۷) رمضان المبارک، ۲۹۳ھ ی قمری اپنے گھر بجزران کے دیہات میں سویا ہوا تھا کہ اچانک نصف شب کے وقت کچھ لوگ میرے دروازے پر آئے اور مجھے بیدار کر کے فرمایا کہ اٹھو حضرت بقیۃ اللہ امام مہدی علیہ السلام بخواب کو بلاتے ہیں۔

میں نیند سے بے دار ہوا اور امام آخر الزمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے تیار ہونے لگا تاہم یہی میں نے چاہا کہ اپنا قمیص اٹھا کر زیب تن کروں لیکن اشتباہ سے ایک دوسرا قمیص اٹھا لیتا تھا میں چاہتا تھا کہ اُسے پہن لوں مگر میرے گھر سے باہر جو لوگ کھڑے تھے تمام کی آواز آئی اور مجھے کہا کہ یہ قمیص تیرا نہیں ہے اسے نہ پہنیں یہاں تک کہ میں نے اپنا قمیص زیب تن کیا پھر میں نے چاہا کہ اپنی شلوار پہن لوں دوبارہ میرے گھر سے باہر کی طرف سے صدا آئی یہ شلوار تیری نہیں ہے اسے نہ پہنیں اس شلوار کو میں نے رکھ دیا اور اپنی شلوار اٹھا کر پہنی۔

آخر کار میں گھر میں ادھر ادھر سے چابی تلاش کر رہا تھا کہ دروازہ کھول کر باہر جاؤں تمام افراد کی وہیں سے آواز آئی کہتے تھے کہ آپ کے گھر کا دروازہ کھلا ہے چابی کی ضرورت نہیں ہے۔

میں جب گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ چند بزرگ افراد کھڑے میری انتظار کر رہے ہیں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مجھے مر جا کہا۔

میں ان کی خدمت میں گیا جہاں اس وقت مسجد حکمران موجود ہے۔ خوب غور سے میں نے دیکھا کہ اس بیابان میں ایک تخت لگا ہوا ہے اور اس پر درزی بیٹھی ہوئی ہے۔ میچے لگے ہوئے ہیں اور ایک نوجوان تقریباً تیس سالہ لکھے کی ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا ہے اور ایک ضعیف آدمی اس کے پاس بیٹھا ہوا ایک کتاب ہاتھ میں لیے ہوئے اس جوان کے سامنے پڑھ رہا ہے اور ساتھ افراد سے زیادہ اشخاص اس تخت کے ارد گرد نماز پڑھنے میں مشغول ہیں!

ان افراد میں سے بعض کا لباس سفید اور بعض کا بنتر تھا۔

وہ ضیف آدمی حضرت خضر علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے اس جوان کی خدمت میں "جو کہ بقیۃ اللہ اور خاندانہ تھا" بٹھایا آنحضرت نے مجھے میرے نام کے ساتھ پکارا اور فرمایا حسن مثلاً تم جا کر حسن مسلم کو کہو کہ چند سال ہوئے کہ تو نے اس زمین کو آباد کیا ہے اور اس میں زراعت کرتا ہے آج کے بعد تجھے حق نہیں ہے کہ اس زمین پر کاشت کاری کرو اس وقت تک اس ریہ سے جو استفادہ کیا ہے وہ بھی ادا کر دتا کہ اس زمین پر مسجد بنائیں!

اور حسن مسلم سے کہو یہ زمین شرف رکھتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس قطعہ زمین کو باقی زمین پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ چونکہ تو نے اس زمین کو اپنی زمین کے ساتھ ملا لیا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے تیرے دو جوان بیٹے سے ایسے لیکن تجھے ابھی تک تنبیہ نہیں ہوئی اور اگر تو اس کام سے باز نہ آیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایسے عذاب میں مبتلا کرے گا جس کے بارے میں تو سوچ بھی نہیں سکتا۔

میں نے عرض کیا آقا و مولا میرے پاس کوئی نشانی ہوئی چاہیے تاکہ لوگ میری بات قبول کریں اور مجھے اس بات میں جھٹلا نہ سکیں۔

امام زمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری علامت قرار دیتے ہیں تم ہمارے پیغام کو پہنچاؤ اور سید ابوالحسن کے پاس جاؤ اسے کہو کہ وہ تمہارے ساتھ اس آدمی کے پاس چلے اور اس زمین کا سابقہ منافع اس سے وصول کر کے دے تاکہ مسجد تعمیر کی جائے اور باقی مزارع (اور دھال کے علاقہ) سے لائے جو کہ جاری ملکیت ہے اس رقم سے مسجد کو مکمل کریں وہاں کئی نصف آمدنی کو ہم نے اس مسجد کے لیے وقف کیا ہے تاکہ ہر سال اس کی درآمد سے مسجد کے اخراجات و تعمیر و

ترقی پر خراج کیا جائے۔

اور لوگوں کو کہو کہ اس مسجد کی طرف زیادہ توجہ دیں اور اسے عزیز رکھیں اور کہو اس میں چار رکعت نماز پڑھیں، دو رکعت بعنوان ائمتہ توحید مسجد ہے۔ ترتیب یوں ہے۔

ہر رکعت میں سورہ حمد کے بعد سات مرتبہ سورہ قل ہوا اللہ احد اور ذکر کوٹا و سجود بھی ہر ایک سات مرتبہ پڑھے۔

اور دیگر دو رکعت نماز باینت صاحب الزمان علیہ السلام پڑھے ترتیب اس طرح ہے۔

ہر رکعت میں سورہ حمد میں آیت (ایاک نعبد وایاک نستعین) کو سورہ تہ پڑھیں ذکر کوٹا و سجود بھی ہر ایک سات مرتبہ پڑھیں آخر میں سلام پڑھ کر اختتام کے بعد تسبیح حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا پڑھیں پھر سجدہ میں سر رکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر سورہ تہ درود بھیجیں پھر فرمایا۔

فَمَنْ صَلَّى عِنَّمَا فَكَانَتْهَا صَلَاتِي فِي الْبَيْتِ الْعَيْتِي.

یعنی جو کوئی بھی اس جگہ دو رکعت نماز پڑھے اس کا اتنا ثواب ملے گا کہ گویا اس نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی ہے۔

جب میں نے آنحضرت کی گفتگو کو سنا اپنے دل میں خیال کیا کہ مسجد کی جگہ فقط وہ ہی ہوگی جہاں امام زمان علیہ السلام تشریف فرما ہیں جو چار بالشت ہوگی۔

بہر حال بقیۃ اللہ ارحامہ انداء نے مجھے اشارہ فرمایا میں ان کی خدمت



سے رخصت ہوا جب تھوڑی دیر اپنے گھر کی طرف پہنچنے میں چلا تو دوبارہ مجھے آواز دی اور ارشاد فرمایا:-

جعفر کاشانی کے ریوڑ میں ایک بھری ہے اسے خرید کر اور جھکوان کے لوگ آپ کو رقم اکٹھی کر کے دیں تو خرید کر اور اگر لوگ رقم نہ بھی دیں تو بھی خرید کر واپسی جیب سے رقم ادا کر دو اور کل رات یعنی اٹھارہ رمضان المبارک کی رات کو اس کو یہاں اس جگہ ذبح کر دو اور اس کے گوشت کو تقسیم کرو ہر بیماری خواہ سخت ترین ہی کیوں نہ ہو اس کے علاوہ جو کوئی اور حاجت رکھتا ہو گا خداوند متعال اسے شفا دے گا۔

اس بھری کا رنگ سیاہ و سفید ہے ہاں بہت زیادہ ہیں سات علامات اس میں موجود ہیں تین علامتیں ایک طرف اور چار علامات دوسری طرف ہیں پھر میں آنحضرت کی خدمت سے رخصت ہوا اور چلا گیا دوبارہ مجھے پکارا اور فرمایا ہم ستر دن یا سات دن مزید اس جگہ قیام پذیر ہیں۔ اگر سات دن روایت میں ہوں تو تیس رمضان المبارک کی رات تک جو کہ شب قدر کی رات ہے اور اگر ستر دن فرمایا ہو تو پچیس ذی قعد کی رات بنتی ہے جو کہ بہت با عظمت رات ہے۔

بہر حال تیسری مرتبہ امام زمان علیہ السلام کی خدمت سے رخصت ہوا اور اپنے گھر چلا گیا۔

صبح کی نماز پڑھی اور علی المنذر کے پاس گیا اُسے تمام واقعہ بیان کیا وہ میرے ساتھ اس جگہ گیا جہاں رات کو مجھے لے کر گئے تھے۔

وہاں جو علامت امام صاحب الزمان علیہ السلام سے باقی موجود تھی وہ موجودہ مسجد کی جگہ پر ایک زنجیر پونوں پر لٹکی ہوئی تھی پھر اگلے دو روز سید ابو الحسن الرضا کی خدمت میں حاضر ہوئے جب اس سید بزرگوار کے گھر کے دروازہ پر پہنچے تو ان کے نوکر ہماری انتظار میں کھڑے تھے۔

پہلے پہل مجھ سے پوچھا کیا تو اہل جگران میں سے ہے۔  
میں نے کہا۔

جی ہاں۔

انہوں نے کہا۔

سید ابو الحسن سمری کے وقت سے آپ کی انتظار میں ہے۔

میں سید کی خدمت میں پہنچا اور سلام کیا میں نے اچھے انداز میں سلام کا جواب دیا اور بہت احترام کیا قبل اس کے کہ میں کچھ عرض کرتا سید ابو الحسن نے مجھے فرمایا۔

اے حسن مثلاً گذشتہ رات عالم خواب میں ایک شخص نے مجھے فرمایا کہ اہل جگران میں سے ایک شخص جس کا نام حسن مثلاً ہے تیرے پاس آئے گا جو کچھ تجھے کہے اس کی بات قبول کر دو اور اس پر یقین کرو کہ سچ ہے، اس کی کلام، ہمارا فرمان ہے اس کی بات کو رد نہیں کرتا میں نیند سے بیدار ہوا ہوں اس وقت سے نیکر اب تک آپ کی انتظار کر رہا ہوں۔

میں نے پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ سید ابو الحسن کی خدمت میں عرض کیا۔ اس نے حکم دیا کہ گھوڑے پر زین رکھیں ہم دونوں سوار ہو کر اگلے چل دیے جگران دیہات کے نزدیک پہنچے، جعفر کاشانی چرواہے کو دیکھا جو ریوڑ

کو نے کراستہ طے کر رہا تھا میں اس کی بھیڑ بھریوں کے ریوڑ میں داخل ہوا۔ اس بھری کو دیکھا جس کی علامات آنحضرت نے بتائی تھیں۔ تمام خصوصیات کے ساتھ گوسفندوں کے گلے کے پیچھے پیچھے وہ بکری آ رہی تھی میں نے اسے پکڑ لیا اور ادا وہ کیا کہ اس کی رقم ادا کر کے لے جاؤں۔

جعفر چرواہے نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے آج سے پہلے اس بکری کو اپنے ریوڑ میں نہیں دیکھا اور آج بھی بہت کوشش کی کہ اس کو پکڑوں مگر میں اسے نہیں پکڑ سکا۔ لیکن تیرے پاس آگئی ہے اور تو نے اس کو پکڑ لیا ہے۔

میں بکری کو اپنے ساتھ اس جگہ (جہاں اب مسجد موجود ہے) لے گیا آنحضرت کے فرمان مطابق اسے ذبح کیا اور سید ابوالحسن نے حکم دیا کہ حسن مسلم کو بلاؤ حسن مسلم حاضر ہوا اور اسے تمام مطالب بیان کیے اس نے زمین مسجد کے لیے جاری تھوڑی میں دے دی اور سابقہ آمدنی بھی ہمارے حوالے کر دی۔

مسجد کی تعمیر کی اور اس کا پھت لکڑی کے ساتھ ڈھانپ دیا۔

اور سید ابوالحسن الرضا نے اس زنجیر اور میخوں سے زمین میں باقی ماندہ اپنے گھر لے گیا اس کے وسیلہ سے بیمار لوگ شفا حاصل کرتے تھے۔

میں نے بھی اس بکری کا گوشت جس مریض کو دیا اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرمائی۔

سید ابوالحسن الرضا نے اس زنجیر اور میخوں کو ایک صندوق میں رکھا ہوا تھا

ظاہر اس کی وفات کے بعد جب اس کے بیٹوں نے چاہا کہ مریض کو اس کے وسیلہ سے شفا عطا کریں دیکھتے ہیں کہ زنجیر اور میخ وہاں سے غائب ہیں۔

مرحوم حاجی نورانی نے کتب نجم الثاقب میں امرحوم شیخ طبری سے کہا اس نے کتب کنوز النجاۃ میں روایت کی ہے۔

بیان کیا ہے کہ حضرت یقینہ اللہ اور خاندانہ کی طرف سے یہ دستور اس کے لیے صادر ہوا تھا جو کوئی اللہ تعالیٰ کے پاس حاجت رکھتا ہو یا کسی سے ڈرتا ہو وہ نصف رات کے بعد شب جمعہ غسل کرے، نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو اور دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ایت الایمان تلبیہ وایات سنتین (کو ہر رکعت میں سو مرتبہ پڑھے، سورہ حمد کے سورہ قل ہر اللہ احد پڑھے ذکر رکوع ووجود ہر ایک سات مرتبہ پڑھے نماز تمام کرنے کے بعد اس دعا کو پڑھے۔

اللَّهُمَّ إِنْ أَطَعْتُكَ فَأَلْهِمْنَا مُحَمَّدًا تَوَلَّكَ وَإِنْ عَصَيْتُكَ فَالْحُجَّةُ  
لَكَ مِنْكَ الرَّؤُوفُ وَمِنْكَ الْفَرِيحُ سُبْحَانَ مَنْ أَنْعَمَ وَشَكَرَ سُبْحَانَ مَنْ  
قَدَّرَ وَغَفَرَ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ عَصَيْتُكَ فَإِنِّي قَدْ أَطَعْتُكَ فِي أَحَبِّ  
الْأَشْيَاءِ إِلَيْكَ وَهُوَ الْإِيمَانُ بِكَ لَوْ أَنْتَ خَدَّكَ وَكَدَّ أَوْ لَمْ  
أَدْعُ لَكَ شَيْئًا يَكْفِيكَ مَتَابَعْتُكَ بِمِ عَلَى لَا مَتَابَعَتِي بِهِ عَلَيْكَ وَقَدْ  
عَصَيْتُكَ يَا إِلَهِي عَلَى غَيْرِ وَجْهِ الْمَكْبُرَةِ وَالْحُدُوءِ عَنِ  
عَبُودِيَّتِكَ وَلَا الْجُحُودِ لِذُبُوبِيَّتِكَ وَلَكِنْ أَطَعْتُ هَوَايَ  
وَأَزَلَّتْ بِي الشَّيْطَانُ فَلَكَ الْحُجَّةُ عَلَيَّ وَالْبَيِّنَاتُ  
فِي أَنْ تَعَذِّبَنِي فَبِذُنُوبِي غَيْرِ ظَالِمٍ لِي وَإِنْ  
تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي فَإِنَّكَ جَوَادٌ  
كَرِيمٌ۔

اس کے بعد ایک پورا سانس یا کوئی بھی کوئی کچھ کو مکر پڑھتا رہے۔ اس کے بعد پھر پڑھے۔

يَا اِمْتًا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَكُلِّ شَيْءٍ مِنْكَ خَائِفٌ وَحَدِيدٌ  
اسْتَسْلِكَ بِاَمْنِكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَخَوْفٍ كُلِّ شَيْءٍ مِنْكَ اَنْ  
تَصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تُعْطِيَنِيْ اَمْاَنًا  
لِنَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَاَوْلَادِيْ وَاَسَاوِيْرًا مَا اَنْعَمْتَ بِهٖ عَلٰى  
حَتٰى لَا اَحَدًا مِنْ شَيْءٍ اَيَّدَا اِلَيْكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ  
وَحَسْبُنَا اللهُ اَخَافُ وَا لَا وَنِعْمَ التَّوَكُّلُ يَا كَافِي  
اِبْرَاهِيْمَ سُرُوْدٌ وَا يَا كَافِيْ مُوسٰى فِرْعَوْنَ اَنْ  
تَصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تُكْفِيَنِيْ شَرَّ  
فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔

فلاں ابن فلاں کی جگہ اپنے دشمن کا اور اس کے باپ کا نام لیں جس سے تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہو۔

اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا۔ انشاء اللہ



## حکایت ۲

ہمارے زمانہ میں الحمد للہ حوزہ علیہ قم کے طلبہ کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ امام زمان علیہ السلام کے عقیدت مندوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اس وقت قم شہر امام ولی عصرؑ کے فریوں کی چھاؤنی بنا ہوا ہے اس لیے لازم ہے کہ۔

دفتر و محل ارادت بقیۃ اللہ ارواحا فداہؑ یعنی مسجد حکمران میں امام زمان علیہ السلام کے حکم سے تیس ہونی چاہیے اور قم شہر میں بھی ایک دفتر ہونا چاہیے

تاکہ سہولت و آرام کے ساتھ آنحضرت کے ساتھ ارتباط برقرار رکھ سکیں اور وہ محل جو امام زمان علیہ السلام کے ارادہ اور نقشہ کے مطابق تعمیر ہو۔ وہ مسجد حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہے۔

اس کا واقعہ لیں ہے۔

حضرت آیت اللہ تاقای شیخ لطیف اللہ صافی نے کتاب وہ پرش و پاشخ کے صفحہ ۲۱ پر درج کیا ہے۔

ہمارے زمانے میں عجیب حکایات واقع ہوئی ہیں ان حکایات کو اس کتاب کو چھاپتے وقت اس میں درج کیا ہے ان میں نکات اور نصیحتیں ہیں تاثرین کرام

جو اس قسم کی حکایات کا شوق رکھتے ہیں ان کے لیے نقل کر رہا ہوں تاکہ انکی بصیرت میں مزید اضافہ ہو جائے۔

اکثر مسافرین تم سے طہران اور تہران سے تم آمد و رفت رکھتے ہیں اہل تمم جانتے ہیں کہ کچھ مدت پہلے تم سے پرانی سڑک جو تہران جاتی ہے اس کی داہنی جانب تم سے باہر بالکل بیابان تھا۔ جناب حاجی یدانشد رجیان (جو اہل تمم کے شرفا نیک لوگوں میں سے ہیں) نے ایک مسجد محل پر عظمت بنام مسجد حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تعمیر کی ہے اس وقت بھی موجود ہے اس میں نماز جماعت ہوتی ہے۔

بدھ کی رات بائیس رجب المرجب ۱۲۹۸ھ قمری میں اس مسجد کی حکایت میں نے خود جناب آقائی عسکری کو رانشاہی سے سنی ہے جو اس وقت کئی سال سے تہران میں مقیم ہیں آقائی رجیان کے گھر میں۔۔۔۔۔ بھی ان کی موجودگی میں بعض دیگر محترم حضرات سے بھی اس واقعہ کو سنا ہے۔

آقائی عسکری نے بیان فرمایا تقریباً سترہ سال قبل جمعرات کے دن صبح کی نماز کے بعد میں تعقیبات نماز میں مشغول تھا کہ وہی باب ہوا میں باہر گیتین نوجوان

۱۷ اس وقت سترہ وہ تم شہر میں شامل ہے بس اسٹینڈ تہران جانے والی پرانی سڑک پر باہر منتقل ہو چکا ہے لہذا بس اسٹینڈ کی طرف سے تم شہر کی طرف آتے ہوئے بائیں جانب وہ مسجد ہے اور اس کے پیچھے آیت اللہ العظمیٰ خوی صاحب نے طلبہ کے لیے ہوسٹل تعمیر کیا ہے۔ جس کا نام مدینۃ العلم ہے مسجد بہت عالی شان تعمیر کی گئی ہے۔ مترجم۔

دروازے پر کھڑے تھے تینوں یکک تھے۔ کاپر تشریف لائے تھے۔ انہوں نے کہا۔

ہماری خواہش ہے کہ آج جمعرت کا دن ہے آپ ہمارے ساتھ مسجد چکران تشریف لائیں جو عاقرین بشرعی حاجت رکھتے ہیں۔

میں جوانوں کو قرآن کی تعلیم اور نماز کا طریقہ سیکھانے کے لیے کلاس لگاتا تھا یہ تینوں نوجوان اس میں شرکت کرتے تھے میں نے ان کی خواہش من کر اپنا سر نیچے جھکا لیا اور کہا میں کون ہوں جو دعا کے لیے آؤں دینی میں کوئی چیز نہیں گناہگار ہوں آخر کار ان کا اصرار اتنا زیادہ بڑھا کہ میں بھی رو نہ کر سکا۔ ہاں کرنی کاری میں سوار ہوا اور رقم شہر کی طرف روانہ ہوئے رقم کے نزدیک تران کے راستے میں موجود ملنگگیں (مسجد وغیرہ) نہ تھیں فقط بائیں طرف ایک چائے کا موٹل تھا۔ اور ایک معمولی سی مہمان سرا تھی، موٹل کا مالک مٹی سیاہ تھا چند قدم آگے جہاں اس وقت (ماجی جیان) نے مسجد حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام بنائی ہے۔

تینوں ساتھی یکک تھے کلاس سے نیچے اترے اسے چیک کرنے گئے کہ کونسی خرابی پیدا ہو گئی ہے میں نے ان سے ایک ساتھی بنام علی سے ایک گلاس پانی کالیا اور رقم حاجت کے لیے چلا گیا موجودہ مسجد کی زمین پر میں نے ایک شخص سید کو دیکھا جو بہت ہی خوبصورت تھا دانت سفید تھے سفید لباس، نازک جہاں زندہ جوتے اور بزرگ عمامہ خراسانیوں کی طرح باندھا ہوا، وہاں کھڑا تھا۔ ہاتھ میں تقریباً اٹھ یا نو میٹر لمبا تیزہ تھا زمین پر کیریں کینچ رہا تھا۔ میں نے خیال کیا۔ صبح سویرے یہاں آیا ہے سرگ کا کنارہ ہے دوست دو دشمن یہاں سے آتے جلتے ہیں



اس لیے نیزہ ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔  
 (آٹایٰ عسکری حالانکہ اس وقت گفتگو کے دوران پشیمان تھا، معذرت کرتے ہوئے اس نے کہا۔  
 میں نے کہا:-

چچا جان یہ زمانہ ٹینک، ٹوپ یا ٹیم کا ہے، تو نیزہ کو ہاتھ میں لیے ہوئے یہاں کھڑا ہے اسے کیا کرے گا، جاؤ جا کر درس پڑھو۔  
 میں رنج حاجت کے لیے چلا گیا جب بیٹھا اس نے آواز دی آٹایٰ عسکری یہاں نہ بیٹھو اس جگہ میں نے کبیر گادی ہے۔  
 یہ مسجد ہے۔

میں متوجہ نہ ہوا کہ یہ مجھے پچانتا ہے ایک بچہ جس طرح بزرگوں کی اطاعت کرتا ہے میں نے عرض کیا۔

اچھا جی۔ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔  
 اس نے فرمایا اس بندی کے پیچھے جاؤ میں اس کے فرمان مطابق وہاں چلا گیا اپنے دل میں سوچا کہ اس راز کو معلوم کرنا چاہیے، کہوں گا اتا جان اسے فرزند رسول خدا جاؤ جا کر تعلیم حاصل کرو۔  
 تین سوال اپنی طرف سے بنائے۔

- ۱۔ اس مسجد کو جنوں کے لیے یا ملائکہ کے لیے تم سے دو فرسخ دور دو چوبیس میں نقشہ کشی کر رہا ہے، بغیر پڑھے لکھے ہی تو معمار بن بیٹھا۔؟
- ۲۔ ابھی مسجد تو بنی ہی نہیں یہاں کیوں نہ رنج حاجت کروں۔؟
- ۳۔ یہ جو مسجد آپ بنا رہے ہیں اس میں جن نماز پڑھیں گے یا ملائکہ؟

ان سوالات کو اپنی طرف سے تیار کیا سید کے سامنے آکر سلام کیا  
اس نے سلام کرنے میں پہلی مرتبہ پہل کی نیزہ کو زمین میں گاڑ دیا اور مجھے سینے  
سے لگایا۔

ہاتھ بہت نرم اور سفید تھے یہ بات بھی ذہن میں تھی کہ اس کے ساتھ  
خفاق کروں جو کچھ تہران میں جب میرے آقا شور کرتے تھے تو میں کہتا تھا کہ مگر  
آج بدھ کا دن ہے۔ ابھی میں نے یہ نہیں کہا تھا۔

سینے میں کفر فرمایا آج جمعرات کا دن ہے بدھ نہیں ہے اور فرمایا  
جو تین سوال تیرے دل میں ہیں انہیں بیان کرو میں متوجہ نہ ہوا کہ قبل اس کے کہ  
میں مافی الضمیر بیان کروں وہ اس سے آگاہ ہے۔

میں نے کہا اسے فرزند رسول خدا درس کو چھوڑ کر صبح سویرے یہاں سڑک  
کے کنارے مارتے پر آیا ہے، تو کیوں نہیں کہتا کہ اس زمانے میں ٹینک بندوق،  
ایٹم بم بوجوں میں اس تیزے کا تھکے کوئی فائدہ نہیں ہے یہاں سے درست ددشمن  
گذر رہے ہیں۔ جاؤ جا کر علم حاصل کرو؟۔

سکا کہ فرمایا میں مسجد کا نقشہ کھینچ رہا ہوں۔ میں نے کہا یہ مسجد جنوں کے  
لیے ہے یا ملائکہ کے لیے؟ فرمایا انسانوں کے لیے یہ جگہ آباد ہو جائے گی۔  
میں نے کہا حضور آپ یہ فرمائیں کہ اس جگہ جہاں میں رفع حاجت کے لیے  
بیٹھا تھا ابھی تک مسجد تو بنی نہیں تھی؟

فرمایا حضرت فاطمہ الزہراء السلام اللہ علیہا کی اولاد سے ایک شخص یہاں  
شہید ہوا ہے میں نے مرعہ مستطیل لیکر کھینچی ہے اس جگہ خراب بنے گا یہ جگہ  
جو تو دیکھ رہا ہے یہاں خون کے قطرات ہیں اس جگہ مومنین کھڑے ہوں گے

یہ جگہ جو تو دیکھ رہا ہے یہاں آخرین ہوگی اس جگہ خدا اور اس کے رسول کے دشمن گروے تھے جیسا کہڑا تھا پیچھے کی طرف لوٹا اور مجھے بھی لوٹایا۔ فرمایا اس جگہ امام بارگاہ بنے گا۔ اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہیں۔ بھی بے اختیار ہو کر گریہ میں مشغول ہوا۔

فرمایا اس کے پیچھے لائبریری ہوگی تو اس کے لیے کتابیں دے گا؛ میں نے کہا اسے اولاد رسول خدا تین شرائط کے ساتھ۔ پہلی شرط یہ ہے کہ میں زندہ رہوں۔ فرمایا انشاء اللہ۔

دوسری شرط یہ ہے کہ یہاں اگر مسجد بنی تو دوں گا فرمایا اللہ تعالیٰ بکرت عطا فرمادے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق اگرچہ ایک ہی کتاب ممکن ہوئی تو بھی آپ کے فرمان کو پورا کرنے کے لیے لاکر یہاں دوں گا۔ لیکن میری خواہش یہ ہے کہ جاؤ جا کر درس پڑھو آنا جان جو بات آپ کے ذہن میں ہے اسے ذہن سے نکال دو۔

سید مسکرا پڑھا اور دوسرے مجھے سینہ سے لگایا۔ میں نے پوچھا۔ آخر آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہاں مسجد کون تعمیر کرے گا؟ فرمایا۔

يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ  
میں نے کہا:-

آقا جان میں نے اتنی تعلیم حاصل کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تو تمام

ہاتھوں پر ہے۔

فرمایا آخر کار آپ دیکھ لیں گے۔

جب یہ مسجد تعمیر ہو جانے والے کو میرا سلام پہنچا دینا۔  
دومرتبہ پھر سینے سے لگایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے بھلائی عطا فرمائے۔  
میں شرک کے کنارے پر پہنچا، دیکھا تو کار درست ہو گئی تھی۔  
میں نے پوچھا کار کو کون سی خرابی تھی؟  
انہوں نے کہا:-

اس تار کے نیچے ماچس کی ایک تیلی رکھی ہے۔ جب آپ آئے ہیں  
اسی وقت ٹھیک ہو گئی ہے۔

انہوں نے پوچھا:-

آپ کس سے گفتگو کر رہے تھے

میں نے کہا:- مگر آپ نے اس بزرگ سید کو نہیں دیکھا جس کے ہاتھ میں  
دس میٹر لمبا نیزہ تھا۔ میں اس سے گفتگو کرتا تھا۔  
انہوں نے پوچھا:-

کون سید میں پیچھے کی طرف پلٹا، دیکھا تو سید وہاں موجود نہیں ہے۔  
زمین ہاتھ کی بھیلی کی طرح ہموار تھی مگر کوئی سامنے نہیں تھا۔

میں ایک دم لہرا اٹھا آیا اور کاریں بیٹھ گیا اس کے بعد ساتھیوں کے  
ساتھ کوئی بات نہ کی حرم مقدس جا کر زیارت کی نماز ظہر و عصر نہ معلوم کس  
طرح پڑھی۔

آخر کار جھکوان آنے دوپہر کا کھانا کھایا نماز پڑھی میں حیران تھا کہ رزق

میرے ساتھ باتیں کرتے تھے مگر مجھ میں جواب دینے کی ہمت نہ تھی۔  
 مسجد جکراں میں ایک ضعیف مرد کو دیکھا جو میرے پہلو میں بیٹھا تھا اور  
 ایک جوان دوسرے پہلو میں تھا میں بھی گریہ و زاری کر رہا تھا۔ مسجد نماز  
 جکراں پڑھی، چاہتا تھا کہ سربعدہ میں رکھوں صلوات پڑھوں دیکھا ایک بزرگ  
 شخصیت جس سے بہترین خوشبو آ رہی تھی۔

اس نے فرمایا۔

آٹھایاں عسکری السلام علیکم۔ اور میرے پاس بیٹھ گیا اس کی آواز ایسے  
 ہی تھی جس طرح صبح سن چکا تھا۔ مجھے نصیحت فرمائی میں سجدہ میں گیا، صلوات  
 پڑھی میرے دل نے گواہی دی کہ میں اس بزرگ سے اس سے پہلے بھی  
 مل چکا ہوں خیال میں تھا کہ سجدہ سے سراٹھا کر پوچھوں گا کہ آپ کہاں کے  
 رہنے والے ہیں۔

آپ مجھے کیسے جانتے ہیں جب سجدہ سے سراٹھایا تو دیکھا کہ وہ  
 بزرگ شخصیت موجود نہیں ہے۔

ضعیف آدمی جو میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے پوچھا جو بزرگ  
 میرے ساتھ ابھی محو گفتگو تھا کہاں گیا آپ نے نہیں دیکھا؟

اس نے کہا۔

میں نے نہیں دیکھا۔

جوان سے پوچھا اس نے بھی یہی جواب دیا کہ میں نے بھی نہیں

دیکھا۔

ایک دفعہ لرزاٹھا جیسے زمین لرزتی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ بزرگ شخصیت

حضرت ممدی آخر الزمان علیہ السلام ہی تھے۔

اپنے آپ پر کنٹرول نہ کر سکا حال متغیر ہوا میرے رفقا مجھے اٹھا کر  
 لے گئے میرے چہرے اور سر پر پانی چھڑکا۔  
 انہوں نے پوچھا۔

تجھے کیا بوابتہ مختصر یہ کہ نماز پڑھی اور جلدی کے ساتھ تہران لوٹ  
 آئے۔

تہران میں داخل ہوتے وقت تہران کے علماء میں سے ایک عالم دین  
 سے ملاقات ہوئی اور میں نے پورا واقعہ تفصیل سے ان کی خدمت میں بیان کیا  
 انہوں نے خصوصیات دریافت کیں میں نے تمام علامات بتائیں انہوں نے فرمایا  
 وہ خود صاحب العصرؑ تھے ابھی میرا کردار وہاں مسجد بن گئی تو پھر درست ہے۔  
 کافی عرصہ پہلے ہمارے دوستوں میں سے ایک دوست کا والد فوت ہوا۔  
 جو ساتھی ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے سب مل کر اس کا جنازہ تم مقدسہ میں لے آئے  
 جب اسی مقام پر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ دو مینار بلند بنے ہوئے ہیں۔ میں نے  
 پوچھا تو لوگوں نے بتایا یہ مسجد ہے بنام حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام حاجی  
 حسین سوہان والے کے بیٹوں نے تعمیر کرائی ہے۔ ہم تم میں داخل ہوئے باغ  
 بہشت میں جنازہ لیکر پتھر میت کو دفن کیا میں ناراحت تھا سر اور پاؤں کی تینتر  
 نہ تھی میں نے ساتھیوں سے کہا آپ چلیں دوپہر کا کھانا کھائیں میں ابھی آجاتا  
 ہوں۔ میں نے ٹیکسی لی اور حاجی حسین سوہان والے کے بیٹوں کے پاس دوکان  
 پر آکر استراہ حاجی حسین کے بیٹے سے پوچھا۔ آتا آپ یہاں مسجد تعمیر کرا  
 رہے ہیں؟

اس نے کہا نہیں۔

میں نے پوچھا اس مسجد کو کون تعمیر کر رہا ہے؟

اس نے جواب دیا حاجی ید اللہ رحمان۔

جب اس نے (ید اللہ) کہا میرا دل دھڑکنے لگا۔

اس نے پوچھا آتا جان کیا ہوا، اس نے کرسی پیش کی، میں اس پر بیٹھ

کیا پسینے سے شرابور ہو گیا اور اپنے آپ سے کہا۔

يٰۤاَللّٰهُ فَوْقَ اَيِّدِيْهِمْ

میں سمجھ گیا کہ حاجی ید اللہ نے اسے تعمیر کروایا ہے ابھی تک نہ اسے

دیکھا تھا اور نہ ہی کوئی پہچان تھی میں تہران واپس آیا اور اُس عالم دین کو سارا

واقعہ سنایا جیسے پہلے پورا واقعہ بتایا تھا۔

اس عالم دین نے فرمایا اس کی تلاش کرو واقعہ صبح ہے۔ اس کے بعد

میں نے چار سو جلد کتابیں خریدیں اور رقم کیا حاجی ید اللہ کا ڈریس معلوم کیا

پتھر باقی کا کام کرتا تھا میں کارخانہ میں پنچا دہاں جو گنجان تھا اس سے حاجی

ید اللہ کا پوچھا۔

اس نے بتایا کہ حاجی صاحب ابھی گھر گئے ہیں۔

میں نے عرض کیا مہربانی فرما کر ذرا ٹیلیفون ملا دیں۔ اُن سے کہیں ایک آدمی

تہران سے ملنے کے لیے آیا ہے آپ سے کوئی کام ہے۔

اس نے ٹیلیفون کیا۔

حاجی صاحب نے ریسور اٹھایا۔

میں نے اُن کی خدمت میں سلام عرض کیا۔

میں نے کہا میں تہران سے آیا ہوں چار سو جلد کتابیں اس مسجد کے لیے وقف کی ہیں کسی جگہ پہنچاؤں

حاجی صاحب نے فرمایا آپ نے اس کام کو کیسے انجام دیا اور ہمارے ساتھ آپ کی واقفیت کیسے ہے۔

میں نے کہا میں نے چار سو جلد کتاب وقف کی ہے۔

اس نے کہا یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کونسا مال ہے۔

میں نے کہا ٹیلیفون پر بتانا مناسب نہیں۔

حاجی صاحب نے کہا۔ آئندہ شب جمعہ میں آپ کی انتظار کروں گا

اس پتہ پر کتابیں لائیں۔ چہار راہ شاہ کوچہ سرگردشکراہی بائیں طرف تیسرا دروازہ ہے۔

میں تہران گیا وہاں جا کر کتابیں اکٹھی کیں جمعرات کے دن ایک دوست سے

کار لیکر حاجی آغا کے مکان پر پہنچا میں۔

حاجی صاحب نے فرمایا میں اس طرح قبول نہیں کروں گا جب تک آپ

تفصیل سے واقعہ بیان نہ کریں۔

آخر کار پورا واقعہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا کتابیں حاجی صاحب

کے حوالے کیں مسجد میں جا کر دو رکعت نماز حضرت ولی عصر علیہ السلام پر طہی

اور گویہ کیا۔

مسجد امام بارگاہ کو آنحضرت کے خط کشیدہ نقشہ کے مطابق حاجی بیدار

نے مجھے دیکھا یا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو بھلائی عطا کرے آپ نے اپنے وعدہ

پورا کیا ہے۔



مسجد حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے متعلق اختصار کے ساتھ یہی حکایت تھی جسے نقل کیا ہے اس کے علاوہ آقا ربیبان نے ایک بہت بہترین حکایت بیان کی تھی اسے مختصر طور پر نقل کرتا ہوں۔

آقائے ربیبان نے بیان کیا کہ شب ہائے عجمہ معمول کے مطابق مارگیروں اور مزدوروں کا حساب کر کے مزدوری جو دیتی ہوتی تھی۔ دی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ شب جمعہ استاد اکبر جو مسجد بنا رہا تھا مزدوروں کی مزدوری لینے کے لیے آیا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔ آج ایک آقائے سید تشریف لایا تھا۔ مسجد کی عمارت میں داخل ہوا اور پچاس تومان پچاس روپے کے برابر مسجد کی تعمیر کے لیے بھی دیئے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ مسجد کو نوانے والا کسی سے رقم وصول نہیں کرتا اس نے سخت ہلچے کے ساتھ مجھے فرمایا میں کہتا ہوں پچھلو وہ لے لے گا میں نے پچاس تومان لے لیے ان پر رکھا ہوا تھا برائے مسجد امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام۔ دو تین دن بعد، صبح سویرے ایک عورت آئی اس نے اپنی تنگ دستی اور یتیموں کی امداد کے لیے کہا دو بچے یتیم اس کے پاس تھے جن کی پرورش کرتی تھی۔ میں نے حبیب میں ہاتھ ڈالا۔ حبیب میں کوئی رقم نہ تھی اہل خانہ سے رقم لینے میں غفلت برتی اور وہی مسجد کے پچاس تومان اس عورت کو دے دیئے، اس خیال سے دیئے تھے کہ اپنی حبیب سے ان کے عرضی مسجد کے فنڈ میں ڈال دوں گا۔

اور اس عورت کو ایڈریس دیا کہ فلاں جگہ آجانا میں آپ کی مزید مدد کروں گا۔

عورت نے پچاس تھانے لیے خریدی گئی۔ جو ایڈریس میں نے دیا تھا اور کہا تھا کہ وہاں آجانا وہ عورت مزید لگ کے لیے نہ آئی ٹیکن میں اس بات کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ پچاس تھانے نہیں دیتے چاہیے تھے اور بہت پشیمان ہوا۔

دوسرے جمعہ کو استاد ابرار آیا اور کہا اس ہفتہ میں آپ سے ایک خواہش کرتا ہوں اگر آپ وعدہ کریں کہ بات سناؤں گے تو میں عرض کرتا ہوں۔ میں نے کہا آپ فرمائیں۔ اس نے کہا میں صرف اس صورت میں بیان کروں گا کہ آپ وعدہ کریں رو نہیں کریں گے۔

میں نے کہا استاد ابرار میرے بس کی بات ہوئی تو انشاء اللہ بجا لاؤں گا۔

اس نے کہا آپ کے بس میں ہے۔

میں نے کہا آپ بیان فرمائیں۔

استاد ابرار نے کہا۔ جب تک آپ قول نہ دیں میں اس وقت تک بیان نہیں کروں گا۔ میری طرف سے اصرار تھا کہ بتائیں استاد ابرار کا اصرار تھا کہ پیسے مہد کریں۔

اس نے کہا جو پچاس تھانے اتانے مسجد کے لیے دیئے تھے وہ آپ بے دے دیں۔

میں نے اپنے دل ہی دل میں کہا اے استاد ابرار تو نے میرے زخم کو تازہ کر دیا چونکہ اس عورت کو پچاس تھانے دینے کے بعد میں خود پشیمان ہوں

دو سال تک جو بھی پچاس تومان کا نوٹ میرے ہاتھ میں آتا تھا اس کو خوب  
توجہ سے دیکھتا تھا شاید وہی نوٹ ہو جس پر لکھا ہوا تھا۔

میں نے کہا اس رات آپ نے مختصر بتایا تھا ذرا وضاحت سے  
حقیقت حال بیان فرمائیں۔

اس نے کہا تقریباً ساڑھے تین بجے بعد از ظہر ہوا بہت گرم تھی میں اپنے  
کام میں مشغول تھا دو تین مزدور ابھی میرے ساتھ تھے اچانک میں نے دیکھا  
کہ ایک آقا مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہوا شکل و صورت نورانی بزرگی  
اور صلابت کے آثار نمایاں تھے اس قدر قابل دید تھے کہ میرا جی کام کرنے  
کو نہیں چاہتا تھا۔ فقط یہی ذہن میں تھا کہ اس خوبصورت آقا کی زیارت ہی  
کرتا رہوں۔

آقا تشریف لائے میں گو پر کام کر رہا تھا انہوں نے زیر عبا ہاتھ ڈالا  
اور رقم نکال کر مجھے فرمایا استاد اسے لے لو اور مسجد کے بانی کو دے دینا۔  
میں نے عرض کیا آقا جان مسجد کا بانی کسی سے رقم نہیں لیتا۔ میں آپ سے  
یہ رقم لوں اور شاید وہ قبول نہ کرے، اور ناراحت ہو جائے آقا جان کراہنگ  
متغیر ہوا اور فرمایا میں تجھے کہہ رہا ہوں پکڑ لو میں نے فوراً اپنے چوٹے سے  
بھرے ہوئے ہاتھوں میں آقا جان سے رقم لے لی۔ اور وہ باہر تشریف  
لے گئے۔

میں نے کہا یہ آقا اس گرم ہوا میں کہاں تھا میں نے ایک مزدور کو آواز  
دی اس کا نام علی شہدی تھا میں نے کہا اس آقا کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہاں  
جاتے ہیں کس کے ساتھ اور کس وسیلہ سے اُسے تھے شہدی علی گیا چارمنٹ

پانچ منٹ، دس منٹ گذر گئے، مشہدی علی واپس نہ آیا میں حیران تھا مشہدی علی کو آواز دی، دیوار کے پیچھے مسجد کا سٹرن تھا۔  
میں نے کہا کیوں نہیں آتا؟  
اس نے کہا میں کھڑا ہوں آقا کی زیارت کر رہا ہوں میں نے کہا آؤ وقت ہو گیا ہے۔

اس نے کہا آقا نے اپنا سر نیچے جھکایا اور چل دیئے۔  
میں نے پوچھا کس وسیلے سے گئے ہیں؟  
کار تھی؟

اس نے کہا ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی سر کو نیچے جھکایا اور چل پڑے۔  
میں نے کہا تو کیوں کھڑا تھا۔  
اس نے کہا میں آقا کی زیارت کر رہا تھا۔

آقا نے رجبیان نے کہا یہ پچاس تو مان کا واقعہ تھا۔ لیکن یقین کریں کہ اس پچاس تمانی کا مسجد کے کام میں بہت ہی اثر تھا میں خود اس امید میں نہ تھا کہ اس طرح مسجد بن جائے گی۔

اور میں اس کام کو یہاں تک پہنچانے کی قدرت نہ رکھتا تھا جس وقت یہ پچاس تمانی میرے ہاتھ میں آئی میرے اپنے کاروبار اور مسجد کے کام میں بہت ہی برکت پیدا ہوئی۔ (یہ واقعہ تھا جو کتاب پانچ دہہ پرشش ایت اللہ صافی کی لکھی ہوئی سے نقل کیا ہے)۔

اور میں نے خود اس کی تحقیق کی ہے آقا حاجی میرا نذر جیبان سے ملاقات کی میں اس واقعہ کی سچائی کی تصدیق کرتا ہوں امید ہے کہ حوزہ علمیہ قم

کے طلبہ اس با عظمت مسجد کی برکات سے غفلت نہیں فرمائیں گے اور آلِ حسین  
کی زیارت کے وسیلے سے نماز تو سب جو پہلے ذکر ہو چکی ہے۔

اس کے ذریعہ سے حضرت دہا عصر علیہ السلام سے ارتباط برقرار کریں  
گے اور میں چونکہ شہد مقدس میں زندگی بسر کرتا ہوں اس لیے کم توفیق ہوتی  
ہے۔

لیکن الحمد للہ جب بھی تم مقدسہ میں آتا ہوں مسجد جگران اور مسجد  
حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام میں جانا ہوں اور ان ہر دو مساجد کی بہت  
سے برکات دیکھی ہیں۔



## حکایت ۳

مرحوم ایت اللہ آقا الحاج شیخ مجتبیٰ قزوینی ملائے اہل شہد میں سے تھے میں نے خود ان سے کرامات دیکھی ہیں۔ ہجرت ۱۳۲۵ء میں انہوں نے بیان کیا۔

آقا سید محمد باقری اہل دامغان میں سے تھا شہد میں مقیم تھا۔  
مرحوم ایت اللہ حاج میرزا ہمدی اصفہانی غروی کے شاگردوں میں سے تھا اکثر اپنے استاد منظم لڑکی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ کئی سالوں سے دائمی مریض تھا اسل مرض میں مبتلا تھا۔ اس وقت یہ مرض لاعلاج تھا تمام لوگ اس سے مایوس تھے بہت ضعیف و نحیف ہو گیا تھا۔  
ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک صبح دسالم خوشحال نظر آیا کسی قسم کی بیماری و کمزوری نہ تھی ہم نے بہت تعجب کیا اور اس سے علت شفا پوچھی۔  
اس نے بیان کیا۔

ایک دن میرے ملق سے بہت زیادہ خون آیا اور ڈاکٹروں نے مجھے مایوس کر دیا میں اپنے استاد حضرت ایت اللہ غروی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی کیفیت بیان کی۔

استادِ منظم دوزانو ہو کر بیٹھے اور پختہ یقین کے ساتھ مجھے فرمایا:-  
مگر توسید نہیں ہے اپنے آباء و اجداد سے بیماری سے شفا حاصل کرنے  
کے لیے دعا کیوں نہیں کرتا؟

حضرت بقیۃ اللہ الاعظم علیہ السلام کی خدمت میں کیوں نہیں حاضر ہوتا  
اور آنحضرت سے اپنی حاجت کیوں نہیں طلب کرتا۔

مگر تو نہیں جانتا کہ وہ پروردگار کے اسماء حسنیٰ ہیں مگر دعائے کسبِ تو  
نے نہیں پڑھی۔ فرمایا ہے۔

يَا مَنِ اسْمُهُ دَوَاءٌ وَ ذِكْرُهُ شِفَاءٌ  
(اے وہ ذات جس کا نام دوا ہے اور اس کا ذکر شفا ہے)

اگر تو مسلمان ہے، اگر توسید ہے، اگر توشیبہ ہے تو چاہیے کہ آج ہی

حضرت بقیۃ اللہ ارواحِ فداء سے شفا طلب کرنا

خلاصہ یہ کہ اس قدر محکم الفاظ بیان فرمائے کہ میں رونے لگا اور وہاں

سے اس ارادہ سے اٹھا کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت  
میں جاؤں۔

لہذا بغیر اس کے کہ توجہ کروں آنسو بہاتا جاتا اور اپنے آپ سے

باتیں کرتا جاتا تھا اور زبان پر الفاظ جاری تھے یا حجۃ ابن الحسن اور کئی

صحیح مقدس حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی طرف جا رہا تھا، جب

میں پرانے صحن میں پہنچا اسے پہلی حالت میں نہ پایا۔

صحن بالکل خالی تھا صحن میں فقط چند افراد نظر آئے جو اکٹھے چل رہے

تھے ان کے آگے آگے ایک سردار تھا میں سمجھ گیا کہ یہی امام حضرت ولی عصر

عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہیں میں نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔

بہترین موقعہ یہی ہے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شفا و طلب کروں۔  
 آنحضرت جا رہے ہیں میں نے چاہا کہ آنحضرت کو آواز دوں اور ان سے  
 عرض کروں کہ میرے لیے شفا و طلب کریں۔  
 جو نہی میرے دل میں یہ خیال آیا میں نے دیکھا کہ آنحضرت پہلے اور  
 میری طرف نگاہ کی۔

سر و پینہ بدن پر اگیا اچانک میں نے دیکھا کہ صحن مقدس معمول کے  
 مطابق نظر آیا وہ چند اتر اور غائب ہیں لوگ صحن میں حسب سابق آمد و رفت  
 کرتے تھے۔

میں حیرانگی کے عالم میں تھا اسی دوران اپنی طرف متوجہ ہوا دیکھا عرض  
 باقی نہیں ہے بیماری کے تمام آثار جا چکے تھے اپنے گھر کی طرف لوٹا جو  
 کچھ پر ہیز تھی اس کو چھوڑ دیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے شفا و عطا کی ہے کہ  
 بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں میں جتنی بھی کوشش کروں کہ کھانسی آئے مگر  
 نہیں آتی۔

مرحوم حاجی شیخ بھتی قرودینی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت گریہ کرنے لگے  
 اور فرمایا جی ہاں یہ تھا اقدہ آقا سید محمد باقر قرودینی کا  
 میں نے اس کے بعد کئی سال اسے دیکھا اس کی صحت بہت اچھی تھی  
 یہاں تک کہ موٹا بھی ہو گیا تھا۔

آنا کو خاک را بنظر کیما کنند  
 آیا شود کہ گوشتہ چشمی بما کنند

اگر اہل علم اور سادات آنحضرت کی طرف خلوص سے توجہ کریں چونکہ امام کے



سپاہی ہیں۔ خادم اور خدمت گزار ہیں۔  
 چونکہ آنحضرتؐ کے نزدیک ترین ہیں۔  
 تو آنحضرتؐ ان کی طرف زیادہ توجہ فرمائیں گے ان کے مادی اور معنوی  
 زندگی کو بہترین طریقہ سے چلائیں گے۔  
 لیکن خدا نہ کرے اگر سہم امام علیہ السلام کھائیں اور آنحضرتؐ کے وجود  
 مقدس کی طرف متوجہ نہ ہوں آنحضرتؐ کے ساتھ مناجات نہ کریں دن اور رات  
 میں صراحتاً ایک گھنٹہ بھی آنحضرتؐ کی خدمت میں علوم و عقیدت پیش نہ کریں  
 آنحضرتؐ کے دوستوں کے ساتھ مسخرہ کریں۔  
 توجان لیں، آگاہ رہیں کہ وہ لوگ خدا کے ولی کی طرف سے مواد غضب  
 داتع ہوں گے زندگی کا جنبہ مادی و معنوی برباد ہو جائے گا جیسا کہ اس کے  
 بارے میں کئی مرتبہ تجربہ ہو چکا ہے۔



## حکایت ۱۲

سال ۱۳۵۲ھ کی شمی میں میں مدینہ مندرہ گیا تھا آدمی رات کا وقت تھا  
مدینہ شہر کا ملا خاموشی کے عالم میں تھا باب السلام کی طرف جو عمارتیں تھیں  
انہیں گرا دیا گیا تھا اور موجودہ چھت نما جگہ نہیں بنی تھی۔

حرم کی دیواروں سے لے کر مسجد غمامہ کے سامنے سے جو سڑک گذر  
رہی تھی وہاں تک وسیع میدان تعارات کے آخری حصہ میں آقای حاجی  
خادمی کے ہمراہ مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیوار کے پیچھے کی طرف  
بیٹھا تھا چونکہ ابھی تک حرم کے دروازے بند تھے آملے خادمی اپنے معمول  
کے مطابق جو کہ ہمیشہ اپنے مولاد آقا کی یاد میں رہتا تھا اظہار عشق، امام صاحب  
الزمان علیہ السلام کو گہرا تھا آج کی رات بھی حضرت حجۃ بن الحسن علیہ السلام  
کے حالات کے بارہ میں بیان کر رہا تھا، اور اپنی عقیدت کا اظہار کر رہا تھا۔

ضمناً فرمایا:

آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔

میں نے عرض کیا۔

فسرئیں۔

آملے خادمی نے فرمایا۔ کیا ممکن ہے کہ حضرت یقیناً اللہ راوحا لشراب

مقدمہ الفداء مدینہ منورہ میں اپنا گھر نہ رکھتے ہوں؟  
میں نے عرض کیا:

کیوں ممکن نہ ہو ضروری نہیں ہے کہ آنحضرتؐ ہر شہر میں اپنا مکان رکھتے ہوں خصوصاً جب کہ یہ بھی ملحوظ رہے کہ ان کے دوستوں کے گھر ان کے ساتھ ہی متعلق ہیں۔

اتانے خادمی نے فرمایا:

نہ میں معتقد ہوں کہ آنحضرتؐ کا مدینہ منورہ میں گھر موجود ہے۔  
میں نے پوچھا وہ مکان کہاں ہے۔

اتانے خادمی نے فرمایا: اگر میں آنحضرتؐ کا گھر جانتا ہوتا تو پھر

یہاں نہ بیٹھتا

د میں جانتا تھا کہ آنحضرتؐ کے دوستوں کے ساتھ جب ایسے  
حالات پیش آئیں تھوڑی سی جستجو کے ساتھ استفادہ کیا جاسکتا  
ہے لہذا میں نے کہا

اگر میں یہ اعتقاد رکھتا ہوتا یعنی معتقد ہوتا کہ حضرت بقیۃ اللہ  
ارواحاً فداء مدینہ منورہ میں مکان رکھتے ہیں تو اپنے قیام مدینہ کے دوران  
مدینہ شہر کے تمام مکانوں کے دروازوں پر دستک دیتا اور صاحب خانہ کا  
نام پوچھتا یہاں تک کہ آنحضرتؐ کا گھر تلاش کر لیتا اور اضافہ کیا کہ اگر اس  
کام کو صحیح طریقہ سے انجام دیا جائے تو آخر کار پانچ، چھ دن میں آنحضرتؐ کا  
مکان تلاش کر لیا جائے گا۔ مگر مدینہ منورہ کتنا بڑا شہر ہے کتنے گھر ہیں اتنی  
مدت زحمت اٹھانا ہے کہ شرمندگی محسوس کرنا اور احتمالاً لوگوں سے گالی

اور نامزاکلمات سن کر بھی اپنے مقصد کو پالینا (آنحضرتؐ کا گھر تلاش کر لینا) بہت ارزش رکھتا ہے۔

حالانکہ میں معتقد ہوں کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کی غیرت اور لطف و محبت اجازت نہیں دیتی کہ ان کا دست ان تک پہنچنے کے لیے اس حد تک تکلیف برداشت کرے اور اس قدر شرمندگی اٹھانے طبعی طور پر دو دروازوں پر دستک دینے سے زیادہ دیر نہیں گزرے گی کہ اپنے گھر کی طرف راہنمائی فرمائیں گے۔

لیکن چونکہ میں معتقد نہیں ہوں یعنی میں یقین نہیں رکھتا کہ آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں اپنا گھر رکھتے ہوں گے اس لیے میں نے ایسا عمل انجام نہیں دیا۔

قصہ مختصر میں نے اس بارے میں اس قدر گفتگو کی کہ معلوم نہ اسی وقت نصف رات کا ٹائم تھا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی کھڑا ہو گیا۔ حیران تھا کہ کہاں سے اور کس طرف سے شروع کریں۔ ادھر ادھر نگاہ کرتا تھا، میں ہر لمحہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے لطف کا منتظر تھا تمام لوگ گھروں میں آرام کر رہے تھے وسیع میدان میں پرندہ پر بھی نہیں مارتا تھا۔

عجیب سکوت طاری تھا اچانک ایک آواز مسجد غمامہ کی طرف جو طرف تھی ادھر سے فارسی زبان میں صدا آئی اس طرف..... اس طرف..... جس طرف سے آواز آتی تھی ہم نے ادھر دیکھا دوسے لباس اور شکل و صورت کی خصوصیات نظر آرہی تھیں ظاہراً معلوم ہوتا تھا کہ ہمیں ہی آواز

رہے رہا ہے۔

آٹا سے حاجی خادمی نے کہا: ہمیں ولی عصر علیہ السلام کے گھر کی طرف  
بلا رہے ہیں اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فوراً اس طرف  
چل دیئے۔

میں جوان واقعات پر بہت دیر سے یقین کرنے والا تھا اپنے آپ  
کو کہا! یقیناً کسی ایرانی نے ہمیں آواز دی ہے اس نے ہمیں اپنے رفتار میں  
سے بچھا ہے اور تجھیاں کیا ہے کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں اس لیے اس نے  
ہمیں آواز دی تھی اور ہماری راہنمائی کر رہا ہے لیکن جس شخص نے ہمیں آواز  
دی تھی وہ ہمیں بلانے کے بعد ان کو چوں میں داخل ہو گیا جو اس طرف تھے  
ادہم نے اسے پھر نہیں دیکھا۔

آٹا نے حاجی خادمی سارے راستے میں، جہاں وہ شخص کھڑا تھا اس  
جگہ تک یہی فرماتے رہے کہ عجیب قسم کے عطر کی خوشبو محسوس کر رہا  
ہوں۔

آخر کار دس منٹ کے بعد ہم اس جگہ پہنچے لیکن وہاں تین راستے تھے وہاں  
پہنچ کر پھر حیران تھے کہ یہاں سے کس طرف جائیں۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک موٹر آ کر کی، مسجد غمامہ کے سامنے  
سڑک کے آخر میں سواریاں اتریں جب ہمارے قریب پہنچی تیز رفتاری میں  
کمی کی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی تھوڑا سا ہمارے پاس رکی اور ہمیں حرم ہوٹل  
کی پشت کی طرف ایک سڑک جا رہی تھی ادھر اشارہ کیا اور فارسی زبان  
میں کہا۔

(اس طرف سے..... اس طرف سے....) اور تیزی کے ساتھ ہم سے دور ہو گیا۔

اس مقام پر میں نے بھی خیال کیا کہ تصوراً تصوراً احتمال یہ ہوتا ہے کہ یہ انسانی طبعی نہیں ہے۔

اس لیے کہ اگر پہلے شخص نے ہمیں اتفاقاً آمادگی تھی تو یہ موٹر جو کہ معمولاً ایرانی لوگ مدینہ منورہ میں موٹر میں سوار نہیں ہوتے خصوصاً یہ سوار ہلکے نزدیک رکا ہے اور ہمیں دیکھتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ ہمیں اپنے رفتار سمجھ کر اشتباہ کیا ہو۔

بہر حال اتانے حاجی خادمی بتتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ یا صاحب الزمان (علیہ السلام) کا ذکر کرتے ہوئے اس سڑک کی طرف چل پڑا میں بھی حیرانگی کے عالم میں اس کے ساتھ چلتا جاتا تھا اس سڑک پر ابھی دس قدم سے زیادہ فاصلہ نہیں چلے تھے کہ تقریباً دس نوجوان آدمی ایک شخصیت کے ارد گرد جس نے عربی لباس پہن رکھا تھا دیکھا تو وہ اس عظیم شخصیت کی گفتگوں رہے تھے اور خوب واضح تھا کہ ابھی کسی گھر سے نکلے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی جگہ پر جائیں آہستہ آہستہ ہماری طرف آرہے تھے جب ہمارے قریب پہنچے تو اس بزرگوار پر عظمت شخصیت نے ہماری طرف نگاہ کی اور فرمایا (سلام علیکم)۔

ہم نے جواب دیا لیکن وہ سلام اور نگاہ اس قدر دسرا تھی کہ ہمیں بہوت کر دیا تھا۔

حاجی خادمی ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر رو رہا تھا اور ان کو پیچھے

سے دیکھ رہا تھا میں اس نگر میں پڑ گیا کہ دیکھیں یہ کہاں سے نکلے ہیں جب میں نے فوراً دیکھا تو گھر کا چراغ جل رہا تھا اور بالکل واضح تھا کہ اسی منزل سے نکلے ہیں مکان کا دروازہ لکڑی کا تھا۔

مکان پرانا تھا۔ آج کل کی ظاہری آرائش سے خالی تھا گھر کے اندر دروازے کے پیچھے ایک چراغ روشن تھا اور ایک آدمی جو کہ ظاہراً اس گھر کا ملازم تھا اس چراغ کے نیچے کھڑا تھا۔ گھر کے دروازے کے اوپر ایک بورڈ لگا ہوا تھا اور چراغ کی روشنی اس بورڈ پر پڑ رہی تھی بورڈ کے علاوہ سڑک کے کچھ حصے پر بھی روشنی جا رہی تھی۔

اس بورڈ پر نہری حروف میں لکھا ہوا تھا۔ لکھائی کے الفاظ ابھرے ہوئے تھے۔

(منزل المہدی الغوث)

البتہ اس بورڈ کی تحریر کی ترتیب اس طرح نہ بھی بلکہ لفظ۔ (منزل) بورڈ پر اوپر کی طرف اور دوسری سطر میں لفظ۔

(المہدی - الغوث)

اسی طرح لکھا ہوا تھا جس وقت آٹانے حاجی خادمی نے اس بورڈ کو دیکھا یقین پیدا کر لیا کہ آرام و سکون کے ساتھ اپنے مقصد کو پہنچ گئے ہیں اور حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کا گھر مل گیا ہے۔ اس لیے گھر کے دروازہ کے پیچھے تھوڑی دیر کے لیے کچھ نا صلیے پر زمین پر بیٹھ گیا لیکن میں ابھی چاہتا تھا کہ اس موضوع پر مزید تحقیق کروں میں اس دروازے کے پیچھے گیا اور جو شخص اس گھر میں چراغ کے نیچے کھڑا تھا۔

اس سے مراد میں پرچھا۔

صَاحِبُ الْبَيْتِ فِيهِ

یعنی صاحب خانہ گھر میں تشریف فرما ہیں اس نے کمال محبت کے ساتھ  
تہنم کرتے ہوئے مجھے جواب دیا۔ (الان راج) یعنی ابھی ابھی تشریف لے  
گئے ہیں۔

میں سمجھ گیا کہ وہ پروتار با عظمت شخصیت جو چند افراد کے جھرمٹ میں  
شک پر جا رہی تھی وہی صاحب خانہ ہے اس کا نام مہدی ہے اور انوث اس  
کا لقب ہے لیکن کیا حقیقتاً وہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمان علیہ السلام  
ہی تھے یا کوئی اور آدمی تھا جو اس نام اور اس لقب کے ساتھ یہاں  
قیام پذیر ہے؟

مختصر یہ کہ ہم وہاں دروازے کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ اس گھر کے  
لازم نے چراغ خاموش کر دیئے جیسا کہ وہ چاہتا تھا کہ سوئے مگر میرے دل  
میں عجیب قسم کا طمان تھا تریب تھا کہ روح پرواز کر جائے اتنے آپ کو  
مخاطب کر کے کہا مگر ہو سکتا ہے کہ مجھ میں اتنی لیاقت ہو کہ یہ فیض عظیم  
حاصل ہو۔

دوسری طرف یہ سوچ رہا تھا کہ اس موٹر سوار نے نارسی زبان میں ہماری  
کی اس کے علاوہ عام طور پر اہل سنت اپنا نام مہدی نہیں رکھتے یہاں تک کہ  
مدینہ منورہ کے نشیہ بھی تقیر کی وجہ سے بہت ہی کم افراد اہل مقدس نام سے مربوط  
ہیں ان حالات میں مجھے کچھ ہمارا ہوا کہ شاید یہ سعادت مجھے نصیب ہوئی ہوگی۔  
بہر حال تقریباً ایک گھنٹہ دروازے کے پیچھے بیٹھے رہے اتلے حاجی خادما



بہت خوش تھا پھر وہاں سے اپنی رہائش گاہ کی طرف چل دیئے اسی رات  
 کی صبح ہمارا قافلہ مکہ کی طرف تیار تھا اس لیے میں اس سفر میں دوسری مرتبہ اس  
 گھر کے دروازے تک نہ جا سکا لیکن جب دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا  
 زیارت نصیب ہوئی تو اسی جگہ پر گیا چند مکان ایک دوسرے کے ساتھ ملتے جلتے  
 تھے لیکن وہ بورڈ کسی مکان پر بھی نہیں تھا مگر آٹالے حاجی خادمی فرماتے تھے  
 کہ میں جب بھی مکہ کر گیا ہوں (مدینہ منورہ) میں اس گھر کی بھی زیارت کی ہے  
 اور اسی نام کا بورڈ بھی تھا اور اس کی زیارت بھی کی ہے۔



## حکایت ۵

مرحوم شہید جمعۃ الاسلام والمسلمین جناب آقا سید عبدالکریم ہاشمی نژاد کا ایک استاد تھا اس کا نام آنا شیخ علی فریدۃ الاسلام کاشانی تھا میں نے ان کے مختصر حالات زندگی کتب پرواز روح میں لکھے ہیں۔

انہوں نے بیان کیا کہ ایک رات میرے استاد مرحوم قم میں اوپر والے کمرے کی بالکونی پر صبح کی طرف منہ کر کے کھڑے تھے اور حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کو زیارت آل یسین کے ساتھ زیارت کر رہے تھے اور آنحضرت کے ساتھ مناجات مشغول تھے۔

میں بھی ان کے نزدیک انگلیٹھی میں آگ روشن کر رہا تھا تاکہ بستر گرم کریں یعنی آگ کے لیے پکھا چلار ہا تھا تاکہ کرسی کے نیچے آمادہ ہو جائے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ استاد محترم لرزے اور توجہ زیادہ ہوئی ان

لہ میز کے نیچے انگلیٹھی یا آج کل بریل وغیرہ رکھتے ہیں اور اس میز پر بہت بٹالحات ڈال دیتے ہیں اور ادھر ادھر سے اس میں ہاتھ پاؤں ڈال کر سردیوں میں بیٹھتے ہیں اسے کرسی کہتے ہیں۔

مترجم

کا گریہ زیادہ ہوا میں نے اپنا سراٹھایا تاکہ دیکھوں کیا بات ہے نہایت تعجب کے ساتھ دیکھا کہ۔

حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام زمین و آسمان کے درمیان میرے استاد کے سامنے کھڑے ہیں اور ان کے ساتھ مسکرا رہے ہیں اور میں رات کی تاریکی کے باوجود امام دلی عصر علیہ السلام کی تمام خصوصیات شکل و صورت، رنگ و لباس، کو بھی دیکھتا تھا۔

پھر میں نے اپنے سر کو نیچے جھکایا پھر دو مرتبہ سر کو اٹھایا آنحضرت کو اسی تیاذ اور تمام خصوصیات کے ساتھ دیکھا۔

بالاخر میں نے چند مرتبہ اسی عمل کو دہرایا ہر بار جمال مقدس آنحضرت کی زیارت ہوتی تھی یہاں تک کہ آخری مرتبہ سر کو نیچے جھکایا تو میں متوجہ ہوا کہ استاد محترم آرام فرما رہے ہیں جب سر کو اس مرتبہ اٹھایا اور آنحضرت کی طرف نگاہ کی تو اب وہاں موجود نہ تھے معلوم ہوا کہ میرے استاد محترم کی مناجات آنحضرت کے جانے کے ساتھ منقطع ہوئی ہیں۔

اس واقعہ کے بعد میں اور میرے استاد محترم کمرے میں کرسی کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے استاد محترم کو یہ گمان تھا کہ میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی چاہتے تھے کہ مجھ سے اسے پوشیدہ رکھیں۔

میں نے پہلے پہل استاد محترم سے عرض کیا آپ نے آقا کو کہیں لباس میں دیکھا انہوں نے تعجب کی حالت میں مجھ سے پوچھا مگر تو نے آنحضرت کو دیکھا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں لباس لکیر دار، علامہ بنر، شکل و صورت جاذبِ غلامہ یہ کہ جو خصوصیات آنحضرت میں دیکھی تھیں تمام بیان کریں۔ استاد محترم نے میری گفتگو

کی تصدیق کی، تشریح کی اور خوشحال ہوئے کہ میں بھی امام زمان علیہ السلام کی ملاقات کی زیارت رکھتا ہوں۔

میں سال ۱۳۳۳ھ شمس میں مرحوم شہید سید عبد الکریم ہاشمی نژاد کے ساتھ علوم دین حاصل کرنے کے لیے نجف اشرف گیا تھا۔ شب جمعہ کو بلا معنی زیارت کے لیے گئے میں نے ابو الفضل العباس علیہ السلام کے حرم میں التجا کی کہ امام زمان علیہ السلام کے وجود مقدس کے بارے میں میرا یقین زیادہ پختہ ہو۔ پس پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے آنحضرت کے حرم کے صحن میں آئے ہاشمی نژاد میرے ساتھ تھے حالانکہ وہ میری نیت سے بالکل واقف نہ تھے لیکن اس قدر کہ میرے لیے بیان کیا۔

اس قدر میرے قلب کو سکون ہوا کہ یقین پیدا ہو گیا کہ حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام اس وسیلے سے میری حاجت پوری کرنا چاہتے ہیں اور میرے دل کو مطمئن کرنا چاہتے ہیں۔



## حکایت ۶

آقا حاج شیخ اسماعیل نمازی مشہد مقدس میں مقیم ہیں ان کا قصہ مشہور ہے۔

اہل مشہد میں سے کئی لوگوں نے اُسے بیان کیا ہے اور میں نے خود بھی مدینہ منورہ میں ان سے سلب آٹھ ماہ نمازی فرماتے تھے۔

میں اہالیان مشہد میں سے چند افراد پر مشتمل قافلہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ کی زیارت کے لیے لے کر چلا اس زمانے میں لوگ نجف اشرف کے راستے جاتے تھے صحرا پر بیابان جس میں آب و گیاہ کا نام نشان نہ ہوتا تھا۔ بچی ٹرکین تو درکنار ایسا راستہ بھی نہیں ہوتا تھا جس پر فقط بحری ڈالی گئی ہو۔

صرف چند لوگ جو راہ شناس تھے مخصوص علامات کے ذریعہ راستہ تلاش کرتے تھے راہنمائی کرتے تھے، تیل و پانی وغیرہ کافی مقدار میں اپنے ساتھ لے کر چلتے تھے تاکہ راستے میں نہ رہیں۔

ہم پانی اور ڈیزل وغیرہ کے اعتبار سے مطمئن تھے یہاں تک کہ دو ڈرائیور ہمراہ تھے مسافروں کے پاس غذا اور پانی کافی مقدار میں ہمراہ تھا ہم اپنا راستہ لیے ہوئے چلتے جاتے تھے۔

ان دونوں ڈرائیوروں میں سے ایک آدمی متقی نہیں تھا اتفاقاً اس دن غروب کے نزدیک بیابان کے وسط میں وہ اسیٹرن پر بیٹھا ہوا تھا۔ ہم نے اسے کہا رات ہونے کو ہے اس لیے یہاں ہی قیام کریں صبح آرام کے ساتھ یہاں سے چلیں گے اس نے ہلکے ہات کی پرواہ نہ کی اور چلتا رہا یہاں تک کہ رات ہو گئی پھر وقت گزرنے کے بعد چلتے چلتے رک گیا اور کہا اب مجھے راستہ معلوم نہیں ہے ہم سب بس سے نیچے اترے رات وہیں گزاری صبح جب نیند سے بے دار ہوئے تو دیکھا کہ سارا بالکل نظر نہیں آتا تھا یہاں تک کہ ہوا میں سنگریں لڑکھیں کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے اور معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ ہم کدھر سے آئے ہیں۔

میں نے مسافریں کو کہا بس پر سوار ہوں اور ڈرائیور کو کہا تقریباً اس فرخ مشرق اور دو فرخ مغرب اور دو فرخ جنوب اور دو فرخ شمال کی طرف چلیں تاکہ راستہ مل جائے ڈرائیور نے یہ بات قبول کر لی اس بیابان میں شام تک یوں ہی چلتے رہے لیکن راستہ نہ مل سکا پھر دوسری رات بھی اسی بے آب و گیاہ صحرائیں گزاری لیکن میں بہت پریشان تھا دوسرے دن اسی طرح چلتے رہے رات تک راستے کا کوئی نشان نہ ملا اسی دوران پٹرول وغیرہ ختم ہو گیا۔

اور سورج غروب ہونے لگا پس میں کوٹری کر دی چونکہ تین ختم ہو چکا تھا پانی بھی ختم ہونے کو تھا۔

اس رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہی عجز و نالہ کیا صبح ہم سب موت کے منہ میں معلوم ہوتے تھے اس لیے کہ پانی بالکل ختم ہو چکا تھا اور

پڑیل بھی ختم ہو گیا تھا راستے کا علم نہیں تھا میں نے مسافروں کو کہا۔  
 آدمی کو منت مانیں کہ اگر خداوند کریم اس یا بان سے ہمیں نجات دے  
 تو جب ہم اپنے وطن پہنچیں گے جو کچھ مال ہمارے پاس ہے راہ خدا میں دے  
 دیں گے۔

تمام مسافرین نے کہا قبول ہے اور اپنے آپ کو اللہ کے حوالے  
 کر دیا صبح کے تقریباً نو بج چکے تھے ہو گرم ہونے کے نزدیک تھی اور ہمیں  
 یقین تھا کہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ آدمی فوت ہو جائیں گے اس لیے میں  
 بہت ہی پریشان تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھا اور مسافروں سے ذرا دور جا کر  
 بیٹھ گیا۔

اتفاقاً ایک مقام پر ریت کا ٹیلہ تھا میں اس کے پیچھے جا کر بیٹھ گیا  
 اور بیٹھے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ آہ دہرایا کر رہا تھا۔ یا اَبَا صَالِحٍ  
 اَلْمَهْدِيِّ اَذْبَرَ كَيْفِي؟ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَذْبَرَ كَيْفِي يَا حُجَّةَ  
 بِنِ الْاِحْسَنِ اَذْبَرَ كَيْفِي؟

میرا سر نیچے کی طرف جھکا ہوا تھا آنسوؤں کے قطرے زمین پر گر رہے  
 تھے۔

اچانک مجھے معلوم ہوا کہ پاؤں کی آواز آرہی ہے جو میرے قریب ہوتی  
 جا رہی ہے اپنے سر کو اوپر اٹھایا تو ایک عربی مرد کو دیکھا اونٹوں کی ہماراں کے  
 ہاتھ میں ہے اور چاہتا ہے کہ جھوڑے۔

میں نے آواز دی آقا ہم یہاں اپنا راستہ گم کر بیٹھے ہیں۔ ہمیں راستے  
 تک پہنچاؤ۔

اس نے اونٹوں کو بٹھایا اور میرے قریب آکر سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا۔

میرا نام پکار کر کہا پریشان نہ ہوں آؤ میں آپ کو راستہ بتلاتا ہوں دیکھو اس طرف سے آپ جائیں گے دو پہاڑوں کے پاس پہنچو گے جب ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے گزریں۔ دائیں طرف سیدھے چلتے جائیں غروب آفتاب کے وقت آپ راستے پر پہنچ جائیں گے۔  
میں نے کہا:

پھر بھی امکان ہے کہ شاید ہم راستہ گم کر بیٹھیں اور میں نے قرآن مقدس کو جیب سے نکالا اور کہا آپ کو اس قرآن پاک کی تم دیتا ہوں ہمیں آپ خود ساتھ چل کر راستے تک پہنچائیں۔

ابھی میں متوجہ نہیں تھا کہ اس نے اپنے اونٹوں کو بٹھایا ہے وہ اس طرح بیان کر رہا ہے تقریباً دس گھنٹے کا سفر سڑک تک معلوم ہوتا تھا۔ اس لیے میں نے بہت زیادہ اصرار کیا اور اسے تم دی۔

اس نے کہا بہت اچھے تمام سارے ہو جائیں اور جو ڈرائیور زیادہ پر سیرنگار تھا، اسے کہا۔

کہ آپ ایرٹن پر بیٹھیں وہ خود بھی اس کے پہلو میں بیٹھ گیا اور میں بھی اس کے پہلو میں بیٹھا یعنی بس میں اگلی طرف تین بیٹھیں تھیں ایک سیٹ ڈرائیور کی تھی یعنی باقی بیٹھوں پر ہم دونوں بیٹھے تھے اب ہم اس قدر خوشحال تھے یا ہمارے ذہن میں اس قدر فکر تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی یہاں تک کہ ڈرائیور بھی اس طرف متوجہ نہیں تھا کہ بس میں تیل نہیں ہے چونکہ تیل تو گزشتہ رات کو



ختم ہو گیا تھا۔

ایک دو گھنٹے راستہ طے کیا تھا کہ ڈرائیور کو کہا بس کو روکو نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے۔

نماز پڑھیں۔ پھر چلیں گے۔

تمام نیچے اترے نزدیک ہی پانی کا چشمہ تھا اس نے وضو کیا اور ہم نے بھی وضو کیا وہ ایک طرف نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا اور مجھے کہا آپ مسافروں کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں۔

ہماری نماز جب ختم ہوئی اور ہاتھ منہ دھو لیا۔ تو اس نے فرمایا: سواری ہو جاؤ اس لیے کہ ہمارے لیے ابھی سفر بہت درپیش ہے۔ تمام سواری ہوئے جیسا کہ پہلے اس نے کہا تھا دو پہیوں کے پاس پہنچے وہاں سے عبور کیا اس کے بعد فرمایا، دائیں طرف چلو سورج غروب ہونے کے قریب تھا کہ ہم اصلی راستے پر پہنچے راستے میں ہمارے ساتھ فارسی میں گفتگو کرتا رہا شہد مقدس کے علماء کے بارے میں مجھ سے دریافت کرتا رہا ان میں سے بعض علماء کی تعریف کرتا تھا اور فرماتا تھا کہ فلاں آئینہ خوب کردار کا مالک ہوگا۔

میں نے راستے میں اس سے کہا کہ ہم نے منت مانی ہے کہ اگر ہم اس بیابان سے نجات حاصل کریں تو وطن پہنچ کر اپنا اپنا تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیں گے۔

فرمایا اس منت کو پورا کرنا لازمی نہیں ہے۔

آخر کار جب ہم سڑک پر پہنچے، تمام خوشی کے ساتھ نیچے اترے اور میں نے مسافروں کو اکٹھا کیا اور کہا جو کچھ آپ کے پاس ہے مجھے دیں تاکہ اس عربی مرد

کو دیں اس لیے کہ اس نے بہت ہی زحمت اٹھائی ہے اپنے اونٹوں کو بیابان میں بیٹھایا ہے اور ہمارے ساتھ آیا ہے۔

اچانک مسافرین خواب غفلت سے بے وار ہو گئے اور کہا: واقعا یہ مرد کون ہے اور کیسے واپس جائے گا؟

دوسرے نے کہا بیابان میں اس نے اونٹ کس کے سپرد کیے ہیں؟

تیسرے نے کہا ہماری بس میں پیڑوں نہیں تھایہ تمام راستہ صبح سے غروب تک کیسے پہنچی۔ غلام یہ کہ ہم سب پریشان حالت میں اس طرفی مروکے پیچھے دوڑے لیکن اس کو نہ دیکھا، وہ غائب ہو چکا تھا اس وقت ہم سمجھے کہ ایک دن حضرت امام احمد زمان علیہ السلام کی خدمت میں رہے لیکن انہیں پہچان نہ سکے۔

## حکایت ۱

میرے والد مرحوم آقائے حاج سید رضا بطحی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے لیے بیان فرمایا کہ مشہد مقدس میں دجلے نے ندبہ پڑھنے کی رسم اس وجہ سے ہوئی۔ علت یہ تھی۔

اصفہان کے تاجروں میں سے ایک قابل و ثوق تاجر نے بیان کیا کہ میں نے اپنے گھر میں ایک بڑا کمرہ امام بارگاہ کے طور پر مختص کیا ہوا تھا اکثر اس میں مجلس عزاء ہوتی رہتی تھی ایک رات میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گھر سے نکلا ہوں اور بازار کی طرف جا رہا ہوں لیکن اصفہان کے علماء میں سے چند عالم دین میرے گھر کی طرف آ رہے ہیں جب میرے نزدیک پہنچے تو فرمایا:

اے فلاں آپ کہاں جا رہے ہیں؟ گھر آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے گھر میں مجلس ہے میں نے کہا۔

میرے گھر میں مجلس نہیں ہے۔

انہوں نے کہا:

کیوں، آپ کے گھر میں مجلس ہے اور ہم بھی وہاں ہی جا رہے ہیں۔

اور حضرت یقیناً اللہ علیہ السلام وہاں تشریف فرما ہیں۔

میں نے فوراً چاہا کہ ملدی کے ساتھ گھر جاؤں مجھے فرمایا ادب کے ساتھ گھر  
میں داخل ہونا میں نہایت ادب کے ساتھ گھر میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا  
کچھ علماء اس محفل کمرے میں تشریف فرما ہیں اور مجلس میں حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام  
تشریف فرما ہیں جب آنحضرتؐ کی شکل و صورت کو نور سے دیکھا تو ایسے معلوم  
ہوا کہ شاید ان کو کئی جگہ دیکھا ہے۔

اس لیے آنحضرتؐ سے میں نے سوال کیا میرے آتما میں نے آپ کو  
کہاں دیکھا ہے۔

فرمایا۔

اسی سال مکہ میں مسجد الحرام میں آدمی رات کے وقت جب تو میرے پاس  
آیا اور اپنا لباس میرے پاس رکھا تھا اور میں نے سبھے کہا تھا کہ مفاہیح  
الجنان کو اپنے لباس کے نیچے رکھو۔

اصنافی تاجرنے کہا بالکل اسی طرح تھا۔ ایک رات کو مکہ منظمہ میں  
نیز بالکل آنکھوں سے جا چکی تھی۔

میں نے اپنے آپ کو کہا بہتر ہے کہ مسجد الحرام کی زیارت کروں اور  
راتتے وہاں ہی بسر کروں، شب عبادت میں گذاریں میں مسجد الحرام میں داخل ہوا۔  
ادھر ادھر نگاہ کی کہ کوئی ایسا آدمی ہو جس کے پاس اپنا لباس رکھوں اور خود  
جا کر وضو کروں۔ میں نے دیکھا آتما جان ایک گوشہ میں بیٹھے ہیں۔ ان کی خدمت  
میں حاضر ہوا اور اپنا لباس ان کے نزدیک رکھا میں چاہتا تھا کہ مفاہیح الجنان  
کو لباس کے اوپر رکھوں۔  
انہوں نے فرمایا۔

مفتاح کو اپنے لباس کے نیچے رکھو۔  
 بہر حال میں نے عالم خواب میں اپنے آقا سے سوال کیا حضور آپ نمود  
 کب فرمائیں گے۔  
 انہوں نے فرمایا:۔  
 بہت قریب ہے ہمارے شیعوں کو کہو کہ دعائے ندوہ کو جمعہ کے دن  
 پڑھائیں۔

## حکایت ۷۰

اس واقعہ کو میں نے کتاب مصالح غیبی میں نقل کیا ہے لیکن ایک نادرست نگر کے اثر میں جو اس وقت میرے ذہن میں تھا یعنی میرا اعتقاد تھا کہ اگر انسان پر کوئی اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو اسے بیان نہ کرے اس لیے ایک سید ناشناس کے نام سے لکھا ہے لیکن اس وقت معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

ترجمہ :-

اپنے پروردگار کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہو۔

اس بنا پر صریحاً کہتا ہوں کہ وہ سید میں خود ہوں اور واقعہ اس

طرح ہے۔

حصول علم کے دور میں، تم مقدمہ میں جب کوئی طالب علم شادی کرتا تھا تو اس کے بعد مدرسہ میں نہیں رہتا تھا بلکہ کوئی مکان کرایہ پر لیتا تھا تاکہ اس میں زندگی بسر کرے، لیکن ابھی ضروری تھا کہ زوجہ کے لیے مکان مہیا کرے۔ کم از کم ایک کمرہ مطالعہ اور جہازوں کی پذیرائی کے لیے بھی ہونا چاہیے۔

مالی مسائل کے لحاظ سے ہماری پوزیشن اچھی نہ تھی۔ مجبور تھے کہ ایک کسی رشتہ دار یا دوست کے ساتھ مل کر تین کمروں والا مکان میں ایک کمرہ کتاب خانہ و مطالعہ وغیرہ کے لیے اور ایک، ایک کمرہ زندگی بسر کرنے کے لیے ہونا چاہیے۔

ایک روز، جمعہ کے دن میں کتاب خانے میں بیٹھا مطالعہ کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ صاحب خانہ (جو کہ ایک عورت تھی) نے دروازہ کھٹکھٹایا اور مکان میں داخل ہوئی ہمارے گھر والوں کے ساتھ نہایت مودبانہ احوال پر سی کی جو زیادہ ترجیح سازی کے مشابہہ تھی کافی دیر تک اہل خانہ کو اذیت کی۔

میرادل شکستہ ہو گیا، اسی وقت اٹھا اور تم مقدمہ سے پیدل اپنے دست کے ہمراہ مسجد جکران گیا تاکہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحا فداء کی بارگاہ میں سوال کروں، سورج غروب ہونے کے قریب تھا کہ ہم ابھی مسجد میں دعا کر رہے تھے اچانک مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی جو میں بیان نہیں کر سکتا اسی حالت میں حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا۔ آپ گھر جائیں گے تو آپ کے پذیرائی داسے کمرہ میں وہ شخص بیٹھا ہے جو آپ کے لیے مکان خریدے اس وقت وہ اب کی انتظار میں ہے!

میں نے یہی بات اپنے دست کو بتائی :- اور اگلے تم مقدمہ کی طرف چل پڑھے سیدھے مکان کی طرف آئے مکان کا دروازہ کھولا دیکھا پذیرائی داسے کمرہ میں چراغ روشن ہے۔

سوال کیا کیا کوئی مہمان ہے؟

اہل خانہ نے جواب دیا۔ جی ہاں نلاں شخص ہے وہ شخص تہران کا رہنے

والا ہمارا ایک دوست تھا جب تم میں آتا تھا ہمارے ہاں قیام فرماتا تھا  
اصداں وقت وہ اتنا مل دار نہیں تھا کہ ہمارے لیے اپنی جیب سے مکان  
خریدے۔

بہر حال کمرے میں داخل ہوئے دسترخوان بچھایا جب شام کا کھانا کھانے  
میں مشغول ہوئے۔

ہمارے مہمان نے کہا:-

میں نے سنا ہے کہ تم میں مقبرے بناتے ہیں اور فوجت کرتے ہیں۔  
میں بھی اسی لیے آج آیا ہوں کہ اپنے ایک رشتہ دار کے لیے قبرستان میں ایک  
مقبرہ خریدوں۔

میں نے کہا کوئی حرج نہیں اور باقی اس موضوع کے متعلق خاموشی  
اختیار کی۔

لیکن میں اس رات حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں متوسل  
ہوا اور عرض کی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری زندگی ختم ہو گئی ہے کہ یہ مقبرہ خریدنے  
کا ارادہ رکھتا ہے چو کہ ہم اس کے دوست ہیں اس لیے وہ جتنا ہمیں اس میں  
دین کرے گا۔

صبح جب مہمان کے لیے ناشترے آئے تو دیکھا اس کی رائے تبدیل  
ہو چکی ہے اور کہتا ہے:-

کہ انسان جہاں بھی دین ہو اس کے عمل اچھے ہونے چاہیں تاکہ عالم برونج  
راحت کے ساتھ گزارے خواہ قبر پر کوئی عمارت ہو یا نہ ہو یعنی مقبرہ ہو یا  
نہ ہو۔



ہم نے بھی کوئی بات نہ کہی۔

بغیر اس کے کہ ہم اسے واقعہ بیان کریں خود اس نے مزید بیان کیا کہ آپ اس مکان میں تنگ زندگی بسر کر رہے ہیں میں نے خیال کیا ہے کہ تم میں ایک مکان خریدوں جس کے کم از کم چار کمرے ہونے چاہیں دو کمرے آپ کے لیے اور دو کمرے اپنے لیے تاکہ جب بھی میں خود یا میرے دوست تم مقدمہ تشریف لائیں ان میں آرام کریں۔

میں نے اسے کہا آپ مکان خریدیں لیکن ہم اس میں نہیں رہیں گے۔ ارمہان کو اس طرح جواب دینے کا مقصد یہ تھا کہ عام طور پر تہران کے بعض لوگ تم میں مکان خریدتے تھے اور حقیقت میں جب کسی طالب علم کے سپرد کرتے تھے تو اس سے عملی طور پر یہ توقع رکھتے تھے کہ وہ ان کی پذیرائی کرتا رہے چونکہ صاحب منزل اور اس کے دوست یہ امید رکھتے تھے کہ جب بھی دن یا رات کو وہ دروازہ کھٹکنا میں وہ طالب علم ان کو خوش آمدید کہے، استقبال کرے اور اس طرح ہفتہ کے سات دنوں میں آمد و رفت ہر روز جاری رہتی تھی۔

بہر حال ہمارے بہانے ہمیں کہا کہ ہم اس کے لیے مکان خریدیں اور اس نے کہا:-

جس وقت اچھا مکان مل جائے آپ تہران میں مجھے اطلاع دیں تاکہ میں آؤں یہ کہہ کر وہ تہران چلا گیا۔

اس واقعہ کے گزرنے کے بعد میں چند روز بہت پریشان تھا چونکہ میرے خیال کے مطابق مجھے مکان کا وعدہ دیا گیا تھا اور اب پیدہ مقبرہ کا ذکر ہوا پھر ذکر ہوا کہ مکان خرید کر صرف اس کے حوالے کیا جائے گا۔

(صرف بعنوان سرائے فاری) مکان کسی دوسرے کا ہوگا۔

اس بنا پر حضرت بقیۃ اللہ سے سخت شکوہ تھا۔ یہاں تک کہ رات کو خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے تاجروں کا لباس پہنا ہوا ہے جیسا شانے پر اور سر پر کچھ سلمان رکھا ہوا میرے ساتھ ملاقات کی اور کہا۔

آؤ چلیں ایک مکان دیکھو اگر آپ کو پسند آجائے تو آپ کے لیے خرید لیں گے ہم اس کے ساتھ گئے ایک مکان دیکھا اس کے چھ کمرے تھے اس میں سے ایک دیوار تھوڑی سی ٹوٹی ہوئی تھی مجھے وہ مکان پسند آیا اس نے وہ مکان ہمارے مہمان کی طرف سے (جس کا پہلے ابھی ذکر ہو چکا ہے) ہمارے لیے خریدا۔

میں جب خواب سے بیدار ہوا تو اپنے دوست سے بیان کیا اس نے تعبیر بیان کی کہ انشاء اللہ ہمیں مکان ضرور ملے گا۔

ابھی بگورن تیران سے اس مہمان کی طرف خط آیا کہ فلاں شخص نے فلاں جگہ ایک مکان دیکھا ہے۔ آپ جائیں اسے پسند کریں اگر آپ کو پسند آجائے تو اسے کہیں مجھے اطلاع دے تاکہ میں تم آکر اسے خریدوں۔

ہم اس ایڈریس پر گئے جس شخص کا تبادلہ ذکر کیا تھا دیکھ کر نہایت تعجب ہوا اس لیے کہ وہی آدمی تھا جسے میں نے رات کو عالم خواب میں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہی سالن سر پر اور جیسا شانے پر تھی!

میں نے اپنے دوست کو کہا کہ اگر مکان بھی وہی ہو جو میں نے خواب میں دیکھا ہے تو ہمارے لیے مکان خرید جائے گا۔

جس وقت اس آدمی کے ساتھ تعارف ہوا تو وہ ہمیں مکان دیکھنے کے لیے

لے گیا تعجب ہوا کہ وہی مکان چھ کمروں والا ہے اور ایک دیوار تھوڑی سی شکستہ ہے۔ لیکن صاحب مکان نے قیمت زیادہ لگائی اور میں بھی واپس لوٹا دیا۔

جو آدمی ہمیں ساتھ لے کر دیکھنے آیا تھا اس نے کہا:-  
یہ مکان اتنی قیمت کا نہیں ہے جتنی اس نے مانگی ہے۔ میں آپ کے لیے کوئی اور مکان تلاش کروں گا۔

میں نے اپنے دوست کو کہا:-  
یہی مکان ہم خریدیں گے اور ہمیں ملے گا۔ لیکن یہ کس طرح ہماری ملکیت میں آئے گا اس کے متعلق خداوند عادل ہی بہتر جانتا ہے۔

دوسرے دن صبح اس مکان کا مالک حضرت بی بی معصومہ کے حرم کے صحن میں مجھے ملا اور کہا:-

میں صبح سے آپ کے پیچھے پھر رہا ہوں میرے اہل خانہ نے خواب دیکھا ہے کہ ہم نے آپ کو کیوں رو کیا ہے مکان آپ کو کیوں نہیں دیا غلامہ اگر آپ کی خواہش ہو تو جتنی قیمت بھی آپ دینے پر آمادہ ہوں میں مکان آپ کے حوالے کر دوں گا۔

میں نے اسے کہا:-  
وہ شخص میرے لیے نہیں خریدنا چاہتا بلکہ ایک محترم شخص تہران میں رہتا ہے اس کے لیے لینا ہے چونکہ وہ ہمارا بھی دوست ہے اس لیے اس نے کہا تھا کہ آپ مکان کو پسند کریں جو آپ پسند کریں گے وہی مکان میں خریدوں گا۔

مکان کے مالک نے کہا:-

اگر اس طرح بے تریں اُسے مکان نہیں دوں گا چونکہ میری زوجہ نے مجھے بتایا ہے کہ خواب میں مجھے کہا گیا ہے کہ آپ نے اپنے مکان کے دروازے سے ایک سید کو کیوں واپس کیا ہے؟

قصہ مختصر میں اس معرّفی شدہ شخص کے پاس گیا اور صاحب مکان کے ساتھ جو گفتگو ہوئی تھی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کی اس شخص نے کہا: اس طرح نہیں ہے۔

بلکہ وہ تیرا ہی جو آپ کا اور میرا بھی دوست ہے وہ چاہتا ہے کہ آپ کے لیے مکان خریدے۔

فرا اُسے تیرا خط لکھا گیا اور وہ رقم تشریف لایا ہمارے لیے مکان خریدا۔ میں چونکہ عزت نفس کے بارے میں بہت ہی محتاط تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ مکان کی رقم اس سے قبول کروں۔

اس نے مجھے کہا:-

آپ یقین کریں کہ اس مکان کی قیمت میں ادا نہیں کر رہا بلکہ وہ ادا کرے گا جس نے یہ رقم دی ہے آپ اسے نہیں جانتے اور وہ بھی آپ کو بھی نہیں جانتا۔

اس لیے آپ پر کسی کا احسان نہیں ہے کہ آپ کسی کا احسان سمجھیں صرف امام زین علیہ السلام کا شکر یہ ادا کریں جب میں دوبارہ شکر یہ ادا کرنے کے لیے مسجد بکراں میں حاضر ہوا تو پھر بھی پہلے کی طرح ایک فوق العادہ حالت طاری ہوئی۔ میں نے اپنے آقا سے سوال کیا کہ فلاں شخص کے وسیلہ

سے پہلی رات کو ہی مکان کیوں نہیں خرید گیا؟

یعنی پہلے مقبرہ کا نام لیا گیا اور پھر ایک دوسرے آدمی کے لیے منزل  
 خریدنے کا کہا گیا اور پھر دو ماہ سرگردان رہنے کے بعد اپنا وعدہ آپ نے  
 پورا کیا اور ہمیں مکان عنایت فرمایا؟

آتا جان نے فرمایا:-

اگر پہلے دن ہی تمہیں مل جاتا تو اس کی قدر و قیمت آپ کے دل میں نہ  
 ہوتی اور بہت ہی زیادہ خوشحال ہو جاتے۔



## حکایت ۹

سال ۱۳۶۱ء شمسی جو کہ ایران میں علماء اور ایرانی انقلابیوں کے قتل ہونے کا سال منسوب ہوا تھا کافی حد تک ایران میں ہرج و مرج اور بد امنی و خوف ہراس موجود تھا میں منافقین کی دھمکیوں اور دغا بازی وسیلہ نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھا۔ نیز ایسے محلہ میں سکونت تھی جس میں بد امنی ہی تھی تین دن متواتر، دن رات عجیب قسم کا خوف دہراں مجھ پر مسلط تھا جتنی بھی اپنے آپ کو تلقین کی خدا پر توکل کر کے اپنی ذات کو اس وحشت سے نجات دلاؤں لیکن ممکن نہ ہوا۔

آخر کار میرے دن شب جمعہ تھی اس رات کو وحشت میں شدت پیدا ہوئی اس قدر خوف دہراں ایجاد ہوا کہ ازل عمر سے اس رات تک اتنا خوف طاری نہ ہوا تھا نیند آنکھوں سے اڑ چکی تھی مگر میں کسی طرح بھی نہیں چاہتا تھا کہ میری اس حالت سے کوئی آگاہ ہو میرا اہل خانہ بھی پیرول کی کیفیت سے خبر تھے لیکن کدرا بطریقاً ہوا تھا اس لیے کہیں دشمن فون کر کے ڈرانے نہ دھمکانے اگر کسی نے ہمدید کی تو خوف اور زیادہ ہو جائے گا۔

بہر حال چند منٹ کے لیے شیلفون کا رابطہ قائم کیا۔ اس خیال سے کہ فون کروں قبل اس کے کہ میں فون کرتا فون کی گھنٹی بجی جب ریسورٹ اٹھایا

تو آواز جانی پہچانی تھی کہیں دور سے ٹیلیفون آیا تھا۔

میں نے پوچھا۔

آپ کون ہیں؟

اس نے کہا:-

میں خادمی ہوں۔ (میں متوجہ ہوا کہ حجۃ الاسلام جناب آقائے شیخ محمد

خادمی شیرازی ہیں)۔

میں نے کہا:

قربان جاؤں آپ نے کہاں سے فون کیا ہے؟

اس نے کہا:- مسجد جھکران سے (میں اس وقت تک نہیں جانتا تھا کہ

مسجد جھکران میں ٹیلیفون موجود ہے۔

میں نے پوچھا:- مگر مسجد جھکران میں فون کی سہولت موجود ہے۔

اس نے کہا:-

جی ہاں اور ٹیلیفون نمبر مجھے دکھوایا۔

پھر اس نے کہا:-

یہاں پر آج کی رات ایک شخص جو آپ کو جانتا ہے حضرت بقیۃ علیہ السلام

کی خدمت میں پہنچا ہے اور آنحضرت نے اسے کہا ہے کہ آقا ابھی شہد مقدس

میں سخت وحشت میں مبتلا ہے آغا خادمی کو کہو کہ ٹیلیفون کر کے اسے کہو کہ آپ

پریشان نہ ہوں ہم اس کے مددگار ہیں اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس

سے مصائب و آلام دور کریں گے۔

اور اگر فون کے ذریعہ اس کا خوف دہراں دور نہ ہو تو پھر چاہیے کہ آقا

خادمی مشہد مقدس جائیں وہاں جا کر آغا بطمی کو خوف و ہراس سے باہر نکالیں!۔

جب میں نے منظم لہ سے یہ باتیں سنیں تو گریہ کرنے لگا اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا دیکھو ہم اپنے آقا امام زمان علیہ السلام سے کس قدر غافل ہیں مگر انہیں ہماری کس حد تک فکر ہے۔

اور وہ بھی مجھ سے انسان کی فکر جو سر سے پاؤں تک گناہ گار ہے۔  
قدرت پانچاغل ہوں۔ ناشکا شخص ہوں مجھ میں اتنی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ اس رات اسی وقت تمام خوف و ہراس برطرف ہو گیا۔  
اس معجزہ کے بعد کہ خدا اور امام زمان علیہ السلام مجھ کے علاوہ بیری وحشت

سے کوئی آگاہ نہ تھا اور شیٹون میں مطلب بالکل واضح طور پر بیان کیا گیا تھا  
اب اس کے بعد میں کیوں خوف و ہراس میں مبتلا رہتا، جی ہاں اگر ایمان مضبوط  
ہوتا تو اس سے پہلے بھی وحشت میں مبتلا نہ ہوتا۔

پھر حال میں نے منظم لہ کی خدمت میں عرض کیا:۔  
آپ کے اس شیٹون سے میں بالکل پرسکون ہوں۔ وحشت ختم ہو گئی  
ہے۔

اور اس خوشخبری کے بعد کہ میرے امام میرے آقا۔ میرے مولیٰ، مجھ پر  
نظر رکھتے ہیں۔

میں حاضر ہوں کہ شہر کے مندر میں چلا جاؤں لیکن اگر آپ امام رضا علیہ  
السلام کی زیارت کے لیے مشہد مقدس تشریف لائیں تو ہم خوشی حال بھی ہوں  
گے۔



آغا خادمی نے فرمایا۔ مجھے صرف اتنا ہی حکم ہوا تھا جو انجام دے دیا ہے۔

بالآخر خدا حافظ کہہ کر ریسور رکھ دیا۔ اور اس پیغام کی وجہ سے میری معرفت اور وجود امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں یقین میں بھی اضافہ ہوا۔

اس ربط کے بارے میں میرے اہل خانہ جنہیں بے داری اور نیند میں کئی دفعہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ عجل کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

بہت زیادہ متوسل اور دعوہ مقدس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

جو خوف و ہراس مجھ پر طاری ہوا تھا۔ اس واقعہ (خادمی) کے دوران بعد مجھے بیان کیا کہ :-

آج صبح کی نماز کے بعد حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ علیہ السلام عجل کی زیارت پڑھنے میں مشغول تھی۔

اچانک میں نے دیکھا کہ چند افراد جو میری نظر میں بہت طاقت ور تھے آپ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن حضرت امام ولی عصر علیہ السلام نے اپنی منگی کو محکم بند کر کے آپ کو اپنے پیچھے کھڑا کر کے آپ کے مخالفوں کو لٹکارا ان کو فرماتے ہیں۔

اگر تم میں حملہ کرنے کی ہمت ہے تو آؤ اس پر حملہ کرو پھر دیکھنا تمہارا کیا خسر ہوتا ہے۔

منافقین ابتدا میں تو امام کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس طاقت

کو مکتوب نے اپنے پیچھے کھڑا کیا تھا اس کی حمایت میں وہ بہت تھے کہ اچانک کمزور ہو گئے اور آہستہ آہستہ ختم ہو گئے۔

(البتہ اس واقعہ کو دیکھنے کی صحت ظاہر نظر تھی جو معظم لہ  
(اہل خانہ) نے دیکھا لیکن اس کے اطمینان اور وحشت دور  
کرنے کے لیے بہت مفید تھا۔



## حکایت ۱۰

مرحوم حجۃ الاسلام عالم عارف، متقی جناب آٹا کے سید محمد مشیر کمالات  
نسانی اور علوم غریبہ، مثل علم جعفر ریل کیا کے مالک تھے مشہد مقدس میں قیام  
پذیرے تھے سال ۱۳۲۲ھ ہی شمسی میں مجھے نقل کیا کہ :-

ایک دن میں علم جعفر کے فرید متوجہ ہوا کہ اس وقت حضرت بقیۃ اللہ درخشا  
نہادہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم مطہر کے محن میں تشریف فرما ہیں۔  
فوراً چلا اور حرم مطہر میں پہنچا ہر وسیلہ سے کوشش کی، معلوم کیا کہ جو تین  
افراد سامنے بیٹھے ہیں ان میں سے ایک شخص حضرت امام ولی عصر علیہ السلام ہیں۔  
میں انتظار میں تھا کہ وہ زیارت پڑھیں پھر اپنی عقیدت و خلوص ان کی  
بارگاہ میں پیش کر دوں گا۔

جس وقت تک وہ حضرت اکٹھے تھے میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ ان  
میں سے کون سی ذات حضرت امام ولی عصر علیہ السلام ہیں اچانک ایک شخص کی طرف  
میری توجہ زیادہ ہو گئی اور یقین پیدا کیا کہ وہی حضرت ولی عصر علیہ السلام ہیں۔  
وہ شخص اکٹھے چلتے ہوئے حضرت امام رضا علیہ السلام کے سر مطہر کے  
اوپر کی طرف گئے۔

اردو ایک شخص جو میرے خیال کے مطابق حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام تھے

اسی طرح حضرت امام رضا علیہ السلام کے رونے مبارک کے سامنے بیٹھے تھے خوشحال نظر آتے تھے اور میں بھی خوشحال تھا کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام جگر کو ترادیکھ رہا ہوں لیکن چند منٹ کے بعد ان دو افراد میں سے جو بالاسر مطہر امام رضا علیہ السلام کی طرف گئے تھے ایک شخص واپس آیا اور جس کو میں امام زمانہؑ علیہ السلام گمان کر رہا تھا اسے عربی زبان میں کہا۔ حضرت مہدی علیہ السلام چلے گئے ہیں وہ شخص بھی جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اس شخص کے پیچھے چلا گیا۔

میں اس وقت متوجہ ہوا کہ میں نے ان تین اشخاص میں سے جسے امام زمانہؑ سمجھا تھا اشتباہ کیا تھا اس لیے میں بھی جلدی کے منا تھا ان کے پیچھے چل پڑا۔ لیکن وہ مغزہ کے منا تھا غیر اس کے کہ تیز چلیں (اور میں دوڑتا تھا گردہ بچھ سے بہت دور چلے گئے یہاں تک کہ میں انہیں نہ دیکھ سکا۔

میں نے آقا مشیر کو کہا یہ کیسے ہوا کہ آپ کا حساب تمام جگہ درست رہا مگر حساب جگہ پر یعنی وجود مقدس حضرت بقیۃ اللہ ارواحا فداء کی تشخیص میں ان تین افراد کے درمیان اشتباہ کیا؟ فرمایا تمام جگہ پر اختیار ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں اس موقع پر آنحضرتؐ نے تصرف ولایت فرمایا ہے تاکہ میں اشتباہ سے دوچار ہو جاؤں اور یہ بات جان لوں کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحا فداء کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے علم ربی و جعفر اور تمام ایسے وسائل کافی نہیں بلکہ تزکیہ نفس ہونا چاہیے اپنے آپ کو آمادہ کرنا چاہیے تاکہ آنحضرتؐ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی لیاقت پیدا ہو۔

مرحوم آقا مشیر کشف کرنے میں بہت قوی تھے اس زمانے میں بجلی اور

گھڑی وغیرہ نہ تھی دوست جس وقت بھی ان کو رات کو نصف شب بے وار کرتے اور سوال کرتے کہ کیا ٹائم ہے بغیر گھڑی دیکھے صحیح وقت بتاتے اور پھر سو جاتے میں نے خود اس طرح کئی دفعہ آزمایا ہے۔

مشہد مقدس کے اطراف میں ایک باغ میں چند اولیائے خدا کی دعوت تھی اور مرحوم حاج ملا آقا جان زنجانی کہ ان کے حالات کتاب پرواز روح میں لکھے ہیں نماز پڑھ رہے تھے آقا مشیر نے اچانک اپنی جگہ سے حرکت کی اور مرحوم حاج ملا آقا جان کی اقتداء کی نماز کے بعد ہم نے اس سے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا اتنی جلدی سے ان کی اقتداء کی اس نے فرمایا میں نے دیکھا کہ وہ حضرت امام ولی عصر علیہ السلامؑ کی اقتداء کر رہا ہے۔ تو میں نے بھی اس کی اقتداء کی کہ حقیقت میں حضرت امام زمان علیہ السلامؑ کی اقتداء کی تھی۔



## حکایت برالا

اس واقعہ کو جو والد مرحوم کے ساتھ مربوط ہے کتاب پروازِ روح میں درج کیا ہے۔ لیکن اس کتاب میں بھی لکھ رہا ہوں تاکہ ان کی یاد اس میں بھی موجود رہے۔

امید ہے تاریخین کو ہم اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے رحمت بھی طلب کریں گے۔

میرے والد مرحوم آقائے ماج سید رضا اطمینی نے اس واقعہ کو کئی مرتبہ نقل کیا ہے میں نے اور ان کے دوستوں نے اسے کئی بار سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ:-

میں پندرہ سالہ نوجوان تھا کہ والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا ایک بچہ سے بڑی بہن تھی جو شادی شدہ تھی۔ (مشہد کے اطراف میں ایک سردیجہ بنام۔  
 (دایون بالا) تھی) وہاں رہتی تھی مشہد مقدس کا موسم گرم تھا آب و ہوا گرم ہو گئی تھی ہم نے ارادہ کیا کہ (دایون بالا) جائیں اس زمانہ میں آمدورفت کے لیے بس وغیرہ نہیں تھی تین گدھے کرایہ پر لیے ایک پر والدہ منظرہ کو اور دوسرے پر چھوٹی بہن کو سوار کیا تیسرے پر سامان وغیرہ رکھا اور اگر کسی وقت میں خود تک جانا تو سوار ہو جاتا تھا۔ ان گدھوں کا مالک بہت بے ادب تھا وہ بھی

پیدل ہمراہ تھا تقریباً تین کیلو میٹر ابھی (مایلن بالا) کی نہر دور تھی کہ وہ ایک آدمی کے ساتھ گفتگو کرنے لگا اور ہم (مایلن بالا) کی طرف چلتے رہے۔

اس نے دور سے آواز دی کہ مایلن کی طرف نیچے کی طرف آؤ ہم نے اس کی پرواہ نہ کی اور اپنے راستے پر چلتے رہے اس لیے کہ ہم نے اسے کہا تھا کہ ہم نے (مایلن بالا) جانا ہے جب مایلن کی پہلی نہر کے پاس پہنچے کہ ابھی (مایلن بالا) تقریباً تین کیلو میٹر باقی تھا۔ درختوں کے جھنڈ کے نیچے نہر میں راستہ تھا۔

ابھی وہاں تک ہم پہنچے تھے، کہ اس نے بہت زحمت کے ساتھ اپنے آپ کو ہم تک پہنچایا اور گدھوں کو آگے سے پکڑ لیا۔ ہمیں نیچے اتار دیا رات کی تاریکی چھا رہی تھی۔

اس نے گدھوں کو ایک طرف بانٹھ دیا اور کہا اسی جگہ باقی کر لیا ادا کر دو اور آگے پیدل چل کر جاؤ

میری ماں نے جس قدر منت سماجت کی کہ ہم کو (مایلن بالا) پہنچاؤ جتنی رقم مزید کہے گا ہم ادا کریں گے لیکن وہ نہ مانا اور شاید وہ یہ چاہتا تھا کہ اور رات کی تاریکی چھا جائے۔

چونکہ ایک عورت اور ایک جوان لڑکی ہمراہ تھی۔ جناب کا سر تکب ہو۔ میری ماں بھی اس بات کو سمجھ چکی تھی۔ اس لیے بہت زیادہ وہ پریشان تھی۔

تاریکی چھا چکی تھی درختوں کے جھنڈ کے نیچے، اچھ کو اچھ نظر نہیں آتی تھی۔

میری ماں اس قدر مضطرب تھی کہ مجھے اور میری بہن کو وہ ڈنڈے مارتی تھی اور نہلاتی تھی گو تم سید نہیں ہو۔ اپنی جدا جگہ کو کیوں نہیں چکارتے ہم گریہ بھی کرتے تھے اور فریاد کرتے تھے یا جدا۔ اچانک نہر کے نیچے کی طرف سے ایک سید بلند قدم قات والا نمودار ہوا۔

اس تاریکی میں اس کی تمام خصوصیات، رنگ و لباس بھی دیکھ رہے تھے۔

مجھے یاد آتا ہے کہ بزرگ علامہ تھا قبا لہی سی زیب تن کی ہوئی تھی۔ ہم سے سوال کیے بغیر اس جوان کی طرف منہ کر کے کہا۔

بے ادب و بے حیا تو نے فریت پینبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نہر میں مضطرب اور سرگردان کیا ہے؟

حالانکہ وہ آقا ظاہری طور پر ہم میں سادات کی کوئی علامت نہیں دیکھ رہا تھا۔ ہمیں جانتا بھی نہیں تھا۔ بظاہر ہم میں سادات کی کوئی نشانی بھی نہ تھی۔

اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ بے ادب نوجوان (بایرون) میں کسی کی پردہ انہیں کرتا تھا اور تمام لوگوں کو اذیت پہنچاتا تھا۔ اس نے کوئی لفظ کہے بغیر فرار اختیار کیا آنا سید نے بھی اس کا پیچھا کیا اور اسے پکڑ لیا۔ اس کو حکم دیا۔ جاؤ اپنے گدھوں کو لاؤ اور انہیں سوار کر کے منزل مقصود پر پہنچاؤ۔ اس نے اطاعت کی اور خاموشی اختیار کی۔

میری ماں نے کہا۔ آقا جان اگر آپ چلے گئے تو یہ پھر ہمیں اذیت کرے گا۔



آتانے فرمایا۔

آپ کی منزل مقصود تک میں آپ کے ساتھ ہوں۔ آقا جان سارے راتے میں ہمارے ساتھ رہے اور ہم اس بات سے غافل تھے کہ رات ہے ہم دن کی طرح اپنا راستہ دیکھ رہے تھے۔ ہماری بہن کا مکان ایسی جگہ پر تھا جہاں نزدیک کوئی درخت یا مکانات وغیرہ نہیں تھے اردگرد خالی جگہ تھی جس وقت آقا جان ہمیں منزل مقصود پر پہنچا چکے ہم سے پوچھا کہ پہنچ گئے ہو؟

ہم نے کہا۔ جی ہاں۔ آقا جان ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں۔

میری ماں کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ آقا جان حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام سے ہیں؟

میری ماں نے فرمایا:-

آقا جان کو گھر میں تشریف لانے کی دعوت دیں تاکہ آرام فرمائیں میں نے عرض کیا۔

آقا جان نہیں ہیں رات تاریک ہے۔ بہت فریاد کی آقا جان۔ مگر کوئی جواب نہ ملا۔

اس کے بعد ہمیں یاد آیا کہ نہر میں اس رات کی تاریکی کے باوجود کس طرح انہیں تمام خصوصیات کے ساتھ دیکھتے تھے۔ وہ کس طرح سیادت، ذریت، پیغمبر اکرمؐ ہونے سے آگاہ ہوئے۔ ہمارے واقف سے کس طرح آگاہی حاصل کی اور کیوں ہمیں فوراً چھوڑ دیا اور ان کا کوئی اثر و علامت باقی نہیں ہے؟!

میرے والد بزرگوار کا اس قصہ کو نقل کرنے کا غالباً مقصد یہ تھا کہ اپنے  
 لیے سید ہونے کا ثبوت مہیا کریں اس لیے کہ آقا جان نے اس نوجوان  
 کو فرمایا۔

اسے بے اہل انسان تر نے ذریت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو  
 ہنر میں مضطرب اور سرگردان کیا ہے۔ ۶۔

میرے ماں باپ کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ آقا جان حضرت یقینہ اللہ  
 اروا خاندانہ عتے۔



## حکایت نمبر ۱۲

مرحوم حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے تقی زنگری ابن بیت رسول خدا کے دوستوں میں سے تھے اور میں نے ان کے حالات تفصیل کے ساتھ کتاب پرواز روح میں لکھے ہیں۔

وہ کہتے تھے:-

ماہ رمضان المبارک کی سولہویں شب، نصف رات کا ٹائم تھا جب ۱۲۹۸ھ قری کی بات ہے کہ۔

باوا زگریہ و مناجات کرتے ہوئے مرحوم حاج میرزا تقی زنگری نیند سے بیدار ہوئے۔ عجیب قسم کی خوشبو سے کمرہ مسطر تھا۔ میں نے پوچھا۔ کیا ہوا ہے؟

اس نے کہا:-

تمہیں علم نہیں کیا بات تھی حضرت بقیۃ اللہ روحی لہ، الفداء تشریف فرما تھے۔ کافی مدت تک میں ان کی خدمت میں حاضر تھا اب وہ تشریف لے گئے ہیں ان کی جدائی کی وجہ سے میں ناراحت اور بے قرار ہوں۔

میں نے کہا:-

پس آپ نے مجھے کیوں نہیں بیدار کیا۔

اس نے کہا۔

آقا جان نے فرمایا تھا کہ اسے نہ جھگاؤ آرام کرنے دو۔  
میں نے پوچھا! کوئی گفتگو بھی کی ہے؟  
اس نے فرمایا:-

میں نے آقا جان سے کئی سوالات کیے ہیں اور انہوں نے جوابات  
غایت فرمائے ہیں لیکن میں تمام سوالات آپ کو نہیں بتا سکتا۔  
میں نے عرض کیا۔

جتنی مقدار آپ بتا سکتے ہیں۔ ارشاد فرمائیں۔  
اس نے فرمایا ملک کی حالت کے بارے میں پوچھا ہے۔  
آقا جان نے فرمایا:-

شاہ چلا جائے گا اس کی حکومت ختم ہو جائے گی اور خوشی بڑھ کر ہے  
یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگ فکر بھی نہیں کرتے تھے کہ اس قسم کی  
شاہ کی حکومت سرنگوں ہو جائے گی۔  
میں نے پوچھا:

آپ نے اپنی بیماری سے شفا کے بارے میں آقا جان سے درخواست  
نہیں کی؟  
اس نے فرمایا:-

میں دنیا سے جانے والا ہوں فقط چند ماہ کی دیر ہے۔ پھر اس نے  
خود ہی اپنی گفتگو کو جاری رکھا اور فرمایا۔ میں نے حضرت یقیناً اللہ علیہ السلام  
سے پوچھا ہے کہ آپ کی خدمت میں پہنچنے کے لیے کیا طریقہ ہے؟

آتا جان نے فرمایا:-

میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں، جس وقت آپ کی خواہش ہو آپ  
مجھے دیکھ سکتے ہیں۔

بہر حال وہ رات گزری، اس رات کے بعد مرحوم حاج میرزا تقی رحمۃ  
اللہ علیہ کی حالت غالباً دگر کون ہی رہی یہاں تک کہ دارفانی کو چھوڑ کر  
دارالبقا کو چلے گئے۔



## حکایت ۱۳

جب ہم حمزہ طبرہ تم پڑھتے تھے یہ واقعہ نقلادواہل علم میں مشہور تھا۔ اور میں نے دوسرے طریقے سے بھی اس کی تائید دریافت کی ہے۔ کتاب پرواز روح میں اس تائید کی طرف ایک جہت سے اشارہ بھی کیا ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے۔

تم سے مسجد جکمان کی طرف سابلقر راستہ حضرت علی ابن جعفر علیہ السلام کی مرقد کی طرف سے جاتا تھا، شہر سے باہر چکی تھی۔ اس کے اطراف میں چند درخت موجود تھے نسبتاً جگہ صاف تھی حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کے عاشقوں کی دعدہ گاہ، وہی جگہ تھی، جمعرات کے دن صبح، ہر ہفتہ میں مرحوم حاج ملا آقا جان کے چند دوست، اس جگہ اکٹھے ہوتے تھے تاکہ مل مسجد جکمان جائیں گے۔

ایک دن بروز جمعرات صبح کے وقت سب سے پہلے دعدہ گاہ پر جو شخص پہنچا وہ مرحوم حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے میرزا تقی زندگری تبریزی تھا۔

خوب روحانیت کا مالک تھا اپنے آپ کو کہتا ہے اگر ٹر جاؤں تاکہ رفتا پہنچ جائیں تو شاید اپنی حالت کو نبھانے کی قدرت نہ رہے۔ اس لیے

تنہا مسجد کی طرف چل پڑا۔ اس قدر تزکیہ نفس تھا کہ طلبہ مسجد جھکمان کی زیارت کے بعد جب تم واپس آتے تھے تو اس سے راستے میں ملاقات کرتے تھے لیکن وہ کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔

اس کے رفقاء جب چکی کے قریب پہنچے تو انہوں نے خیال کیا کہ ابھی تک آٹا نے میرزا تقی نہیں آیا۔ جو طلبہ مسجد جھکمان سے واپس آ رہے تھے ان سے پوچھتے ہیں کیا آپ نے میرزا تقی کو دیکھا ہے؟

تمام جواب میں کہتے۔ کیوں نہیں دیکھا وہ ایک سید کے ہمراہ مسجد جھکمان کی طرف جا رہا تھا وہ اس قدر گفتگو میں منہک تھے کہ باری طرف توجہ ہی نہیں کی۔

آٹا میرزا تقی کے رفقاء مسجد جھکمان کی طرف چل رہے تھے، جب مسجد میں داخل ہوئے دیکھتے ہیں کہ میرزا محراب کے سامنے بے ہوش گرا پڑا ہے۔ اس کو ہوش میں لائے اور پوچھا تو کیوں بے ہوش گرا پڑا تھا؟ جو سید بزرگوار تیرے ساتھ تھا وہ کہہ گیا۔

آٹا میرزا تقی کہتا ہے۔

میں جب چکی کے نزدیک پہنچا، دیکھا تو شمال ہوں تنہا مسجد کی طرف

چل پڑا۔

کوئی شخص ہمراہ نہ تھا۔ لیکن حضرت بقیۃ اللہ ارواح العالمین لتراب مقدمہ الفداء کے ساتھ گفتگو میں مشغول تھا۔

انحضرت کے ساتھ مناجات میں مشغول تھا، جب محراب کے سامنے پہنچا ہوں۔ ان اشعار کو پڑھتا تھا اور آنسو بہاتا تھا۔

اشعار:

با خدا جویان بی حاصل مهاباتی نشینم  
 باش یک ساعت خدارا تا خدا را تا تو بشنم  
 تا تو را دیدم مهاباتی کافرستم فی مسلمان  
 زلف رویت کرده فلان از خیال آن وایم  
 ای بهشتی روی اندر دوزخ بجهت بسوزم  
 بی تو که خاطر کشد بر جانب خلد برینم  
 آسمان تنها بماه خویشش نازد فی نداند  
 تا سحر که خفته بایک آسمان همه در زمینم  
 در زمین و در یسارم مطلب و ساقی نشسته  
 زین سبب افتان ز مستی بر بسار و بر پیشم  
 زیر لب گوید بهنگام نگاه کردن با شوق  
 عشوه با باید خرید از زنگس سحر آخرینم  
 آن کمان ابرو غزال اندر کند کس بنقده  
 من بدین اندیشه ای بسیار عزم در میکنم  
 گاه گاهی بانگای گرنوازی جور نبود  
 مستحکم زانکه صاحب خرمی من خوشه پیشم  
 ای نسیم کوی جانان بر سر خاکم گذر کن  
 آب چشم اشکبارم بین و آه آتشینم



اچانک محراب کی طرف سے آواز بلند ہوئی اور مجھے جواب دیا مجھ میں طاقت نہیں رہی ہوش و حواس جاتے رہے۔

معلوم ہوا کہ سارا راستہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی ہمراہی میں طے کیا لیکن جو آنحضرت کی آواز تھی وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔

پس خود آنحضرت کو دیکھنے کی طاقت کیسے رکھتا ہے۔ اس لیے جو لوگ آنحضرت کو نہیں پہنانتے تھے وہ آنحضرت کا دیدار کرتے تھے۔ لیکن وہ خود ہذا حضرت حجۃ بن الحسن علیہما السلام کے ساتھ مناجات کی لذت حاصل کرتا تھا۔



## حکایت ۱۲

سال ۱۳۳۲ھ شمسى اصول اور فقہ کا دورہ تحصیل مکمل کیا تھا اور چاہا کہ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق -

مشہد مقدس کے لوگوں کی پرارزش خدمت کروں -

محلہ سعد آباد مشہد میں بہائی لوگوں کا گروہ تھا کم از کم ایک سو پچاس گھر وہاں آباد تھے۔ اس لیے اس جگہ کو منتخب کیا۔

مشہد مقدس اور ایران کے نیک لوگوں کے تعاون سے ایک مسجد بنام (مسجد صاحب الزمان) تعمیر کی گئی۔ ایک بہت بڑا ہال بنام۔ (مرکز بحث و اعتقاد دینی) بنایا گیا۔ اسی جگہ مذہبی اور اعتقادی سوالات کے جواب دیے جاتے کا بندوبست کیا گیا۔

الحمد للہ بہت تھوڑی مدت میں پرارزش خدمات حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداه کی بارگاہ میں تقدیم کی گئیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اس مسجد و مرکز اور کتاب خانہ کی فعالیت اور شرح کھوں اور نہ ہی یہ لکھنے کی خواہش ہے کہ مجھے کتنی تکالیف برداشت کرنی پڑی جو ذکر کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ تقریباً دس سال کی محنت کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہائیوں کا محلہ مومنین کے گھروں میں تبدیل ہو گیا۔

شاہ کے زمانہ میں ایران میں کوئی سڑک بنام امام صاحب الزمان علیہ السلام نہ تھی لیکن ہم نے مسجد امداد کے سامنے والی سڑک، چوک، مرکزِ بحث و انتقاد دینی کو حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام کے نام کے ساتھ منسوب کیا۔ آہستہ آہستہ اس محلہ سے بہایت کا اثر ختم ہوتا گیا یہاں تک کہ سوٹاکی بوتل جو بہائیوں سے متعلق تھی بنام پیسی کولا، مشہد مقدس میں ہر جگہ فروخت ہوتی تھی یہاں کے رہنے والے لوگ پینے سے اجتناب کرنے لگے اس کا استعمال بالکل چھوڑ دو۔

میرے رفقاء جو مرکزِ بحث و انتقاد دینی میں ہجاری کرتے تھے ایک دن ان میں سے ایک شخص نے مجھے آکر بتایا ایک ریڑھی میں بہائیوں کی طرف سے ایک غریب آدمی چوک صاحب الزمان علیہ السلام کے قریب پیسی کولا بیچ رہا تھا۔ ہم نے جا کر اعتراض کیا تو وہاں کے رہنے والے ایک دوکاندار نے کہا۔ آپ کو کیا ہے اور وہ ہمارے ساتھ الجھ پڑا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا آخر کار کیا ہوا اس نے بتایا جس طرح بھی ممکن ہوا سے وہاں سے دور کر دیا ہے لیکن اس دوکاندار نے ہمیں بہت اذیت کی ہے۔

میں نے کہا۔

یہ کوئی بڑی بات نہیں۔

حضرت ام صاحب الزمان علیہ السلام کے راہ پر چلتے ہوئے خدمت کرتے وقت جو بھی تکلیف پہنچے وہ اہمیت نہیں رکھتی۔ دوسرے دن میرے پاس آیا اور کہا۔

کل رات ناناں دوکاندار کو دل کا دورہ پڑا ہے اور صبح کچھ طبیعت سنبھلی ہے ابھی مکیم اور ڈاکٹر کے پاس نہیں گیا۔ لیکن آپ سے ملاقات کی خواہش رکھتا ہے۔

اگر ممکن ہو تو آپ اس کے گھر جائیں تاکہ آپ سے ملاقات کر سکے (مگر سمجھ گیا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے ہمارے رفتار سے بہائیوں کی کمک کرتے ہوئے اعتراض کیا تھا وہ چاہتا تھا کہ صاحب الزمان علیہ السلام چونک کے نزدیک پیسی کو لافروخت ہونا چاہیے)۔

میں نے اپنے دوست کو کہا بہت اچھا۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ اور اس سے ملاقات کرتا ہوں۔

فوراُں باس پنا اور اس دوکاندار کے گھر گیا۔ اس کی حالت بہت خراب تھی میں اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور احوال پرسی کی عبادت کی،

اس نے مجھے بتایا کہ کل رات کو جب میں گھر آیا تو بہت خوشحال تھا کہ ایک غریب آدمی کی مدد کی ہے۔ غذا کھانے کے بعد بستر پر لیٹ گیا اس نگر میں تھا کہ آج میں نے ایک مفلس آدمی کی مدد کی ہے اس بات پر میں خوش تھا کہ اچانک بقیۃ اللہ راحنا فداہ کو دیکھا تشریف لائے ہیں۔ اور مجھے ڈراتے دھمکاتے ہوئے تنبیہ کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں اگر اس کام سے یعنی میرے دشمنوں کی مدد کرنے پر یشیمان نہ ہو تو تمہیں موت آجائے گی اگر توبہ کرے گا تو شفا پائے گا۔ میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اس کے علاوہ مجھے کوئی خبر نہیں کیا ہوا۔ صبح کے وقت

جب مجھے ہوش آئی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اس برے عمل سے توبہ کروں  
اس لیے خواہش کی کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور گواہ رہیں کہ میں نے  
توبہ کی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ مجھے شفا ملے گی۔ یہاں تک کہ حکیم یا ڈاکٹر کے  
پاس بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح ہی ہوا کئی سال گزر چکے  
ہیں کہ وہ زندہ سلامت ہے۔ بیماری کا نام و نشان بھی باقی نظر نہیں آتا۔



## حکایت ۱۵

حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آٹامی حاج سید ستار محمدی علامۃ  
آذربائیجان کے شہر میانہ کے بزرگ علماء میں سے ہیں بہت نیک اور پُرارش  
انسان ہیں۔ ان کی سخاوت ضرب المثل ہے مگر کا دو لڑکے کھلا ہے علماء اور دوستوں  
کے لیے پناہ گاہ ہے۔

سال ۱۳۶۶ھ ہی شمسی میں بعض بے وفائے خواروں کی تکالیف کی  
شکایت نے کہ مشہد مقدس حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی خدمت میں  
حاضر ہوئے اور ہمارے گھر قیام فرمایا تھا۔

بیتے دن ہمارے گھر میں ٹھہرے رہے فوق العادہ پریشان اور بے قرار  
تھے۔ ایک دن میں دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کر رہا تھا۔ عالم خواب میں  
دیکھا کہ مہمان خانہ میں مخصوص مقام پر میرے والد مرحوم (جو فوت ہو چکے تھے)  
زمین پر بے ہوش گرے پڑے ہیں۔

یوں معلوم ہوتا تھا کہ دل کا دورہ پڑا ہو میں نے ان کے کانٹے کو  
مالش کی۔

ہوش میں آنے مجھے فرمایا بہت بکر مند ہو گیا تھا مجھے معلوم حاضر ہو کر  
تھا کہ اب مرجاؤں گا۔

میں جب نیند سے بے وار ہوا، حضرت آقا محمدی معظّم لہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا۔

انہوں نے مجھے فرمایا۔

کہ اپنے والد مرحوم کے لیے کوئی خیرات دیں اسی دن رات کو میں کسی کام کے لیے گھر سے باہر گیا جب گھر واپس آیا مہمان خانے میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ۔

سید محمدی معظّم لہ اسی مخصوص مقام پر بے ہوش گہرے پڑے ہیں جہاں والد مرحوم کو عالم خواب میں پڑا ہوا دیکھا تھا، سید معظّم لہ۔ گہرا پڑا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بہت زحمت کے ساتھ سانس لے رہا تھا۔ میں فوراً خواب کے فکر میں پڑ گیا۔ ان کے شانے کی ماش کی تاکہ ہوش میں آئیں۔

جس طرح ممکن ہوا جلدی سے دوسرے کمرہ میں لے گیا جو میرا آرام والا کمرہ تھا اس کے ساتھ والے کمرہ میں لٹایا اس میں دروازہ تھا۔ جو کھلتا تھا اس لیے منتقل کیا تھا کہ ان کی حالت سے باخبر رہوں چارپائی پر آرام دینے کے لیے لٹا دیا چونکہ مکان شہر سے باہر (قریۃ المہدی) میں تھا اس لیے رات کو حکیم یا ڈاکٹر عیادت کے لیے نہ لاسکا۔

البتہ بہت سخت پریشانی تھی ساری رات نیند بھی نہیں آتی تھی۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آقا سید محمدی کی حالت دیکھتا۔ احوال پررسی بھی کرتا۔

صبح جب وقت میں نے چاہا کہ کسی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں تو انہوں

انہوں نے فرمایا۔

اب حالتِ قدرے بہتر ہے حکیم کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد گھر والوں نے بھی مجھے بھی کہا۔

اس دن آنکھیں سید محمدی ساتھ والے کمرے میں آرام کر رہے تھے ان کی حالت ٹھیک نہیں تھی اور میں نے صبح کی نماز پڑھنی تھی نماز کے بعد بے داری کے عالم میں میں دیکھتا تھا کہ جس کمرے میں آنا سید محمدی لیٹ رہے تھے۔

اس کا دروازہ کھلا اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے ہیں۔ اور جو دروازہ ان کے اور ہمارے درمیان کھلتا تھا اس میں کھڑے ہو گئے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام ان کی داہنی طرف کھڑے تھے حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا بائیں طرف کھڑی تھیں باقی سارے آئمہ اور حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ لہم الفرج ان کے پیچھے کھڑے تھے۔ میں نے پہلے خیال کیا۔ چونکہ یہ سید عالم، متقی ہیں دنیا سے جانے والا ہے۔ اس لیے چار وہ معصومین علیہم السلام اس کے پاس جمع ہوئے ہیں۔

اس بنا پر اپنے دل میں خیال کیا میں انہیں کیوں دیکھوں فقط مرنے والا ہی ان کا دیدار کرے۔

لیکن بعد میں دیکھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بغل میں لے لیا اور اظہارِ محبت کرنے لگے ہیں۔

حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام بوجہ انفرادی کرنے لگے ہیں یوں معلوم ہوا



کہ اپنا ہاتھ آٹائے محمدی کے دل پر رکھا ہے اور اس کو شفا عنایت فرما کر چلے گئے۔

الحمد للہ اس کے بعد بیماری کے آثار ختم ہو گئے کسی قسم کی ناساحتی نہ رہی اس کے بعد ان چند سالوں میں دل کی مرضی کا نشان تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ صبح و سالم میاز شہر میں آٹای سید محمدی زندگی بسر کر رہے ہیں۔



## حکایت ۱۶

اکثر اوقات مسجد صاحب الزمان، مشہد مقدس میں نماز مغرب و عشاء کے بعد میں نمبر پڑھ کر چند جملے اعتقادات، اخلاقیات قرآن و حدیث کی روشنی میں لوگوں کے لیے بیان کرتا تھا۔

ایک رات اتفاقاً منوہی دروچی مسائلی پر گفتگو کرنے لگا میں تقریر کرنے میں مشغول تھا کہ اچانک ایک شخص نے (وہ راضی نہیں کہ کتاب میں اس کا نام لکھوں) نمبر کے قریب سے آواز دی آقا کہاں گئے۔ میں جو نمبر پڑھتا ہوا تھا۔ دوسروں کی نسبت آنے جانے والوں سے زیادہ باخبر ہو سکتا تھا۔ اگر کوئی آدمی باہر جاتا تو مجھے پہلے معلوم ہونا چاہیے تھا میں نے اسے کہا مسجد سے کوئی شخص بھی باہر نہیں گیا۔ آپ کس کو کہہ رہے ہیں کہ کہاں گیا ہے؟

اس نے کہا:- ابھی ابھی یہاں (اپنے قریب خالی جگہ دیکھائی) بیٹھے تھے لیکن اب نہیں ہیں۔

میں نے کہا: امکان ہے کہ آپ واقف بیان کریں۔

اس نے کہا:- میں یہاں کی نسبت دودرتین محلہ (کوئی رضائیہ) کا رہتے والا ہوں مسجد صاحب الزمان کی نسبت مشہد کا وہ محلہ قدرے دور ہے۔ آج تک میں اس مسجد میں نہیں آیا تقریباً تین سال سے دروہ دل کا مریض ہوں کافی

علاج کرنے کے باوجود آرام نہیں ہے۔

آج کی رات ایک کام کے لیے میں اس محلہ میں آیا تھا میرا کام جب ہو چکا تو ادھر نماز مغرب کے لیے اذان ہو رہی تھی میں نے اپنے دل میں کہا بہتر ہے کہ نماز کا اول وقت ہے غفلت نہ کروں اسی مسجد میں چلا جاؤں اور نماز پڑھوں چونکہ آپ کو میں جانتا تھا اس لیے نماز باجماعت پڑھنے میں کوئی چیز مانع نہ تھی۔

لیکن جس وقت نماز عشاء کا سلام پڑھ چکا میں نے اپنی دائیں طرف دیکھا ایک شخص میرے پہلو میں بیٹھا ہے اس نے پہلے بے سلام کیا۔ میں نے اسے سلام کا جواب دیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا اب دل کی تکلیف کا کچھ آرام ہے یا نہیں میں نے جواب تو یہ خیال کیا کہ احوال پرسی کرنے والا کوئی میرے محلہ کا رہنے والا ہے۔ اس لیے احوال پرسی کر رہا ہے۔ شاید وہ مجھے جانتا ہے لیکن میں اسے نہیں جانتا۔

میں نے کہا: ہذا آقا جان ابھی تک درد میں مبتلا ہوں کوئی آفاقہ نہیں اس نے پناہ تھ میرے پیٹ پر رکھ کر خوب دبایا یوں معلوم ہوا جیسے جلتی آگ پر پانی ڈال دیا گیا ہو۔ اسی وقت مجھے دل کی تکلیف سے نجات مل گئی۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی ڈر تھا کہ بالکل نمبر کے قریب بیٹھا ہوں اگر منہ سے کوئی لفظ نکلا تو بے ادبی ہوگی۔ اسی لیے میں آپ کی طرف دیکھتا تھا بالکل آہستہ اس سے سوال کیا کہ آپ اس جگہ کیا کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔ مگر یہ مسجد صاحب الزمان نہیں ہے۔ میں نے کہا۔ کیوں نہیں۔

اس نے کہا۔ بس یہ جگہ میرے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

میں متوجہ نہ ہوا کہ اس کا ان الفاظ سے کیا مطلب ہے اور میں آپ کی طرف دیکھتا تھا لیکن اپنا نگاہ ایک دفعہ درود کی طرف متوجہ ہوا اور اس کلام کی طرف نہ کر گیا۔ جو اس نے فرمایا اور پس یہ میرے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ میں نے خیال کیا شاید وہ حضرت بقیہ اللہ ارواحنا فداہ علی اللہ تعالیٰ لہ الفرج ہوں اس بنا پر دائیں طرف نگاہ کی دیکھا جگہ خالی ہے اور وہ تشریف فرما نہیں ہے۔

اس کے بعد وہ شخص ہمارا وقت بن گیا کئی سال گزر چکے ہیں الحمد للہ اس رات کے بعد کسی قسم کا درد دل کا گمان بھی نہیں ہوا۔



## حکایت کا

ایک دن مشہد مقدس میں مسجد صاحب الزمانؑ میں نماز ظہر و عصر پڑھ چکا تھا کہ ایک نیک میرت متقی شخص کو دیکھا جو میرے پہلو میں بیٹھا تھا۔ اس نے کہا۔ حاج آقا ہمارا مکان شہر سے باہر کی طرف ہے صرف ایک کمرہ ہے۔ پانچ بجے اور ایک بیوی ہے۔ بچی نہیں ہے۔ رات کو جب مٹی کے تل کا چراغ خاموش کرتے ہیں کڑوی کا دروازہ بغیر شیشے کے بند کرتے ہیں تو تاریکی کی وجہ سے آنکھ آنکھ کو نہیں دیکھ سکتی۔

کل رات ہوا بہت سرد تھی ہم نیچے کرسی کی گرمی کی وجہ سے سوئے ہوئے تھے کمرے کا دروازہ بالکل بند تھا آدھی رات کے وقت میں نیند سے بیدار ہوا بہت سخت پیاس لگی ہوئی تھی بہت خوردنکر کیا کہ اگر اپنی جگہ سے اٹھوں اور پانی پیوں تو معلوم نہیں اس تاریکی میں پانی ہاتھ آئے گا یا نہیں علاوہ ازیں ممکن ہے بچوں کو کہیں پاؤں کے نیچے روند ڈالوں۔

حاجی آقا میں معتقد ہوں کہ ہر شکل حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کروں۔ لہذا اسی جگہ پر سب سے پہلے آنحضرتؐ کی خدمت

لے کر سی کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ مترجم۔

میں سلام پیش کیا۔ پھر عرض کیا آٹا جان اگر ہمارے پاس بھی بجلی ہوتی تو فوراً انگلی سے ٹپ دباتے، مگر روشن ہو جاتا، پکے پاؤں کے نیچے آنے سے بچ جاتے پانی ہاتھ لگ جاتا اسے پی کر پیاس بجھالیتا۔ یہ کس قدر اچھا تھا۔

اپنا مک دیکھا تو حضرت بقیۃ اللہ اداخاندان میرے ساتھ ایک طرف کھڑے تھے۔

مجھے فرمایا یہ پیسے پکڑ لو اور مسجد صاحب الزمان میں سید حسن ابطلی کے پاس جا کر رقم اسے دیدو اور کہو میرے لیے بجلی مہیا کرو۔

میرا ایک سات سالہ بیٹا تھا اس دوران وہ بھی جاگ اٹھا جب آٹا جان نے مجھے پیسے دیے تھے وہ دیکھ رہا تھا اس لیے وہ بھی اس انتظار میں تھا کہ مجھے بھی رقم ملے حضرت بقیۃ اللہ مجل اللہ تعالیٰ فرجہ اسے سے بھی بیٹس تو ان عنایت فرمائے۔

یہ شخص پاک باطن اس طرح حقیقت کے ساتھ مطالب بیان کر رہا تھا کہ میں اس کی گفتگو میں ہزار میں ایک مرتبہ بھی خلاف احتمال نہیں دے سکتا تھا۔ بہر حال میں نے اسے کہانی الحال یہ تیرے ہی پیسے ہیں آپ اجازت دیتے ہیں کہ برکت کے لیے ان میں سے دس تو مانا اٹھا کر جیب میں ڈال لوں اور اس کے عوض بیس تو مان رکھ دوں اور تمہارے کے لیے بجلی کا بھی اہتمام کروں۔

اس نے کہا۔ حاجی آغا آپ کو اختیار ہے۔

میں نے ان میں سے دس تو مان اٹھالیے اور بیس تو مان ان میں رکھ دیے

جہاں وہ شخص رہتا تھا اس علاقہ میں بجلی کا سہ کر جانا بہت مشکل تھا لیکن بڑی آسانی کے ساتھ بجلی کی منظوری مل گئی اور صرف چند دنوں میں وہاں بجلی کا انتظام ہو گیا جب اخراجات کا حساب کیا تو دس تھان زیادہ بنے پس معلوم ہوا یہ دس تھان وہی ہیں جو میں نے ان میں اضافہ کیا ۔

اس واقعہ کو گزرے ہوئے تقریباً بارہ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے ۔

لیکن ابھی تک میرے پاس وہ دس تھان موجود ہیں ان کی برکت کی وجہ سے آج تک میں مقروض بھی نہیں ہوا اور مال و دولت بھی کافی مقدار میں میرے پاس ہے ۔



## حکایت ۱۵

مسجد صاحب الزمان علیہ السلام میں پندرہ سال کی مدت میں جب میں وہاں تھا شب بیداری کی ساتویں میں لوگوں کا بہت ہجوم ہوتا تھا۔ لوگ اپنی مراءیں پاتے تھے اور جو کچھ طلب کرتے تھے اس کے اثرات فرق العادہ ان کی طرف لوٹتے تھے۔

شاید آپ نکر کریں کہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے یہ اثر تھا۔ میرے نفس کی تاثیر تھی نہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس مدت میں مقصد یہ تھا کہ فرقہ ہمایہ اس جگہ اکٹھا ہے انہیں یہاں سے ختم کیا جائے اس ہدف کے لیے ملک کی ضرورت تھی اس لیے حضرت بقیۃ اللہ ارحامنا فداءہ عا اس مسجد کے ساتھ محبت و عنایت کرتے تھے اور جو لوگ غلوں کے ساتھ اس میں قدم رکھتے تھے ان پر نظر شفقت فرماتے تھے۔

اس مدت کے بعد جن لوگوں نے اس مقدس نام کو ضائع کرنے کی کوشش کی اور اس مسجد میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے فرزندوں کے ساتھ بے ادبی و جہالت کی وہ بدمخت ہرے۔

بہر حال شب بے داری کی اکثر راتوں میں جو لوگ اس مسجد میں آتے تھے بہت سے معجزات ان کو دیکھنے میں آتے تھے جو کچھ اس زمانہ میں انہیں اکٹھا



کرنے کا ذہن میں خیال تک نہیں تھا اس لیے ان خصوصیات نقل کرنے سے  
تاصر ہوں نہ ہی توضیح پیش کر سکتا ہوں۔

لیکن سال ۱۲۵۲ھ شمسی ماہ رمضان المبارک کی تیسویں رات کو  
چند مردوں دعوتوں کے لیے جو وہاں موجود تھے ان کے لیے بہترین واقعہ  
پیش آیا۔

ان خوش قسمت افراد میں سے ایک خود میرے گھر والے تھے انہوں  
نے واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے اور خواہش کی ہے کہ میں اسے کتاب میں  
درج کروں۔

اس نے بیان کیا۔

اسی مذکورہ شب بے داری کی رات جب چراغ بجھا کر قرآن پاک  
سر پر رکھے ہوئے تھے۔

اور حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے مقدس نام پر پہنچے تھے  
میں نے دیکھا حضرت یقینۃ اللہ حجۃ ابن الحسن علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے  
اور دروازے کے نزدیک ہجوم میں بیٹھ گئے میں مسجد میں زنانہ حصے میں تھی۔  
اس طرح آہستہ کہ اکثر اوقات آواز آتا کہ سنا کی زد سے لیکن اعتقاد یہ تھا  
کہ آتائے ہیں۔  
میں نے کہا۔

آتا آپ وہاں کیوں بیٹھ گئے ہیں آپ لوگوں کے درمیان کیوں نہیں  
تشریف لے آئے تاکہ آپ کی زیارت کریں آنحضرت وہاں سے اٹھے لوگ  
درمیان سے گذرتے ہوئے محراب کے قریب پہنچے۔

میں نے عرض کیا۔

آقا اگر عورتوں میں تشریف لائیں تو کیا ہو جائے گا۔  
 عورتوں کی جگہ ادھر کی طرف تھی آنحضرتؐ بیٹھنے کی طرف سے  
 نہیں آئے۔ بلکہ جن طرف کوئی پرواز کرتا ہے بغیر حرکت کے بلند ہوئے اور  
 ہمارے قریب ایک طرف کھڑے ہو گئے ہم قرآن کریم کو سر پر اٹھائے ہوئے  
 عمل انجام دے رہے تھیں اس کے بعد دوبارہ پہلی جگہ پر چلے گئے مجلس کے  
 ہنوز میں مسجد میں تشریف فرما تھے جب دعا مانگی تھی۔ آنحضرتؐ امین کہتے  
 تھے۔



## حکایت ۱۹

مرحوم ایت اللہ آقائے الحاج آقا سید حسین قاضی تبریزی قمی قیام پذیر تھے۔

تمام علماء اور بزرگان انہیں ایک عالم، متقی، صاحب کرامات جانتے تھے وہ خود بھی ان کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضر ہوا ہوں۔ ان سے استفادہ کیا تھا۔

مشہور یہ تھا کہ وہ اکثر حضرت بقیۃ اللہ ارواح فداء کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے لیکن میں نے ان سے کوئی بھی کتاب نقل ایسا واقعہ جس کی سند صحیح ہو نہیں پایا تھا۔ اور خود میں نے بھی ان سے ایسی کوئی چیز نہیں سنی تھی۔ لیکن الحمد للہ جس وقت اس کتاب کو لکھتے: نے میں یہاں پہنچا تھا تو قم سے ایک مہمان تشریف لایا جو ہمارے گھر قیام فرمایا۔

میں اسے کافی مدت سے جانتا پہنچانتا تھا اور وہ جناب آقائے حاج آقا جو اور حیی تھے جو کہ مرحوم ایت اللہ سید بن قاضی سے کاملاً واقفیت رکھتے تھے اور ان کے رازدان دوستوں میں سے تھے منظم نے ۱۳۰۲ء میں زنا قندہ کو تین واقعات آقائے قاضی کی طرف سے اس موضوع کے بارے میں میرے لیے نقل کیے۔

مرحوم ایت اللہ آقائے سید حسین قاضی نے فرمایا تھا کہ وعدہ گاہ میں اکٹھے تھے کہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے آنحضرت مجھے دیکھتے تھے لوگوں کی دلجوئی کرتے تھے۔ مجھے فرمایا آپ کیا چاہتے ہیں جو میں آپ کو عطا کروں؟

میرے عرض کی آقا جان میں چاہتا ہوں کہ ان تمام افراد سے نزدیک ترین جگہ مرحمت فرمائیں۔

آنحضرت نے اپنے پہلو میں جگہ کشادہ کی اور مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا۔



## حکایت نمبر ۲۰

آٹھویں ماہ جو ادریحی نے مرحوم ایت اللہ تاضی سے دوسرا واقعہ اس طرح نقل کیا۔

انہوں نے بیان کیا کہ مرحوم آٹھویں سید حسین تاضی نے فرمایا۔ میں حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی قرب کی خدمت میں حاضر تھا کہ آنحضرت کے ایک صاحب نے ان کی طرح میں ایک قصیدہ پڑھا تھا میں نے وہی قصیدہ آنحضرت کی خدمت میں پڑھا تھا مگر نے اس قصیدہ میں اپنی عقیدت کا اظہار کیا تھا آنحضرت کے لیے اپنے خلوص کا اظہار کیا تھا میں جیب اس شعر کو پڑھتا تھا۔ وہی چیز جس کی نسبت شاعر نے اپنی طرف دی تھی میں اسے اپنی طرف نسبت دیتا تھا، اپنی طرف سے خلوص پیش کرتا تھا اور مقصد یہ تھا کہ اس طرح اپنا عقیدہ اور خلوص ظاہر کروں اچانک میں نے دیکھا تو آنحضرت موجود نہیں ہیں۔ مجھے احساس ہوا کہ آنحضرت میرے اس عمل کی وجہ سے خوش نہیں ہوئے۔



## حکایت ۲۱

آٹائے حاج جواد رحیمی نے ایت اللہ قاضی سے تیسرا واقعہ اس طرح نقل کیا۔

مرحوم ایت اللہ سید حسین قاضی نے فرمایا: میں جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ کی شمس حضرت ناظم الزہراء سلام اللہ علیہما کی ولادت کی رات میں مسجد جگران میں موجود تھا چانک دیکھا کہ آسمان سے زمین کی طرف انواراتر رہے ہیں خصوصاً مسجد جگران کے اوپر آسمانی فضا میں نیچے آتے ہوئے دیکھائی دیئے (یہاں پر آتا رحیمی فرماتے ہیں کہ اس رات کو میں بھی وہاں موجود تھا میں نے بھی ان انوار کو دیکھا بلکہ تمام لوگوں نے دیکھا تھا۔

اسی رات کو ایک شخص نے (جو ایت اللہ قاضی کے لیے قابل اعتماد تھا) بیان کیا کہ قاضی صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں تہران میں محلہ مسگر آباد میں تھا کہ ایک ولی خدا نے مجھے مسجد جگران پہنچایا مسجد جگران میں مجلس مزار منعقد تھی میں اس کے ساتھ اس میں حاضر ہوا اس میں سب سے پہلے حضرت بقیۃ اللہ دارواخانہ فدائے نے شرکت فرمائی۔ مجلس پڑھنے والا مرحوم ایت اللہ حاج سید علی رضوی کی لکھی ہوئی کتاب (گزار آل ملہ) سے اشعار پڑھتا تھا اور حضرت الم ولی عصر ارواح الم طین لرب مقدمہ الفداء لکھی رہے تھے اور گریہ میں مشغول تھے مجلس کے

اختتام پر حضرت جعفر ابن الحسن علیہ السلام نے دعا کی اور مجلس سے تشریف لے گئے جو لوگ مجلس میں موجود تھے انہوں نے اس شخص سے التجا کی جو باقی لوگوں کی نسبت امام زمانہ علیہ السلام کے بالکل قریب بیٹھا تھا کہ دعا کریں لوگ اصرار کرتے تھے کہ آپ بھی دعا فرمائیں وہ کہتا تھا کہ حضرت امام ولی عصر علیہ السلام نے دعا فرمادی ہے لوگوں نے زیادہ اصرار کیا اور اسے دعا کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے بھی دعا کے چند جملے ظہور امام علیہ السلام کے کہے اور مجلس ختم ہو گئی۔

لاحتمال یہ ہے کہ دعا کرنے والا شخص خود مرحوم ایت اللہ قاضی تھا لیکن اپنا نام بیان نہیں کیا۔



## حکایت ۲۲

ہمارے محترم استاد مرحوم ایت اللہ آقائے حاج شیخ نجفی قزوینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے استاد مرحوم ایت اللہ آقائے میرزا ہمدی اصفہانی کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا۔

مرحوم ایت اللہ میرزا ہمدی اصفہانی فرماتے تھے کہ ایام تحصیل میں جب میں نجف اشرف میں تھا علم اخلاق، تزکیہ نفس، سیر و سلوک میں آقائے سید احمد بلانی سے استفادہ کرتا تھا وہ بلند پایہ عرفا میں سے تھے۔ ان کی نظر میں رشد و کمالات معنوی تزکیہ نفس میں حد کمال بہ اصطلاح مقام قطبیت پر اور فنا فی اللہ کی حد تک پہنچ چکا تھا۔

استاد نے مجھے بلند مرتبہ اور دوسروں کی دستگیری کرنے کا اہل بجا فلسفہ میں مجھے استاد بجا اعرف کامل، قطب، رمانی فنا فی اللہ جانتے تھے۔ لیکن میں خود اپنے آپ کو دھوکہ نہیں دے سکتا تھا ابھی حقیقی معارف سے کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ دل مطمئن نہیں تھا اپنے آپ کو اس میں ناقص سمجھتا تھا۔ اسی فکر میں تھا کہ دل میں خیال آیا بدھ کی رات کو مسجد سہلہ میں جا کر حضرت بقیۃ اللہ ارواحِ خاندہ کی بارگاہ میں سوال کرنا چاہیے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے غوث اور پناہ گاہ خلق کیا ہے۔ شاید مجھ پر نظر کرم فرمائیں اور



صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کریں۔

میں اس فکر میں مسجدِ سہلہ پہنچا۔ تمام علوم میں سے:

جو کچھ کہا گیا یا کہا اس سے نہ کیفیت حاصل ہے نہ حال اپنے آپ کو انکارِ عرفانی تصوف اور خود ساختہ فلسفہ سے لاعلم سمجھا اور سو فیصد کمالِ اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو مقامِ توبہ پر جانتے ہوئے آنحضرت کے اختیار میں دے دیا۔

ایامک نور جمال حضرت یقینۃ اللہ ارواحنا فداه ظاہر ہوا میرے ساتھ بہت شفقت فرمائی میرے لیے ایک میزان عطا فرمایا تاکہ ہر وقت اس میزان کو سنانے رکھ کر چلتا ہوں۔

یہ جملہ مجھے ارشاد فرمایا:

طَلَبُ الْمَعَارِفِ مِنْ	ترجمہ: یعنی حقائق کی پہچان
غَيْرِ طَرِيقِنَا أَهْلَ	اور معارف کی جستجو بھی ہم
الْبَيْتِ مُسَاوِلًا لِنَكْرِانَا۔	اہل بیت رسول کے راستے
	سے ہٹ کر یوں ہی ہے جیسے
	ہمارا انکار کرنا۔

جس وقت مرحوم میرزا اصفہانی نے آنحضرت سے یہ جملہ سنا تو اس بات کی طرف متوجہ ہوئے کہ معارفِ حق کو معلوم کرنے کے لیے واحد راستہ یہی ہے کہ قرآنِ کریم کی آیات و اہل بیتِ عصمت و طہارت کی روایات سے استفادہ کیا جائے۔

اس بنا پر مشہد مقدس تشریف لائے اہل علم سے پاک طینت افراد کو

قرآنی معارف اور علوم اہل بیت عظام کی تعلیم دینے میں معروف ہو گئے اور اہل معنی صاحب مرتبہ، تزکیہ نفس، صراط مستقیم، معارف حقہ کے جاننے والے شاگرد جامعہ روحانیت کے سرور کیے۔  
یہاں پر چند تذکرہ اور ترویج کو ضروری جانتا ہوں کہ تاریخین کام کی خدمت میں پہنچاؤں۔

۱۔ مرحوم ایت اللہ آقا میرزا ہمدی اصفہانی کا صاحب مرتبہ ہونے کا واقعہ مختلف طریقوں سے نقل کیا، جو اب میرے لیے جو استاد مرحوم آقا شیخ مجتبیٰ قزوینی نے بیان کیا ہے وہ مقبرہ ہے جیسا کہ میں نے دسج کیا ہے میرے نزدیک مقبرہ ترین اس طرح ہے۔

۲۔ مرحوم سید احمد کر بلائی، آقا محسن قلی ہمدانی کے شاگردوں میں سے ہے اس کے خطوط موجود ہیں ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے شیخ عطار کے اس شعر کا سنی پوچھا:

شعر

واک او بادشاہ مطلق است

در کماں عز خود مستغرق است

اور بسر ناید ز عود آنجا کہ او است

کی رسد عقل وجود آنجا کہ او است

ابتداء مرحوم آخوند خراسانی نے مختصر جواب دیا اس کے بعد یہی سوال مرحوم شیخ محمد حسین غروی کیا فی سے کرتے ہیں انہوں نے فلسفہ ارسطو کے مطابق جواب دیا پھر یہی سوال مرحوم سید احمد کر بلائی سے پوچھتے ہیں۔

انہوں افلاطون کے فلسفہ کے مطابق جواب دیا ان کے خطوط بعینہ میرے پاس موجود ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم سید احمد کربلائی کا تعلق عرفانی تھا اور یہ مطلب ان مراسلات سے اخذ ہوتا ہے۔

۳۔ مرحوم ایت اللہ آقائے میرزا احمدی اصفہانی امین ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ قمری شہد مقدس میں فوت ہوئے آستانہ مبارک حضرت امام رضا علیہ السلام کے دارالقیادت کے وسط میں دفن ہوئے۔

اس ضمن میں مرحوم آقائے میرزا اصفہانی کے بعض شاگرد اور فرزند بزرگوار نے کتاب دین و فطرت میں اس واقعہ کو یوں درج کیا ہے۔

گذشتہ دہائیوں میں جو علماء و فقہا گزرے ہیں ان میں سے ایک مرحوم ایت اللہ العظمیٰ آقا میرزا احمدی اصفہانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں۔

۱۳۱۳-۱۳۶۵ھ ہجری قمری میں دقت گذارے مراکز علمی بالخصوص حوزہ علیہ شہد مقدس سالہا ان کی گنجائی میں چلتا رہا۔ ان کی تعلیم اس دقت فکری حرکت سمجھی جاتی تھی اور الحرفات کے مقابلہ میں فولاد کی دیوار کی طرح قیام کیا تھا۔

عارف قرآن و آئمہ طاہرین کی معرفت حاصل کرنے کے لیے صرف واحد راستہ جو کچھ اسلام نے پیش کیا تھا۔ رہی اپنایا۔

یہت سے علماء جو اس دقت نظر یہ اہل تشیع کے نگہبان ہیں۔ ان کے شاگردوں میں سے ہیں اپنے شاگردوں کو نصیحتیں عطا کیں۔ آج کل جو آب و تاب حضرت امام ولی عصر علیہ السلام فرجہ الشریف کے راہ میں دیکھتے ہیں۔ یہ انتہی کا فیض ہے۔ وہ امام زمان علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معارف و علوم دینیہ

حاصل کرتے تھے اور دورِ حاضر میں جو جلوہ موجود ہے انہی کی محنت کا نتیجہ ہے۔

آقا میرزا اصفہانی جب حصولِ علم میں مشغول تھے اور علومِ اسلامی کے لیے اپنے سینہ کو انبار بنا رکھا تھا مختلف کتاب نکر سے فلسفہ و عرفان و دیگر علوم کے حصول کے لیے جہزِ محنت انہوں نے اٹھائی ہے انسانِ حیرت میں مبتلا ہوتا ہے۔ عجیبِ قوم کا اضطراب ان کے روح پر سایہ کرتا تھا۔

بلا تکلیف پریشانی و آزر و گی ان میں انقلابِ فکری ایجاد کرتی ہے کچھ معلوم نہیں ہوتا کیا کرے، کہاں جائے، کون سے علوم کی طرف رخ کرے اس زمانہ میں علمی جنبشِ معنوی پیا سس بگھانے کے لیے کدھر کا رخ کرے۔

اس طرح کی پریشانی سے نجات حاصل کرنے کے لیے حضرت امامِ ولی عصر علیہ السلامؑ کی یادِ گل میں اتجا کرتے تھے انہیں اپنی مشکلات کے حل کے لیے وسیلہ سمجھتے تھے جو مشکل پیش ہوتی تھی اسے حل کرنے کے لیے آنحضرت سے درخواست کرتے تھے۔

آنحضرت بھی نظرِ کرم فرماتے تھے، نجف اشرف، وادی السلام میں حضرت ہود حضرت صالحؑ کی قبروں کے کنارے تشریف فرما ہوتے تھے۔ نظرِ شفقت کرتے ہوئے۔

صحیح راستہ کی نشاندہی کرتے ہوئے۔  
آقا میرزا جب شکستہ دل بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ آنحضرت کے دیدار کی آرزو کرتے تھے تو اپنے مقصد کو پالیتے تھے امامِ زمانہ علیہ السلام کی صحبت سے فیضِ یاب ہوتے اور اپنے درد کی دوا حاصل کرتے تھے۔  
اس قوم کی کیفیت میں جب بیداری کی حالت میں آنحضرت کی خدمت میں

پہنچتے تھے حضور کے سینہ اقدس پر بزرگ کی ریل دیکھتے تھے جو تقریباً بین  
سینٹی میٹر چوڑی اور ساٹھ سنٹی میٹر لمبی ہوتی تھی سفید رنگ میں نورانی عبارت اس  
پر نقش شدہ ہوتی تھی

طَلَبُ الْمَعَارِفِ مِنْ غَيْرِ طَرِيقِنَا اَهْلَ الْبَيْتِ مَسَاوِقُ الْاِكْبَارِ  
وَقَدْ اَقَامَنِی اللّٰهُ وَاَنَا حُجَّةٌ بِنِ الْحَسَنِ -

لفظ (حجت ابن الحسن) اس صورت میں معلوم ہوتا تھا جس طرح انسان  
کے دستخط ہوں! -

ترجمہ ۱- یعنی ہم اہل بیت رسول کے راہ کے علاوہ معارف کی  
تلاش اسی طرح ہے جیسے ہمارا انکار کرنا خداوند کریم نے مجھے  
قیام کے لیے فرمایا ہے میں خدا کی حجت اور حضرت امام حسن عسکری  
علیہ السلام کا بیٹا ہوں -

اس کے بعد آنحضرت غائب ہو جاتے تھے -

آنحضرت کا یہ پیام دل جلوں کے لیے مرحوم کا کام دیتا تھا امدان کے  
یہ راہ حق واضح ہو جاتا تھا اس عنایت و سید کے ذریعے مرحوم آقا میرزا  
معارف الہی کے جوش مارتے ہوئے پتھر سے ہدایت حاصل کرتے تھے۔ عاقل و  
دانشمند شخصیت سے بہرہ مند ہوتے تھے اس شخصیت کا نام نہیں لیتے تھے -  
(صاحب علم) ہی کہتے تھے -

امام صاحب الزمان علیہ السلام کے درس ان کے لیے راہ زندگی کے لیے  
ایک چراغ اور مشعل کا کام دیتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ اگر ہمیں قبول کرتے ہو تو چاہیے  
کہ معارف ہم سے سیکھو۔ تمام تر علوم، خدا شناسی، خود شناسی، روح شناسی،

آنخت شناسی بلکہ آفاق شناسی میں بھی ہماری پیروی کرو۔  
 اس کے بعد معارف اہل بیت زندہ کرنے کے لیے ایران جاتے ہیں  
 عترت طاہرہ و علوم قرآن سے حاصل شدہ معارف کے درس شروع کیے۔  
 بہت سے پرانے آثار ان کے شاگردوں کے پاس اب بھی موجود ہیں۔ آقا  
 میرزا مرحوم کے بعض شاگردوں نے جو واقعہ درج کیا ہے وہ اس طرح تھا۔ مگر  
 میرے عقیدہ کے مطابق واقعہ اسی طرح ہے جس طرح مرحوم آقا صاحب شیخ مجتبیٰ نے  
 نقل کیا ہے اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ دو حکایتیں ہوں۔

## حکایت ۲۲

مگل کے دن پہلی دفعہ مرحوم حاج آقا جان کے ساتھ نجف اشرف زیارت عتبات عالیات کے لیے ملا آقا جان نے مجھے فرمایا:-  
نماز اور دوپہر کے کھانا سے فارغ ہو چکے ہیں اب ہمیں حضرت مسلم حضرت مانی، حضرت ذکریا مسجد کوثر، مسجد زید، مسجد معصومہ کی زیارت کے لیے کوثر جانا چاہیے۔

آج کی رات شب بیداری کی محنت میں مسجد ہمدانی بسر کرنی چاہیے۔  
انشاء اللہ بہت سی برکات، ہمیں نصیب ہوں گی۔

چلیں شاید حضرت بقیۃ اللہ صلوات اللہ علیہ کی زیارت سے بھی شرف ہوں۔ ضمناً آہستہ اپنی ذات کو مخاطب کر کے پوچھ لیا جیسے فقط میں نے ہی سنا۔

فرماتے تھے "اگر میں غصے میں نہ آ جاؤں"  
اس جملہ کو کہتے ہوئے کو جھٹکا دیا۔ کیوں غصے میں آؤں، نہ غصے میں نہیں آؤں گا۔ گواں وقت جب اللہ تعالیٰ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دے گا۔

اور اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتے تھے۔

وَمَا أَبْرَأُ نَفْسِي  
إِنَّ النَّفْسَ آتَمَّا مَا  
بِالشُّؤْبِ إِلَّا مَا رَجِحَهُ  
تَرَجِيحًا -

ترجمہ:- میں آپ کا نگہدار نہیں  
ہوں، نفس امارہ انسان کو  
بدی کی طرف حکم دیتا ہے مگر  
یہ کہ خداوند کریم مجھ پر رحم  
کرسے۔

بہر حال دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد بس کے  
قریو کو روپے گئے سداستے میں حضرت کبیل ابن زیاد، حضرت شیم تمار اور مسجد  
حانہ کی نیابت کی، سہ پہر کے وقت تین گھنٹے ظہر کے بعد ہم مسجد کو ذمہ دائل  
ہونے، مسجد کے مخصوص مقامات کے اعمال میں مشغول تھے کہ ایک نوجوان آیا اور  
کہ بلا علی میں جو توں کا کام کرتا تھا۔

کئی دنوں سے وہ مسجد میں ریاضت میں مصروف تھا، تنہائی کے گوشہ  
سے غفلت کے کمرہ سے باہر آیا اور ہمارے ساتھ ہو گیا۔ میں نے اس سے پوچھا  
آپ یہاں کیا کر رہے تھے؟

اس نے جواب دیا میں ریاضت میں مشغول تھا اور اس کی شرائط میں سے  
یہ بھی تھا کہ آئین دن کسی سے کلام نہ کروں۔ اور روزہ کے ساتھ رہوں۔  
میں نے پوچھا اب ریاضت ختم ہو گئی ہے۔

اس نے کہا:- نہیں

لیکن میں کمرے میں بیٹھا ہوا سورہ حمد کی تلاوت کر رہا تھا کہ اچانک  
ایک آدمی آئی مجھے مخاطب کر کے کہا گیا جو چیز تو چاہتا ہے وہ اس مرد کے  
پاس ہے۔ (یعنی حاج ملا آقا جان) لہذا اب اس وقت تک آپ سے جدا نہیں



ہوں گا جب تک اپنی مراد نہ پالوں۔

میں نے کہا، تیری حاجت کیا ہے؟

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اس کا مقصد حضرت امام ولی عصر علیہ السلام کی زیارت کرنا ہے۔

بہر حال اکٹھل کر مسجد کو ذرے کے اعمال انجام دینے اس کے بعد حضرت مسلم ابن عقیل کی زیارت کو گئے وہاں ان کی مزار کے نزدیک ایک قبر تھی۔ آقا جان نے فرمایا:-

مختار کے لیے بھی فاتحہ پڑھیں۔ ہمیں معلوم ہوا کہ یہ مختار ثقفی کی قبر ہے۔ میں نے سوال کیا:-

مختار ثقفی کیسا آدمی ہے۔

انہوں نے جواب دیا۔

چونکہ حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے بعض دشمنوں کی محبت اس کے دل میں تھی اس لیے اسے اللہ تعالیٰ کے امر سے روز قیامت جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ لیکن جو اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے بدلہ لیا تھا اس کی وجہ سے حضرت سید الشہداء علیہ السلام اس کی شفاعت کریں گے۔

اس کے بعد ہم حضرت ہانی ابن عمروہ کی زیارت کے لیے گئے حاج ملا آقا جان نے ہمیں ایک کونے میں بیٹھایا اور مجلس پڑھنی شروع کر دی خوب رقت طاری ہوئی پھر ہمیں فرمایا۔

یہ کیفیت، معنویت اور روحانیت اور خلوص حضرت بابائی کی وجہ سے نصیب ہوا ہے۔ ہمیں ان کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اس کے بعد ہم مسجد بہلہ کی طرف روانہ ہوئے وہ نوجوان راستے میں ایک لمحے کے لیے بھی مرحوم آقا جان کو آرام نہیں کرنے دیتا تھا کمالات معلومی کے متعلق متواتر سوالات ہی کرتا رہتا تھا۔

مسجد بہلہ، مسجد مصعد اور مسجد زید نزدیک ہی ہیں ابھی غروب سورج ہونے میں دیر تھی۔ اس لیے ان دو مسجدوں کے اعمال انجام دیئے، لیکن جس وقت، مسجد زید میں حاج ملا آقا جان نے نماز کے بعد آواز کے ساتھ دعا پڑھی تو عجیب کیفیت تھی۔ قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے۔ آقا جان بزرگوار کا وہ منظر کبھی کبھی سامنے آجاتا ہے کہ آہ و فریاد کرتے ہوئے ان جلوں کو پڑھتے تھے۔

إِلٰهِیْ قَدْ مَدَّ إِلَيْكَ الْخَاطِعُ الْمَذْنِبُ يَدَيْهِ بِحَسَنِ ظَلَمِهِ بِكَ -  
إِلٰهِیْ قَدْ جَلَسَ الْمُسِيءُ بَيْنَ يَدَيْكَ مُقَدِّمًا لَكَ بِسُوءِ عَمَلِهِ وَ  
مَا أَحْبَبًا مَثَلَكَ الصَّغْفَرُ عَن ذَلَمِهِ -

إِلٰهِیْ قَدْ رَفَعَ إِلَيْكَ الظَّالِمُ كَفَيْهِ مَا أَحْبَبًا لِمَا لَدَيْكَ فَلَا  
تُخَيِّبُهُ بِرُحْمَتِكَ مِنْ فَضْلِكَ -

إِلٰهِیْ قَدْ جِئْتُ الْعَائِدُ إِلَى الْمَعَاصِي بَيْنَ يَدَيْكَ  
خَائِفًا مِّنْ يَوْمٍ تَجْشَوْنَ فِيهِ الْخَلَائِقُ بَيْنَ يَدَيْكَ -  
إِلٰهِیْ جَاءَكَ الْعَبْدُ الْخَاطِعُ فِرْعَا مَشْفِقًا وَمَا فَعَلَ إِلَيْكَ طَرَفًا  
حِينَئِذٍ أَرِ اجْبِئًا وَقَاصَتْ عِبْرَتُهُ مُسْتَغْفِرًا نَادِمًا -

یہاں پہنچ کر ان کی فریادیں اضافہ ہوا اور کہا۔

وَعِزَّتِكَ وَجَدَلِكَ مَا أَدَّتْ بِمَعْصِيَتِي مُخَالَفَتَكَ وَمَا  
عَصَيْتَكَ إِذْ عَصَيْتَكَ وَأَنَابَكَ جَاهِدًا وَلَا لِعُقُوبَتِكَ  
مُتَعَرِّضًا وَلَا لِنَظْرِكَ مُسْتَخِفًّا وَلَكِنْ سَوَّيْتُ لِي نَفْسِي  
وَأَعَاثَنِي عَلَى ذَلِكَ شِقْوَتِي وَعَزَّنِي شُرُوكُ الْمُرْخَى  
عَلَيَّ۔

اس جملہ کو نہایت خضوع کے ساتھ تکرار کرتے تھے کہ.....

فَمِنَ الْآنَ مِنْ عَذَابِكَ مَنْ يَسْتَنْفِدُنِي بِحَبْلِ مَنْ  
إِعْتَصَمَ إِنْ قَطَعْتَ حَبْلَكَ عَنِّي۔

اس کے بعد اس قسم کی کیفیت پیدا ہوئی اور فریاد کی کہ ہمیں نکل  
لاحتی ہوا کہیں آقا جان اپنی جان سے ہی ہاتھ نہ دھو بیٹھیں اور پھر فریاد  
کرنے لگے۔

فَيَأْسُوْا آتَاكَ عَدَاةً مِنَ الْوُقُوفِ بَيْنَ يَدَيْكَ إِذَا قِيلَ  
لِلْمُخَفِّينَ جُؤْمٌ وَإِلِلْمُتَّقِينَ حُطُّوا أَقَمَرَ الْمُخَفِّينَ أَجْرٌ  
أَمْرَمَ الْمُتَّقِلِينَ أَحْطُّ۔

پھر اپنے ہاتھ سے ریش مبارک کو پکڑا، آنکھوں سے آنسو پرنائے کی طرح  
چل رہے تھے اور فریاد کرتے تھے۔

ص ۹۱ وَيَلِي كَلِمًا كَبْرِيئِي كَثُرَتْ ذُنُوبِي وَيَلِي  
كَلِمًا طَالَ عُمُرِي كَثُرَتْ مَعَاصِي فَكَمْ أَتُوبُ وَ  
كَمْ أَعُوذُ۔

امپرائیفات کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے چہرے پر لٹاپے مارتے تھے گویا کہ اپنے کو تیسیر کرتے ہوئے کہتے تھے۔

أَمَّا أَنْ لِي أَنْ أَسْتَحْيِي مِنْ تَرَاتِي

اس موقع پر پھر انہوں کو بلند کیا جتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ فریاد کی اور عرض کرنے لگے۔

اللَّهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ إِغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَخَيْرَ الْغَافِرِينَ

پھر اپنا چہرہ زمین پر رکھا آہ و فریاد کرتے ہوئے اس قدر گریہ کیا کہ خدا کے خوف کی وجہ سے ان کے شانے بھی کانپ رہے تھے اسی حالت میں التجا کرتے تھے۔

إِنْ كُنْتُ بِئْسَ الْعَبْدُ فَأَنْتَ نِعْمَ الرَّبُّ

اس موقع پر میں نے زمین کو دیکھا آنا جان کے آنسوؤں سے گارا بن چکی تھی۔

پھر چہرے کا بائیں حصہ زمین پر رکھا اور اس طرح گریہ کیا کہ جیسے کوئی عورت جو ان بچے پر روتی ہے۔ گریہ کرتے ہوئے، فریاد کرتے تھے۔

عُظْمَ الذَّنْبِ مِنْ عَبْدِكَ فَلْيُحْسِنِ الْعَفْوَ مِنْ عِنْدِكَ

یا کریم۔

ان الفاظ پر بیخ کر دوبارہ سر سجدہ میں رکھا اور لفظ العفو کا سو

مرتبہ نکلایا۔

اور اس قدر گریہ کیا کہ غش طاری ہو گیا بہت مشکل کے ساتھ ہم ہوش میں لائے۔

اس کے بعد وہاں سے چل پڑے، مغرب کے اول وقت میں مسجد ہبل میں داخل ہوئے۔

اس جگہ حضرت امام زمان علیہ السلام کا گھر ہے۔

یہ جگہ حضرت حجر بن الحسن علیہ السلام (عج) کی چھاؤنی ہے۔

یہ حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کے عاشقوں کے ملنے کی دعا گاہ ہے۔

ہم نے ایسی جگہ پر پہلی دفعہ قدم رکھا تھا آقا جان کے مخصوص اعمال کی وجہ سے عجیب قسم کی فوق العادہ کیفیت تھی۔

مغرب و عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت بقیۃ اللہ الاعظم

ارواحِ فاذا (عج) کے علاقہ مندوں کی طرف متوجہ ہوئے

نیز یہ بھی کہ آقا جان آج کی رات محبوب مہمان رکھنے ہیں لہذا تمام کمرے جو

مرحوم آقا شیخ جواد سہلاوی کے مسجد سے متعلق تھے ان میں اکٹھے ہوئے آقا

شیخ جواد مسجد ہبل کے امور کا مقصدی تھا اور مسجد کے نزدیک ہی رہتا تھا۔

صاحب عزت اور بزرگان میں سے تھا علاقہ مندوں نے حاج آقا جان کو دعوت

دی کہ آج کی رات یہاں شب بیداری کریں تاکہ ان کی تشریف آوری سے استفادہ

کریں۔ حاج ملا آقا جان نے ان کی دعوت قبول کر لی، یہ رات بھی عجیب

قسم کی تھی۔ فوق العادہ لوگ جمع تھے شریف و پاکیزہ طینت لوگ اکٹھے

ہوئے تھے۔

ایک شہد مقدس کا سید بزرگوار بھی موجود تھا جو کہ بلا معنی سے بدھ کی چالیس راتیں مسجد ہبلہ میں گزارنے کے لیے آیا ہوا تھا تاکہ حضرت امام ولی عصرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف زیارت حاصل کر سکے۔ آج کی بدھ کی رات اس کے لیے آخری رات تھی۔

اس کے علاوہ وہ نوجوان تھا بھی موجود جو کافی مدت سے ریاضت میں مشغول تھا صرف اس لیے کہ امام صاحب الزمان علیہ السلام (عج) کی بارگاہ میں حاضر ہو سکے۔ آج کی رات اُسے گمان تھا کہ شاید اپنے مقصد کو پالے گا۔

ایک اور شخص تھا اس قدر پاک طہیت تھا کہ آج کی رات بھی امام زمانہ (عج) کی خدمت میں پہنچنے کا کسی قسم کا شک ہی نہیں رکھتا تھا۔ حاج آقا شیخ جواد ہمدانی خود میزبان تھا ایسی کیفیت طاری تھی کہ تمام لوگ اس کی طرف متوجہ تھے وہ آنحضرت کے مقام مقدس کی طرف توجہ کرتا تھا تو سب لوگ ایک خاص کیفیت سے وابستہ ہوتے تھے۔ حاج ملا آقا جان کی آواز بہت شیریں تھی اس قدر پرکشش تھی کہ حاضرین مجلس کو یکدم بزرگ ترین معنویت کی طرف کھینچ کر لے جاتی تھی۔ میں بھی اس وقت ابھی ابھی جوان ہوا تھا ایک ٹکونے میں بیٹھا ہوا تمام حالات کو دیکھ رہا تھا تمام لوگ اپنے مولود آقا کے فراق میں آنسو بہا رہے تھے۔

زیارت آل یسین اور دعائے توسل پڑھی جا چکی تھی۔ خلاصہ یہ کہ ساری رات صبح تک یہی سلسلہ جاری رہا صبح کی نماز، حضرت حجۃ ابن الحسن علیہ السلام (عج)

کی جگہ پر پڑھی جو کہ مسجد کے وسط میں ہے ہمارا وہ دوست جس کو بدھ کی چالیسویں رات بھی بہت سخت پریشان دے قرار تھا اس لیے کہ اُسے دس ماہ گذر رہے تھے وطن سے دور، گھر سے دور، مسافت کے عالم میں، صرف حضرت امام مہدی علیہ السلام روحی لہر لفظاً (ج) کے عشق میں رہ رہا تھا میں دوسروں کی نسبت زیادہ تر اسی کے ساتھ تھا اس بنا پر کہ میں جانتا تھا جس نے اتنی زحمت اٹھائی ہے۔

حضرت بقیۃ اللہ (ج) اسے بفریہ نتیجہ کے چھوڑ دیں یہ ناممکن ہے بلکہ میں نے اس سے سوال بھی کیا ہے کہ اتنی مدت میں کبھی آنحضرت کی زیارت نصیب بھی ہوئی ہے؟  
اس نے کہا:-

چند مرتبہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے لیکن اس وقت انہیں پہچانتا نہیں تھا، اور یہ ریاضت صرف اسی لیے ہے کہ جس وقت آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملے اسی وقت ان کو پہچان سکوں، لہذا میں بھی ہر جگہ اس کے ساتھ رہا۔

اس رات کی صبح کے وقت حضرت امام ولی عصر ارواحنا فداه (ج) کی جگہ پر جس وقت ہم نماز پڑھ رہے تھے میں نے دیکھا کہ وہ ایک سخی سے جھگڑا کر رہا تھا جو کہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ رہا تھا میں نے اس سے پوچھا آپ کیوں غصے میں آگئے ہیں۔

پہلے اس نے کہا:-

ہمارے مولاد آقا کے مقام پر بھی اسلام کے دستر کے خلاف کیوں نماز

پڑھتا تھا، لیکن فوراً ہی اس نے اضافہ کیا اور کہا:

بدھ کی چالیسویں رات ہے، ایک غیر ملک میں، وطن سے دور بغیر کسی  
نامہ کے کیا یہ ممکن ہے؟

شاید میں دیوانہ ہو جاؤں۔

اگر آپ میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟

میں نے کہا میں آپ کی جگہ نہیں ہوں فقط ایک رات انتظار میں گذاری  
ہے۔ تو قسم نڈھال ہو چکا ہے۔ آپ حتیٰ رکھتے ہیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو  
جاری ہو گئے۔ اور دیوار کے ساتھ سر کی ٹیک لگا کر بند آواز سے گریہ کرنے  
لگا۔ میں نے اسے وہاں سے اٹھایا اور شیخ جو ادہملا دی کر بیکرے میں ڈال  
دیا۔ تمام رفقاء وہاں ناشتہ کے لیے جمع تھے۔

حاج ملا آقا جان دروازے کی طرف منہ کر کے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا  
کر بیٹھے ہوئے تھے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کسی کی انتظار میں بیٹھے ہیں۔  
بہت مودب تشریف فرما تھے۔ ہم بھی کمرے کے ایک کونے میں بیٹھے  
ہوئے تھے۔

اسی دوران ایک نوجوان طالب علم، علماء کا لباس پہنا ہوا سیاہ چہرہ  
کمزور جسم، کمرے میں داخل ہوا، اور میں دیکھ رہا تھا کہ ایک سید بزرگوار بائیں  
شانے پر جبا ڈاسے ہوئے کمرے سے باہر کھڑا ہے اور کمرے کے اندر دیکھ  
رہا ہے۔

جس وقت وہ شیخ طالب علم جس کے متعلق بعد میں معلوم ہوا کہ ہندوستانی تھا  
کمرے میں داخل ہوا تو حاج آقا جان نے اس پر اعتراض کیا کہ تو کمرے میں کیوں



داخل ہوا ہے؟

اس نے ٹوٹی پھوٹی ناری میں ہندوستانی لہجہ میں جواب دیا کہ میں حضرت امام صاحب سے عقیدت رکھتا ہوں اور صبح تک اس سجدہ میں شب بیداری کی ہے اب یہاں آیا ہوں تاکہ شاید تھوڑا سا آرام کر سکوں۔  
حاج ملا آقا جان نے کہا:-

تو جھوٹ بولتا ہے، تو حضرت امام زمانہ (عج) کو دوست نہیں رکھتا، تو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (عج) کو پہچانتا ہی نہیں ہے، تو معرفت ہی نہیں رکھتا۔

وہ شیخ نہایت لجاجت کے ساتھ منت و سماجت کرتا رہا۔ بار بار منتیں کرتا تھا اور حاج ملا آقا جان پیسے کی نسبت زیادہ غصے کی حالت میں اسے جھٹلا رہے تھے۔

ہم ملا آقا جان کے اس رویے سے تعجب کر رہے تھے اسی لیے کہ ہم جانتے تھے حاج شیخ ملا آقا جان ایسے نہ تھے بہت بااخلاق تھے۔ یہاں تک کہ بعض دوستوں نے اعتراض بھی کیا اور کہا:-

بے چارے اسی شیخ ہندوستانی کو اس قدر کیوں ذلیل کر رہے ہو آخر کار حاج شیخ ملا آقا جان اپنی جگہ سے اٹھے اور طاقت کے بل بوتے پر اس شیخ کو کمرے سے باہر نکال دیا۔ اس دوران وہ سید بزرگوار جو کمرے سے باہر کھڑا تھا کمرے میں دیکھتا تھا اندھنٹا تھا، جیسے کوئی اس انتظار میں ہو کہ دیکھے یہ جھگڑا کہاں ختم ہوتا ہے یا اگر جھگڑا نہ ہوتا تو وہ کمرے میں داخل ہوتا۔  
جس وقت اسی شیخ کو کمرے سے باہر نکال دیا گیا اس وقت وہ سید بزرگوار

بھی چلا گیا۔

میں خیال کرتا تھا کہ وہ سید بزرگوار کا ساتھی ہے۔ شیخ کے جانے سے وہ بھی چلا گیا۔

میں نے حاج ملا آقا جان کو عرض کیا آپ نے جو کچھ شیخ کے ساتھ سلوک کیا ہے، اس کا ساتھی بزرگوار کمرے سے باہر کھڑا ہو کر دیکھتا رہا ہے اچھا ہوا کہ وہ اپنے ساتھی کی حمایت میں نہیں آیا۔

حاج ملا آقا جان نے پوچھا:-

کیا اس کا رفیق بھی تھا؟

میں نے کہا:-

جی ہاں سید بزرگوار با شخصیت آدمی تھا تمام صفات بیان کیے کرے سے باہر کھڑا تھا آپ جو جھگڑا کر رہے تھے اسے دیکھ رہا تھا۔ حاضرین مجلس میں سے چند افراد نے کہا ہم نے بھی اس سید کو دیکھا ہے۔ لیکن دو تین افراد نے کہ ان میں خود حاج ملا آقا جان بھی ہیں انہیں دیکھا تھا۔ بہر حال ایسا نہیں تھا کہ کوئی آدمی اسے دیکھ نہیں سکتا تھا اس لیے کہ وہ سید دروازے کے نزدیک ہی کھڑا تھا جو سید چالیس رات مسجد سلمہ میں بسر کر چکا تھا۔ وہ گویا کرتا تھا:-

میں نے اس سے پوچھا تو نے بھی سید کو دیکھا ہے

اس نے کہا:-

میں نے دیکھا ہے لیکن میرے خیال کے مطابق وہ مولانا قاسم صاحب الزمان علیہ السلام تھے۔

حاج ملا آتابان نے کہا:-

خوب فکر کریں اس لیے کہ حضرت امام زمان علیہ السلام نے مجھے وعدہ دیا تھا کہ فلاں وقت آنحضرت کے دیدار کے لیے تم آئیں۔

میں نے اس سید سے پوچھا جسے بدھ کی چالیس راتیں مسجد میں گزر چکی تھیں۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام ہی تھے؟ اس نے جواب دیا:-

کہ پچیسے مجھے الہام ہوا کہ آنحضرت ہی جب میں نے چاہا اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کی خدمت میں جاؤں میری جسمانی طاقت نے مجھے جواب دے دیا یہاں تک کہ زبان نے بھی حرکت نہیں کی تاکہ سلام کروں،

اس کے بعد وہ نوجوان جو مسجد کو فرمیں ہمارے ساتھ آکر مل گیا تھا اس نے بھی کہا میں نے بھی انہیں اس وقت پہچان لیا تھا م نے جب یہ باتیں سنیں تو چونکہ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا لہذا ہم سب اٹھ کر ان دونوں کی تلاش میں نکلے۔

مسجد سلمہ میں غلوت تھی، میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ چند افراد کے سوا کوئی آدمی وہاں نہیں تھا۔ مسجد کے ارد گرد آتا بیابان تھا کہ تقریباً ایک دو کیلو میٹر تک دیکھا جاسکتا تھا۔ اس شیخ ہندوستانی کو مسجد سے باہر م نے دیکھا۔

میں نے اس سے پوچھا، آپ کا دست بزرگوار کہاں گیا ہے؟ اس نے کہا:-

میرا تو کوئی ساتھی نہیں تھا چونکہ ہم پریشان حال میں اس کی طرف دوڑتے تھے

وہ ڈر گیا اور ہم سے دور چلا گیا۔

جس قدر یاد دہرا دھر نگاہ کی اس شیخ کے سوا کوئی آدمی نظر نہ آیا اگر کوئی اور آدمی ہماری جگہ پر ہوتا تو وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ کہتا کہ وہ سید زین کے ناصیے طے کر گیا ہے یا اچانک ایک دم آنکھوں سے غائب ہو گیا ہے یا کسی جگہ چھپ گیا ہے۔ ان صورتوں کے علاوہ اور کوئی چیز زمین میں نہیں آسکتی تھی۔ لیکن جب ہم نے ہر ایک کمرہ سے اچھی طرح دیکھا تمام دروازے کھلے تھے تمام جگہ سے چھان بین کرنی تو فقط پہلا احتمال باقی رہا باقی تمام احتمال ختم ہو گئے۔

اس موقعہ پر حاج ملا آقا جان اور وہ سید جس نے مسجد سہدہ میں بدھ کی چالیس راتیں بسر کی تھیں یقین کر لیا کہ وہ سید بزرگوار حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (عج) ہی تھے باقی افراد نے یا تو اس حضرت کو دیکھا ہی نہیں تھا یا وہ شیخ اور حاج ملا آقا جان کے واقعہ میں مشغول تھے لہذا صحیح طریقہ سے توجہ نہیں کی تھی۔

اس وقت حاج ملا آقا جان اس قدر پریشان حال اور بے قرار تھا کہ اسے گفتگو کرنے کی ہمت نہ تھی۔

وہ مجلس تشریح ہو گئی، چند افراد جنہوں پہلی دفعہ حاج ملا آقا جان کو دیکھا تھا اسے نازیبا الفاظ کہے اور اس کے اس سلوک سے خوش نہ ہوئے لیکن ہم لوگ جو ان کے حسن اخلاق سے واقف تھے پہلے سے جانتے تھے کہ حسن اخلاق کے مظہر ہیں کبھی صبر کیا اور کہا: یقیناً ان کے اس عمل میں کوئی مصلحت ضرور ہے کچھ دیر انتظار کریں۔ وہ خود اس کے متعلق کیا کہتے ہیں

جس وقت نجف اشرف واپس مسافر خانہ میں پہنچے، کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آہ کھینچی اور مجھے فرمایا تم نے دیکھا ہے کس قدر نقصان ہوا ہے۔  
مجھے انہوں نے فرمایا تھا کہ غصہ میں نہ آؤں۔

ہم نے پوچھا۔

آپ کیوں غصے میں آگئے تھے ایک تو دوستوں کے یہ اعتراض کا موقدہ فراہم کیا دوسرا مولانا آقا صاحب الامر علیہ السلام دعا کی زیارت سے محروم ہوتے ہیں؟  
لا آقا جان نے فرمایا:-

ایک ایسی چیز سامنے آئی تھی کہ اس کو دیکھا جاسکتا تھا لیکن بیان نہیں ہو سکتا انتظار کی گھڑیوں کو میں کیسے بیان کر سکتا ہوں۔ اور میں یہ کیسے بیان کر سکتا ہوں کہ جن وقت وہ شیخ ہندوستان کمرے میں داخل ہوئے تھے کجاظلمت نے کمرے کو گھیر لیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ مولانا آقا کمرے میں داخل نہیں ہوئے ان کے داخل ہونے کے لیے اس شیخ کا وجود مانع تھا میں نے اگرچہ مولانا آقا کو نہیں دیکھا، لیکن مجھے فلسفہ معلوم ہے کہ میں نے کیوں نہیں دیکھا میں سمجھتا تھا کہ اس شیخ کا موجود ہونا آقا و مولانا کی آمد کے لیے مانع ہوگا۔ اس لیے میں اصرار کرتا تھا کہ وہ باہر چلا جائے تاکہ حضرت الامر علیہ السلام اندر تشریف لائیں بعد میں معلوم ہوا کہ مولانا آقا تشریف لائے تھے مگر ہم اس شیخ کے ساتھ جھگڑتے ہیں مشغول تھے۔

میں نے پوچھا: آپ نے آقا کی زیارت نہیں کی حالانکہ انتظار میں تھے اور

آپ جانتے بھی تھے کہ آنحضرت تشریف لائیں گے۔

انہوں نے فرمایا:

اگر میں دیکھ لیتا کہ آنحضرت مدداز سے کے نزدیک کھڑے ہیں اور اسی شیخ کا دہرہ ان کے آنے میں مانع ہے تو میں اس سے زیادہ اذیت کرتا اور اسے اس سے زیادہ تکلیف دیتا بلکہ اتنی مقدار بھی مصلحت نہ تھی اور پھر اضافہ کیا اور کہا۔

آپ نکر نہ کریں کہ اس شیخ کو اذیت نہیں کرنی چاہیے تھی اسے قتل کرنا چاہیے تھا۔ لیکن چونکہ آپ لوگ ناراحت ہو گئے تھے آپ اس نلسف کو نہیں مانتے تھے اس لیے مصلحت نہ تھی۔  
میں نے کہا:

ایک طرف تو آنحضرتؐ نے آنے کا وعدہ کیا دوسری طرف یہ شیخ آجاتا ہے ایسا کیوں ہوا پھر شیخ کے چلے جانے کے بعد آنحضرتؐ کیوں نہ اندر تشریف لائے۔

حاج طاہر جان نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور سے جب واپس آئے تھے۔

انہوں نے دیکھا کہ تمام پیر درکار پھر ٹے کی پر جا کرنے لگے ہیں۔ فرمایا  
إِنَّ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ۔

ترجمہ: یہ نہیں ہے مگر تمہاری آزمائش یعنی بعض کا تو گمراہ ہوتا ہے اور بعض کو ہدایت کرتا ہے۔

اب بھی مصلحت نہ تھی جو لوگ یقین رکھتے تھے انہوں نے آنحضرتؐ

کا دیدار کر لیا اور بعض لوگ جن کا راہ ہم سے جدا تھا بلاوجہ ہمارے پیچھے چل پڑے تھے وہ چلے گئے اور ہمارے اخلاق سے خوش نہ ہوئے۔

وہ آقا سید جس نے بدھ کی چالیس راہیں مسجد سہلہ میں جا کر بسر کی تھیں اگر جہانی طاقت (مجزاتی) طور پر حجاب دے گئی تھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکا مگر تباہ و وحی برقرار تھا اسی وقت آنحضرت کو پہچان لیا اور اپنی مراد پائی، اگر آقا و مولا کمرے میں داخل ہوتے تو پھر بھی یہی کچھ ہوتا تھا کہ تو انہیں نہیں پہچان سکتا تھا فرق صرف اتنا تھا کہ میری آنکھ ان کے جمال سے روشن نہیں ہوئی اور یہ بھی میرے لیے ایک تشبیہ تھی۔

آنحضرت چاہتے تھے کہ میری آزمائش کریں۔ مجھے متوجہ کریں کہ میں کس قدر ان کا مطیع ہوں۔ مجھے انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ غصے میں نہیں آنا لیکن مجھے یہ خیال نہیں آیا کہ انہیں رفع کرنے کے لیے بھی غصے میں نہیں آنا بلکہ بالکل یہ بات فراموش کر بیٹھا انسان کو چاہیے کہ خدا کی اطاعت میں اس طرح اپنے آپ کو تیار کرے کہ خود بخود اس کے اخلاقیات منظم ہوں۔ اس کے اعمال اسلام کے دستور کے مطابق خود بخود مرتب ہوں، اور مسلمان واقعی ثابت ہو، خلاصہ یہ کہ ہم اس دن نہیں سمجھے تھے کہ وہ شیخ ہندوستانی جب کمرے میں داخل ہوا تھا کہ وہ کیوں تاریکی میں ڈوب گیا تھا اس کے بعد دس سال میں۔ میں نجف اشرف حصول علم کے لیے گیا تھا اور اسی شیخ کو دیکھتا تھا آہستہ آہستہ اس سے واقفیت پیدا کر لی، اس نے خود مجھے بتایا کہ میں پہلے وہابی سنی تھا لیکن اپنے آپکو شیعہ کے عنوان سے ظاہر کیا ہوا تھا اور میں جاسوسی کرتا تھا لیکن اب مذہب شیعہ کے حقائق سے آگاہ ہو گیا ہوں اس لیے پہلے عقائد اور برے اعمال سے توبہ کر لی ہے

لیکن چند مہینوں کے بعد پھر معلوم ہوا کہ اس نے اپنے عقائد اور برے اعمال سے کنارہ کشی نہیں کی اس لیے اسے نجف اشرف اور عراق سے نکال دیا گیا ہے اور جو کچھ اس نے مجھے بتایا تھا وہ صرف اس لیے تھا کہ اول تو مجھے دھوکہ دے دوسرا سبب یہ تھا کہ چونکہ بعض افراد کو معلوم ہو چکا تھا کہ اس کا عقیدہ کیا ہے اور وہ کسی سے یہاں آیا ہوا ہے اس لیے وہ یہ چاہتا تھا کہ لوگوں میں اپنے آپ کو تائب ظاہر کرے۔

اس وقت ہم مطمئن ہوئے کہ مرحوم حاج ملا آقا جان نے جو کچھ گفتگو کی تھی وہ بے جا نہ تھی اور جو کچھ آقا جان نے اس شیخ کے ساتھ سلوک کیا تھا وہ بالکل صحیح تھا۔

(نقل از پرواز روح)۔





## حکایت ۲۲

مرحوم حجۃ الاسلام آقائی شیخ علی کاشانی فرماتے تھے ان کے حالات کتاب (پرواز مدوح) میں درج کیے گئے ہیں، فرماتے تھے ایک رات مرحوم ابی اللہ کو ہستانی پذیرائی دے کر وہیں کوہستان میں مغرب کی نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ میں نے دیکھا حضرت بقیۃ اللہ دارخانہ فدائہ تشریف لائے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے ایک کونے میں اس انداز میں بیٹھے تھے کہ حالت نماز میں بھی میں ان کے چہرہ مبارک کو دیکھ سکتا تھا، میں نے سوچا اگر نماز کو توڑ کر اس کی خدمت میں آداب و سلام بجالاؤں تو شاید میرے اس عمل کو پسند نہ کریں اور خدمت اقدس میں حاضر ہونے سے قبل ہی تشریف لے جائیں پس بہتر یہی ہے کہ نماز کو مکمل کروں۔ اگر ان کے ارادہ میں ہے کہ میرے ساتھ گفتگو کریں تو پھر میری نماز پوری کرنے تک تشریف فرما ہوں گے۔

میں نے نماز ادا کی نماز کے دوران بعض الفاظ حضرت میرے ساتھ کہتے تھے خصوصاً یہ الفاظ۔ يَا مَنْ لَكَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ اِرْحَمْنَا مِنْ تَيْسٍ لَكَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ پڑھ رہے تھے، آخری سجدہ میں چونکہ میں نہایت توجہ کے ساتھ، ان جملوں کو ادا کر رہا تھا، امام عالی مقام بھی مکرر ان الفاظ کو ادا فرما رہے تھے، لیکن جب میں سلام پڑھنے ہی والا تھا حضرت امام دلی خضر صلوات اللہ علیہ تشریف لے گئے۔



## حکایت ۲۵

میں نے جوانی کے عالم میں مرحوم حاج ملا آقا جان کی خدمت میں عرض کی کیا وجہ ہے کہ میں امام زمان علیہ السلام ریح کی زیارت سے محروم ہوں وہ فرماتے تھے کہ ابھی تیری عمر تھوڑی ہے۔

میں نے عرض کیا: اگر ہماری لیاقت پر منحصر ہے تو پھر کوئی آدمی بھی زیارت نہیں کر سکتا حتیٰ کہ مسلمان بھی آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچنے کی لیاقت نہیں رکھتا البتہ اگر آنحضرتؐ لطف فرمائیں تو انسان تو با عظمت ہے پھر وہ بھی پر از رزق غنایت فرما سکتے ہیں۔

ان کے ان جملوں کو سن میں بہت خوش ہوا، انہوں نے فرمایا: آپ کل رات حرم مطہر حضرت امام رضا علیہ السلام میں مغرب کے وقت تشریف لائے انشاء اللہ آپ کے یہ خوش نصیب ہوگی۔

میں اس رات کو حرم میں تھا بہت خوشحال تھا لیکن آنحضرتؐ کی زیارت کے متعلق متفکر تھا کہ شاید ان کی زیارت کا موقع نصیب نہ ہو اس سوچ میں کھانا کھانے کے لیے گھر کی طرف روانہ ہوا راستے میں ایک تارک محلہ میں سے گذر رہا تھا کہ ایک سید کو دیکھا اندھیرے میں اس کی تمام خصوصیات سے رنگے لباس وغیرہ نظر آ رہا تھا یہاں تک کہ دور سے بزرگ کا علمہ بھی دیکھ رہا تھا

جب میرے قریب پہنچا تو اس نے مجھے سلام کرنے میں پہل کی میں نے سلام کا جواب دیا۔ یہ ملاقات ایک غیر معمولی تھی زندگی میں ایسا اتفاق نہ ہوا تھا میں سوچنے لگا کہ اس لباس میں ان خصوصیات کے ساتھ ملاقات کرنے والا کون تھا شک کی حالت میں مسافر خانے میں واپس پہنچا۔

مرحوم حاج آقا جان نے مجھے دیکھتے ہی یہ شعر پڑھتے ابھی تک میں نے کوئی لفظ ہی نہیں کہا تھا بیٹھا بھی نہیں تھا۔

شعر:- گوہر مخزن اسرار ہماں است کہ بود

حقہ مہر بدان بہر نشان است کہ بود

پوری غزل آخر تک پڑھی۔

یہ مرد بزرگوار مرحوم آقا جان میری نیت سے واقف تھا اس کے علاوہ اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے فاندان سے بہت خاص رابطہ تھا میری حالت متغیر ہوئی اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ سید آقا داماد مولانا حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) تھے۔



## حکایت ۲۶

اللہ تعالیٰ کے ایک دوست نے میری راہنمائی کی تھی کہ اپنی مرادیں  
 حاصل کرنے کے لیے زیارت سَدَّ مَرَّ اللّٰهُ الْكَايِدُ التَّامُّ کو پڑھا کر دو۔  
 اس وقت میری حاجت صرف ایک ہی تھی اور وہ یہ کہ حضرت بقیۃ اللہ  
 انداخا لثرب مقدمہ الفداء کی زیارت نصیب ہو۔

اس لیے میں ادھی رات کو زیر آسمان پڑھتا تھا اس زیارت کو بعنوان  
 استغاثہ حضرت امام زمان علیہ السلام مفاتیح الجنان میں ذکر کیا گیا تھا تمام  
 آداب و شرائط کے ساتھ میں اسے پڑھتا تھا۔ جس وقت اس زیارت کے  
 ان جملوں۔

يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ يَا بِنَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَاجَتِي  
 كَذَا وَ كَذَا ۱۔ پر پہنچتا تو لفظ کذا و کذا کے بجائے اپنی حاجت  
 بیان کرتا۔

میں کہتا تھا حَاجَتِي رَوْحِيَّتِكَ وَ صِحْبَتِكَ یعنی میری حاجت آپ  
 کا دیدار اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا ہے اسی طرح جب زیارت کے  
 آخر میں اپنی حاجت طلب کرنے کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں بھی میں اپنی ہی حاجت  
 بیان کرتا تھا۔

یہاں تک کہ ایک دن شب جمعہ کو آدمی رات کے وقت، مشہد مقدس میں مسجد گوہر شاد میں تقریبات کے بارہ بجے یہی زیارت پڑھنے میں مشغول تھا۔ شاید بالفتنہ ہو۔

اس وقت صحن میں صرف میں ہی تنہا آدمی تھا یا مسجد کے چوراخ روشن تھے۔

یعنی میرے سوا کوئی شخص نہیں تھا میں اس وقت نہایت توجہ کے ساتھ نماز استغاثہ کے بعد اس زیارت کو پڑھ رہا تھا۔

جب میں ان الفاظ پر پہنچا۔

يَا مُؤَلَّيْ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ يَا بِنَّ رَسُولِ اللَّهِ حَاجَتِي  
رُوِّدْتِكَ وَصُحْبَتِكَ -

یعنی میرے مولاد آقا میری حاجت فقط آپ کا دیدار ہے۔

تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت خوب صورت جوان نورانی شکل والی عطا کے لباس میں، بندو اے دروازے کی طرف سے گنبد کے ساتھ ولے راستے سے دائیں طرف سے مسجد میں داخل ہوا۔

میں نے اسے دیکھتے ہی تقریباً یقین پیدا کر لیا کہ وہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ ہی کی ذات ہے اس لیے باقی زیارت کو ترک کر دیا اور اس سید کے نزدیک ہوا وہ بھی میری طرف توجہ ہوئے بغیر اپنے سر کو نیچے جھکائے ہوئے حرم مقدس کی طرف جا رہا تھا اس کا رعب و جمال مجھے مانع ہوا لہذا کوئی گفتگو نہ کی میں بھی اسکے پیچھے حرم کی طرف روانہ ہوا اور اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ کیسے یقین پیدا کروں کہ یہ سید حضرت بقیۃ اللہ روحیہ، الغلاہ ہی ہے آخر کار وہ میرے سامنے کھڑا ہو کر زیارت پڑھنے میں مشغول ہوا میں نے چند لحظہ غفلت کی تو پھر اسے نہیں دیکھا

## حکایت ۲۷

آیت اللہ آقا شیخ حاج محمد علی اراکی حنفہ علیہ قم کے بزرگ علماء میں سے ہیں ان کے علم و تقویٰ میں کسی کو شک نہیں ہے، مولف کتاب (گنجینہ دانشمندان) جلد دوم ص ۶۴ پر نقل کرتا ہے۔

شکل کی رات ۱۳۹۲ھ ی قمری ۲۶ ربیع الثانی مولف کے لیے بیان فرمایا، میری بیٹی حجۃ الاسلام آقا نے حاج اراکی کی زوجہ سے چاہتی تھی کہ مکہ مکرمہ حج کے لیے جانے اور ڈرتی تھی کہ حاجیوں کے ہجوم کی وجہ سے طواف کعبہ کا طراحت کے ساتھ انجام نہیں دے سکے گی۔

میں نے اُسے کہا: اگر تو (یا حَفِیْظُ یَا عَلِیْمُ) کا ذکر کرتی رہے گی تو اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے گا۔

وہ مکہ مکرمہ پہنچی حج و زیارت کے بعد واپس وطن لوٹی ایک دن میرے ساتھ بیان کیا کہ میں نے اس ذکر کی وجہ سے بھولنا اپنے اعمال حج بالکل آرام کے ساتھ ادا کیے ہیں۔ حالانکہ ایک دن طواف کے وقت کچھ موٹائیوں کا بہت اثر دام تھا۔

طواف شروع ہونے سے قبل میں نگر کر رہی تھی کہ میں اس ہجوم میں آج کیسے طواف کروں گی۔

انسوس ہے کہ میرے ساتھ محرم بھی کوئی نہیں جو میری حفاظت کرے تاکہ لوگ میرے اوپر بزرگیں شانہ و غیرہ نہ لگے اسی سوچ میں تھی کہ اچانک میں نے ایک آواز سنی کسی نے مجھے کہا

حضرت امام زمان علیہ السلام (عج) کا وسیلہ طلب کرتا کر راحت کے ساتھ طواف انجام دے سکے۔

میں نے پوچھا: امام زمان علیہ السلام (عج) کہاں ہیں؟  
جواب ملا۔

یہی آقا و مولا ہیں جو تیرے پاس سے گذر رہے ہیں۔

میں نے دیکھا میرے آگے ایک سید بزرگوار چل رہے ہیں۔ اور اس کے ارد گرد تقریباً ایک میٹر جگہ خالی ہے کوئی آدمی اس جگہ میں داخل نہیں ہوتا۔ وہی صدا آئی مجھے کہا۔

تو اس (حجیم) خالی جگہ میں داخل ہو جا اور آقا و مولا کے پیچھے پیچھے طواف کرو۔

میں اس حجیم میں داخل ہو گئی حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کے پیچھے چلتی رہی میں اس قدر نزدیک تھی کہ آنحضرت کی پشت پر میرا ہاتھ پتھ جاتا تھا۔

آہستہ سے اپنا ہاتھ ان کی جبا کے ساتھ مس کر کے اپنے چہرے پر ملا اور کتنی تھی میرے آقا و مولا آپ پر قربان جاؤں اسے امام زمان علیہ السلام آپ پر فلا ہو جاؤں۔

میں اس قدر خوش تھی کہ آقا و مولا کو سلام کرنا بھی بھول گئی۔

مختصر یہ کہ میں نے طواف کے سات چکرا اسی طرح آرام و سکون کے ساتھ پورے کیے اس قدر اڑو امام کے باوجود کوئی شخص میرے ساتھ نہیں ٹکرایا بغیر کسی زحمت کے طواف کرکھل گیا۔

اور میں تعجب کرتی تھی کہ اتنی جمعیت ہونے کے باوجود کوئی آدمی بھی اس جگہ داخل نہیں ہوتا چونکہ آنحضرت سے اتجا کرنے والی وہی ایک تھی اور کسی نے وسیلہ طلب نہیں کیا تھا اس لیے اور کوئی شخص اس حرم میں داخل نہیں ہوا تھا۔





## حکایت ۲۸

حجۃ الاسلام مرحوم آٹائے حاج شیخ محمد تقی بانفتی رضاشاہ پهلوی کے زمانہ میں مجاہد دیبازر علماء میں سے تھا ظالم شاہ نے کئی دفعہ زندان میں ڈالا اور کئی مرتبہ شہر بدر کیا۔

(گنجینہ دانشمندان) کے مولف میں جلد ۳ ص ۴ پر لکھا ہے کہ آٹائے محمد تقی کا اعتقاد تھا کہ اولہ اربیعہ کے ذریعہ ثابت ہے کہ امام زمان علیہ السلام (عج) کی ملاقات ہو سکتی ہے۔

اس کے علاوہ بہترین دلیل کسی چیز کے واقع ہونے کا امکان ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہزاروں افراد نے آنحضرتؐ کو دیکھا اور پہچانا ہے اور ان کے ساتھ گفتگو کی ہے!

مولف مذکورہ کتاب نے اس کلام کو وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کے بعد مرحوم شیخ محمد تقی بانفتی سے اس موضوع کے بارے میں چند حکایتیں درج کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

جولائی ۱۲۶۹ قمری ماہ صفر میں مرحوم حاج شیخ میں تقی بانفتی کے بھائی عالم، عابد، زاہد حجۃ الاسلام مرحوم ملا اسد اللہ بانفتی نے بیان کیا۔  
میرا بیان کئی مرتبہ امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا ہے واقعات

مجھے بیان کیے تھے اور فرمایا تھا جب تک میں زندہ ہوں کسی کے سامنے بیان نہ کرنا۔

اب چونکہ وہ دنیا سے چل گئے ہیں اس لیے آپ کے سامنے چند واقعات بیان کرتا ہوں۔

ان واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ وہ خود فرماتے تھے کہ۔

میں نے ارادہ کیا کہ نجف اشرف سے پیدل مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے جاؤں۔

سر دیوں کا موسم تھا نجف اشرف سے چلا امدیہ ایران میں داخل ہوا راستے میں پہاڑ اور بڑے بڑے پہاڑی درے راستے میں موجود تھے برف باری بھی بہت زیادہ ہو چکی تھی۔

ایک دن سورج غروب ہونے کو تھا، بہت سرد تھی صبح برف باری کی وجہ سے سفید ہی سفید تھا میں ایک قہوہ خانے کے نزدیک پہنچا دل میں خیال کیا کہ آج کی رات یہاں ہی بسر کروں گا اور صبح اپنا سفر شروع کر دوں گا۔

قہوہ خانہ گردنہ کے نزدیک تھا قہوہ خانے میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کچھ کر دی، زیدی، قہوہ خانہ میں بیٹھ کر لہو و لوب میں مشغول ہیں جو اکھیل رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا خدا یا اب کیا کروں ان کو نہی عن المنکر بھی نہیں کر سکتا۔ اور میں بھی اس حالت میں ان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا اور موسم سخت سرد ہے۔

آئی  
اندھیرا چھا رہا تھا میں قہوہ خانہ کے باہر کھڑا ہی سوچ رہا تھا کہ ایک اولاد

محمد تقی ادھر آؤ میں ادھر چلا جہاں سے آواز آئی تھی ایک با عظمت شخص کو دیکھا وہ کھجور کے سرسبز درخت کے نیچے بیٹھا تھا مجھے اپنی طرف بلایا۔ میں نے اس کے نزدیک جا کر اسے سلام کیا اس نے کہا محمد تقی وہ تمہارے بیٹھے کی جگہ نہیں ہے میں اس درخت کے نیچے پہنچا جہاں تک اس درخت کی حد تھی وہاں ہوا بالکل بلا تم تھی انسان بالکل آرام کے ساتھ رہ سکتا تھا یہاں تک کہ اس درخت کے نیچے زمین بھی خشک تھی جب کہ باقی صحرا برف سے پڑتا تھا اتنی سردی تھی کہ انسان کی موت یقینی تھی۔

بہر حال وہ رات حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت میں بسر کی قرآن سے معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ امام دلی عصر علیہ السلام (رحمہم اجمعین) اپنی لیاقت کے مطابق آنحضرتؐ کے وجود مقدس سے استفادہ کیا۔ صبح نمودار ہوئی، صبح کی نماز آنحضرتؐ کے ساتھ پڑھی آنحضرتؐ نے فرمایا اب موسم ٹھیک ہے۔ سفر شروع کریں۔ میں نے عرض کیا۔

آپ اجازت دیں تو میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہوں اور آپ کے ساتھ ہی چلوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا تجھ میں قدرت نہیں کہ میرے ساتھ آئے۔ میں نے پوچھا۔ اس کے بعد کہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا میں اسی سفر میں دوستیہ تجھے دیکھوں گا اور میری تیرتہ پاس آؤں گا۔

پہلی مرتبہ تم میں ملاقات ہوگی دوسری مرتبہ بمنزوار کے نزدیک اسی کے بعد چاکم آنکھوں سے غائب ہوگی۔

میں نے آنحضرتؐ کے دیدار کے شوق میں تم تک بہت تیز سفر کیا اپنی جان کا صحت کا بھی خیال نہ کیا۔ متواتر چلتا رہا یہاں تک کہ چند دنوں میں تم پہنچ گیا حضرت بی بی مصورہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کے لیے نیز آنحضرتؐ کے ملاقات کے انتظار میں تم میں قیام کیا لیکن آنحضرتؐ کی زیارت کا موقع نہ ملا۔ تم سے چل پڑا لیکن اس بے سادتی اور کم توفیقی کی وجہ سے بہت پریشان تھا ایسا موقع اس سے قبل ہاتھ سے نہیں کھویا تھا تقریباً ایک ماہ کا سفر کرنے کے بعد بمنزوار شہر کے نزدیک پہنچا جب دور سے بمنزوار شہر نظر آیا دل میں سوچا۔ وعدہ خلافی کیوں ہوئی ہے؟

تم مقدمہ میں بھی آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچنے کا موقع نصیب نہیں ہوا اور اب بمنزوار شہر میں بھی محروم ہی رہا ہوں آنحضرتؐ کی خدمت میں بھی نہیں پہنچ سکا۔

اسی فکر میں ہی تھا کہ گھوڑے کے سموں کی آواز کا فلن تک پہنچی میں نے پیٹ کر دیکھا تو حضرت امام ولی عصر ارواحنا فدوا (عج) گھوڑے پر سوار تھے اور میری طرف آرہے ہیں۔ جب میری نظر آنحضرتؐ پر پڑی تو وہیں کھڑے ہو گئے۔ مجھے سلام کیا میں نے جواب دیا اور عقیدت و خلوص کا اظہار کیا۔ میں نے عرض کیا:-

مولانا آقا آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ تم میں ملاقات ہوگی لیکن میں آپ کی زیارت سے محروم ہی رہا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:-

محمد تقیؑ میں فلاں رات فلاں وقت تیرے قریب آیا تھا تو میری پھوپھی  
حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کے حرم مقدس سے باہر نکلا تھا اتراں کی  
رہنے والی ایک عورت تجھ سے مسئلہ پوچھ رہی تھی تو نے اپنے سر کو نیچے  
جھکایا ہوا تھا اور اسے مسئلہ کا جواب دے رہا تھا میں تیرے پہلو میں کھڑا تھا  
تو نے توجہ نہ کی اور میں چلا گیا۔



## حکایت ۲۹

مرحوم ایت اللہ آقائے حاج شیخ محمد تقی بافتقی رحمۃ اللہ اس قدر حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کے ساتھ ارتباط رکھتے تھے اور یہ رابطہ اتنا قوی تھا کہ جس وقت کوئی حاجت پیش آتی تھی فوراً مسجد چکمان میں تشریف لے جاتے تھے اور اپنی مرادیں آنحضرتؐ سے پالیتے تھے اس اعتبار سے کامل الایمان تھے رغبیہ ردائشندان کے مولف نے حوزہ علمہ قم کے علماء میں سے ایک عالم دین سے نقل کیا ہے کہ :-

حضرت ایت اللہ حاج سید محمد رضا گلپایگانی نے فرمایا حضرت ایت اللہ آقائے شیخ حاج عبدالحکیم حائری موسس حوزہ علمہ قم کے زمانہ میں چار سو طلبہ حوزہ علمہ قم میں موجود تھے انہوں نے اکٹھے ہو کر مرحوم حاج شیخ محمد تقی بافتقی سے سر درپوشی والی جگہ کا تقاضا کیا۔ آقائے محمد تقی نے ایت اللہ عبدالحکیم حائری کی خدمت میں گزارش کی۔

شیخ عبدالحکیم حائری نے کہا چار سو جگہاں سے لے آئیں ؟  
 آقائے محمد تقی بافتقی نے کہا حضرت امام ولی عصر سے لیں گے۔  
 حاج شیخ عبدالحکیم حائری نے فرمایا میں ایسا سید ہی نہیں رکھتا کہ آنحضرتؐ سے لوں۔

آقاي بافتي نے کہا میں انشاء اللہ آنحضرت سے ملوں گا۔  
 آقاي شيخ حاج محمد تقی بافتي شب جمعہ مسجد حکران تشریف لے گئے۔  
 آنحضرت کی خدمت میں پہنچے آقاي بافتي نے جمعہ کے دن آقاي شيخ عبدالکریم حائری  
 کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام نے وعدہ کیا ہے  
 کہ کل بروز ہفتہ چار سو عبا نیت کریں گے۔  
 ہفتہ کے دن ایک تاجر چار سو عبا نیت لے کر آیا جو تمام کی تمام طلبہ میں  
 تقسیم کر دیں۔



## حکایت ۲

حضرت جعفر الاسلامی و المسلمین آقائے شیخ مہدی مغزی نے فرمایا کہ  
مرحوم حاج شیخ مرتضیٰ زاہد نے بیان کیا آقائے زاہد تہران کے پاکباز علماء میں  
سے تھے کہ:-

مرحوم عبدالحکیم محمودی شب ہائے جمعہ حضرت ولی عصر علیہ السلام کی خدمت  
میں حاضر ہوتے تھے۔

وہ کہتا تھا کہ شب جمعہ رات میں حضرت عبدالمعظم کے حرم کے صحن مطہر  
میں حضرت بقیۃ اللہ اراکان فداء کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھے فرمایا:-  
سید کریم آؤ اکٹھے مل کر اپنے جد ماجد حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام  
کی زیارت کے لیے چلیں۔

اس نے کہا: میں نے آنحضرت کے ساتھ مل کر چند قدم رکھے ہی تھے کہ  
حضرت امام رضا علیہ السلام کے حرم کے صحن میں پہنچ گئے تھے میں نے آنحضرت  
کے ساتھ مل کر زیارت کی اور اسی طرح پھر تہران لوٹ آئے۔

پھر حضرت ولی عصر علیہ السلام علی اللہ تعالیٰ فرجہ، شریف نے فرمایا آؤ  
اکٹھے مل کر حاج سید علی مفر کی قبر کی زیارت کے لیے چلیں (یہ قبر حضرت امام  
زادہ عبد اللہ کے حرم کے صحن میں ہے) آنحضرت کے ساتھ مل کر جب میں



زیارت کے لیے وہاں گیا تو دیکھا کہ اس مرحوم کی روح قبر کے کندے آنحضرت کی بارگاہ میں اظہار عقیدت کر رہی ہے۔

بعد میں سید علی نے مجھے کہا، سید کریم حاج شیخ مرتضیٰ زابہ کو میرا سلام پہنچا دینا اور اسے کہنا کہ حق دوستی کیوں نہیں ادا کرتے، میری زیارت کے لیے تو نہیں آتا، کیوں مجھے بھلا دیا ہے؟

حضرت ولی عصر علیہ السلام علی اللہ تعالیٰ فرجہ، الشریف نے سید علی کو فرمایا کہ حاج شیخ مرتضیٰ کچھ تکالیف میں مبتلا ہے اس لیے اسے مجھ میں اس کی نیابت میں آیا کروں گا۔



## حکایت ۲۱

شیعوں کے بزرگ مراجع عظام میں سے ایک مرحوم آیت اللہ العظمیٰ آقائے سید ابوالحسن اصفہانی ہیں۔

آقائے سید ابوالحسن اصفہانی زعمیم اعظم، فقیہ موید، زمام واد تشیع، مراجع اعلائے دینی میں سے ایسی شخصیت گذرے ہیں جو بلا واسطہ حضرت صاحب الامر ارواحنا فداہ (عج) سے فیض حاصل کرتے تھے تا حدیث غیبی سے ان کی دستگیری ہوتی تھی حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کی غیبت کبریٰ کے طویل زمانہ میں ان کی خدشات، کرامات و باہرات، سخاوت و احسان عجیبہ، یکامت و فراست، بہترین اخلاق، روز روشن کی طرح تھا۔

باقی کرامات کے مطالعہ ایک کرامت، اس زعمیم امت، نائب بزرگ واد کے فیض تزیین شریف ہے کہ آنحضرتؐ نے آقائے اصفہانی کے یہ صادر فرمائی ان دسیسے اپنی غیبت عامہ کے تحت قرار دیا

صاحب الامر علیہ السلام (عج) نے جو تزیین ارسال فرمائی تھی۔ وہ مرحوم نقیۃ الاسلام و المسلمین زین العابدین صاحب شیخ محمد کوئی شوشتری کے خطیب تھی۔ اس کا متن مبارک یہ ہے۔

قُلْ لِمَا آرَضِخْصُ نَفْسَكَ      ترجمہ: اسے کہو کہ اپنی ذات

وَأَجْعَلْ مَجْلِسَكَ فِي  
الدَّاهِلِيْنَ وَاقْضِ  
حَوَائِجَ النَّاسِ مَحْنُ  
تَنْصُرَكَ.

کو لوگوں کے لیے ارزاں  
کرد، اور تمام لوگوں کی دہتریں  
میں ہونا چاہیے۔ اپنے بیٹھے کیلئے  
گھر کی دہلیز کو انتخاب کرنا کہ  
لوگ سریع تر، آسانی کے ساتھ  
رابطہ رکھ سکیں۔ لوگوں کی حاجتیں  
پوری کرو، ہم آپ کے مددگار  
ہوں گے۔



## حکایت ۲۲

اس واقعہ کو کتاب پرواز روح میں درج کیا ہے۔ لیکن یہاں اس کی مناسب کی وجہ سے نقل کر رہا ہوں۔

سال ۱۲۲۲ھ ہی شمسی میں کو فر گیا تھا وہاں ایک شخص تھا بنام آقا نے شیخ حاجی محمد کوئی۔

اس کی بارے میں مشہور تھا کہ صاحب الامر علیہ السلام (رحمہم) کی خدمت میں کئی دفعہ حاضر ہو چکا ہے۔

جو واقعہ ہمارے لیے بیان کیا گیا وہ یہ تھا۔

کتے تھے کہ اس زمانہ میں عراق سے مجاز جانے، آنے کے لیے بسیں وغیرہ نہیں تھیں۔

میں ایک اونٹ پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ حج و زیارت کے لیے گیا وہاں پر میں تاجر سے پیچھے رہ گیا اور راستہ گم کر بیٹھا آہستہ آہستہ میں ایسی جگہ پہنچا۔ جہاں کچھ ٹھوڑا دلدل تھی میرے اونٹ کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ میں بھی نیچے نہیں اتر سکتا تھا اور قریب تھا کہ اونٹ بھی مر جائے۔ میں نے غلو میں دل سے فریاد کی۔

يَا اَبَا صَالِحٍ الْمَهْدِيِّ اَذْبِرْ كُنْفِي - میں نے ان الفاظ کو

چند مرتبہ دہرایا۔

مجھے ایک گھوڑ سوار نظر آیا جو میری طرف آ رہا تھا۔ لیکن وہ کیچڑ میں بالکل نہیں پھنس رہا تھا اس نے اگر میرے اونٹ کے کان میں کچھ الفاظ کہے:-

میں نے صرف آخری الفاظ سنے:-

(حقی الباب)۔ (یعنی دروازے تک)

میرے اونٹ نے حرکت کی دلدل سے اپنے پاؤں باہر نکالے اور جلدی سے کوزہ کی طرف چل پڑا۔

میں نے اپنا چہرہ اس آقا کی طرف کر کے پوچھا۔

(مَنْ أَنْتَ) (تو کون ہے؟)

انہوں نے فرمایا۔

(أَنَا الْمَسْفِي) میں (حضرت) ہندی (علیہ السلام ہوں)۔ میں نے

پوچھا۔ پھر کون سی جگہ ملاقات ہوگی؟

آنحضرت نے فرمایا۔

(مَتَى تَرِيدُ) جس جگہ، جس وقت تو چاہے۔

اس کے بعد میرا اونٹ وہاں سے دور ہوا، چلتا ہوا کوزہ کے دروازے

تک پہنچا اور گر پڑا میں نے اس کے کان میں کہا۔ (حَقِّ الْبَابِ) اس گھر

کو چند مرتبہ دہرایا، اونٹ وہاں سے اٹھا اور میرے گھر کے دروازے

تک آیا مجھے گھر تک پہنچا یا اس دفعہ زمین پر گرا اور فوراً مر گیا۔

آٹانے حاج شیخ محمد کوئی اس قدر با تقویٰ تھا کہ انسان اس کے متعلق

ایک لفظ بھی غلط ہے کہنے کا احتمال نہیں دے سکتا تھا پھر اس نے اضافہ کیا اور کہا۔

اس واقعہ کے بعد میں نے آنحضرتؐ کو پچیس مرتبہ زیارت کی ہے انہیں سے بعض مواقع مرحوم حاج ملا آقا جان کے سامنے نقل کیے تھے۔

انہوں نے مجھے فرمایا۔ بعض واقعات ظاہر بظاہر پیش آئے ہیں۔ یہ شخص (محمد کوفی) بہت پرہیزگار اور نیک طبیعت ہے اس کا گمان ہے کہ وہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی بارگاہ میں ظاہری صحبت میں حاضر ہوا ہے۔



آقا جان  
 حضرت صاحب الامر علیہ السلام  
 عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف  
 کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہے۔

## حکایت ۲۲

مرحوم شیخ درام نے کتاب تہیۃ الخاطر و زہدۃ الناظرین ص ۱۷۷ کیا ہے۔  
علی ابن جعفر مدائنی علوی نے نقل کیا ہے کہ کوفہ میں ایک ضعیف آدمی  
کو تازہ قدر بتا تھا پاک دائمی عبادت و زہد میں مشہور تھا ایک دن میں اپنے  
والد بزرگوار کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس ضعیف آدمی نے میرے والد بزرگوار  
کی خدمت میں واقعہ بیان ہے۔

وہ واقعہ یہ ہے۔

ایک رات کو میں مسجد جمعی میں تھا کوفہ کی پشت کی طرف یہ قدیمی مسجد  
واقع تھی۔

آدمی رات کے وقت میں تھا عبادت میں مشغول تھا کہ تین آدمی مسجد میں  
داخل ہوئے جب مسجد کے درمیان میں پہنچے ان میں سے ایک شخص نے بیٹھ کر  
زمین پر ہاتھ مارا چانک وہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ پھر اس نے  
وضو کیا اور ان دو آدمیوں کو حکم دیا کہ آپ بھی وضو کریں۔ انہوں نے بھی وضو  
کیا۔ اس آدمی نے نماز پڑھائی ان دو آدمیوں نے اس کی اقتدار کی میں نے  
بھی اقتدار کی اور ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھ چکے۔ میں نے  
تعب کیا کہ خشک زمین سے چشمہ جاری کر دیا تھا۔

جو شخص میری دائیں طرف بیٹھا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ یہ آقا  
کون ہے؟

اں نے مجھے جواب دیا۔

یہ آقا حضرت صاحب الامر امام زمان علیہ السلام ہے حضرت امام حسن  
عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ان کی بارگاہ  
میں سلام عرض کیا۔

ان کے ہاتھوں کا بوسہ دیا اور عرض کیا۔

اے رسول اکرم کے بیٹے، شریف عمر ابن حمزہ کے بارے میں آپ کی  
کید رائے ہے۔

وہ ایک سادت کا فرد ہے؟

کیا وہ سچی پر ہے؟

آنحضرت نے فرمایا۔

وہ اس وقت سچی پر نہیں ہے لیکن اس ہدایت نصیب ہوگی وہ اس  
وقت تک نہیں مرے گا جب تک اسے میری زیارت نصیب نہ ہو۔

علی ابن جعفر مانع بنی بیان کرتا ہے کہ: میں نے اس واقعہ کو پوشیدہ رکھا  
کافی مدت گزر چکی تھی اور شریف عمر ابن حمزہ فوت ہو چکا تھا۔ اور  
مجھے معلوم نہیں تھا کہ اسے مرنے سے پہلے حضرت یقیناً اللہ علیہ السلام کی  
زیارت نصیب ہوئی تھی یا نہیں۔

ایک دن میں اس ضعیف آدمی کی خدمت میں پہنچا جس نے میرے والد  
بزرگوار کی خدمت میں واقعہ نقل کیا تھا۔



میں نے اس انداز میں مخاطب کیا جیسے کوئی منکر ہو، مگر آپ نے نہیں کہا تھا کہ شریف عمران حمزہ اس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک حضرت صاحب الامر علیہ السلام (عج) کی زیارت نہ کرے؟  
اس نے مجھے جواب دیا۔ تجھے کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا۔

اس کے بعد میں ایک دفعہ شریف عمران حمزہ کے بیٹے کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اس نے بیان کیا وہ شریف ابوالنائب کے نام سے مشہور تھا اس نے کہا۔

جس وقت میرے والد بزرگوار مرے تھے، ایک رات میں ان کی خدمت میں حاضر تھا ان کے اعضاء بالکل جواب دے چکے تھے یہاں تک کہ ان کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔

تمام دروازے میں نے بند کیے ہوئے تھے رات کے آخری حصہ میں میں نے دیکھا کہ ایک آدمی گھر میں داخل ہوا اس کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے مجھ میں حیرت نہ ہو سکی کہ میں سوال کروں آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔ میرے باپ کے پاس بیٹھ گیا۔ اور بالکل آرام، آرام سے باتیں کرنے لگا۔ میرا باپ برابر آنسو بہا رہا تھا پھر وہ اٹھ کر چلا گیا۔ جب میری آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ میرے والد بزرگوار نے مجھے فرمایا:-

مجھے بیٹھاؤ، ہم نے انہیں بیٹھایا انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور یہ کہا:- جو شخص میرے پاس بیٹھا تھا وہ کہاں گیا؟  
ہم نے کہا جہاں سے آیا تھا اسی راستے پر چلا گیا ہے۔

انہوں نے فرمایا: اس کے پیچھے جاؤ اور اسے واپس لے آؤ ہم نے  
 دیکھا کہ دروازے پہلے کی طرح بند ہیں اور اس آٹے والے شخص کا کوئی نشان  
 باقی نہیں ہے۔ ہم واپس آئے اور والد بزرگوار کی خدمت میں ساری صورت  
 حال بیان کی۔

میرے والد بزرگوار نے فرمایا:

یہ آقا حضرت صاحب الامر علیہ السلام دجہ اتھے، پھر بیماری سنگین ہو گئی  
 اور بے ہوش اور چند دنوں کے بعد دایر نانی کو چھوڑ کر دایر آنخت کی طرف  
 چلے گئے۔



## حکایت ۳۲

واقعہ میں نے مشہور مقدس میں ایک مرد قابل و ثوق بنام آٹا لے حیدری سے سنا تھا لیکن میں نے اس وقت اُسے یاد نہیں رکھا تھا اس کو حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آٹا لے شیخ حاجی محمد رازی نے آٹا لے آثار الجہنم میں نقل کیا ہے۔

انہوں نے قابل اعتماد لوگوں سے سنا ہے میں اس واقعہ کو مختصر کم و زیادتی کے ساتھ اپنے حافظہ کی مدد کے ساتھ اس کتاب سے نقل کرتا ہوں آٹا لے حاج میرزا علی حیدری نے بیان کیا کہ :-

میں نے یہ واقعہ حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آٹا لے حاج شیخ اسحق رشتی ابن مرحوم آیت اللہ آقای حاج شیخ سید اندرشتی سے سنا تھا اور پھر جب میں شام میں جناب حضرت سیدہ زینب فاتون اسلام اللہ علیہا کی زیارت کے لیے گیا تھا تو مرحوم آیت اللہ حاج سید محمد جلی عالمی کی خدمت میں حاضر ہوا تھا خود انہوں نے بھی بیان کیا تھا۔

آٹا لے محسن نے فرمایا کہ جب حجاز کی سرزمین پر شریف علی کی حکومت تھی میں اس زمانے میں مکہ مکرمہ گیا اور پہلے سے ذہن میں تھا کہ اعمال حج بحالات وقت حضرت بقیۃ اللہ دارواخانہ تشریف لائیں گے۔ اس سال آنحضرت کی

مقامات کا بہت زیادہ دل میں خیال تھا لیکن آنحضرتؐ کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔

ارادہ کیا کہ واپس وطن لوٹ جاؤں لیکن پھر سوچا کہ مکہ اور لبنان کا فاصلہ بہت زیادہ ہے مناسب یہی ہے کہ مکہ میں ہی قیام کروں شاید آئندہ سال آنحضرتؐ کی زیارت نصیب ہو جائے لہذا فیصلہ کیا کہ یہیں ٹھہر جاؤں لیکن بعد میں بھی کافی مدت تک پانچ یا سات سال تک حضرت صاحب علیہ السلام کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔

(اس پانچ اور سات سال کی مدت کے دوران جناب آقاؐ نے حاجی حیدری کے بارے میں شک تھا)

اس مدت میں مکہ مکرمہ کے حاکم (شریف علی) کے ساتھ واقفیت ہو گئی اور بھی کباروں کے پاس آتا تھا وہ مکہ کے سادات میں سے تھا اور اس کا مذہب زیدی تھا۔

یعنی فقط چار اماموں کی امامت کا قائل تھا اور یہ آخری سالوں میں میرے ساتھ بہت ہی قریب تھا۔

آخری سال جب اعمال حج انجام دیئے تو پھر بھی پہلے کی طرح خیال میں آیا کہ شاید اس سال بھی زیارت سے محروم ہی رہ جاؤں۔ اس بے قراری و ناراضگی سے بچنے کے لیے مکہ کے اطراف میں ایک بلند پہاڑ پر چلا گیا جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو دیکھا کہ سر بنزہ ہے۔ اس جیسا بنزہ نہیں دیکھا تھا فقہی میں سوچا کہ اتنی مدت یہاں قیام کے دوران میں میری سیاحت کے لیے یہاں کیوں نہیں آیا؟۔

میں جس وقت پہاڑ کی چوٹی سے اس چمن زار سبزہ کے درمیان پہنچا تو دیکھا کہ وسط میں ایک خیمہ نصب ہے اس کے نیچے کچھ لوگ بیٹھے ہیں۔ ایک شخص جس کی شخصیت سے بزرگی و امانت کے آثار نمایاں تھے خیمہ کے درمیان میں بیٹھا تھا، یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو درس دے رہا ہے، اس بزرگ کی گفتگو سے جو کچھ میں نے سنا تھا وہ یہ تھا کہ۔

ہماری جدہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد و ذریت کو موت کے وقت ایمان و ولایت نصیب ہوتی ہے ان کی نسل سے کوئی شخص بھی دنیا سے مذہب حقہ کی قبولی اور ایمان کے کامل ہونے سے پہلے نہیں اٹھے گا۔

اسی دوران کہ کمرہ کی طرف سے ایک شخص آیا اور اس بزرگ وار کو عرض کیا۔

اشریف کی موت قریب ہے آپ تشریف لائیں۔  
میں یہ لفظ سنتے ہی کہہ کی طرف چل پڑا فوراً سید صاحب بادشاہ کے محل میں داخل ہوا۔

میں نے دیکھا کہ وہ اختصار کی حالت میں ہے اہل سنت کے علماء اور تاضی اس کے ارد گرد بیٹھے ہیں اسے مذہب اہل سنت کی تلقین کرتے ہیں لیکن وہ کسی طرح بھی ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لاتا اور اس کا بیٹا اس کے بستر پر پریشانی کے عالم میں بیٹھا ہے۔

اچانک میں نے دیکھا تو وہی آقا جو خیمہ میں درس دے رہے تھے دروازے سے داخل ہوئے۔ اور اشریف کے سر ہانے بیٹھ گئے۔

اور مجھے یہ معلوم تھا کہ انہیں صرف میں تنہا ہی دیکھ رہا ہوں اس لیے میں ان کی طرف دیکھتا تھا لیکن دوسرے لوگ ان سے غافل تھے مگر مجھ پر بھی ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ میں انہیں سلام کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی میں اپنی جگہ سے حرکت کر سکتا تھا۔

انہوں نے پناہ رخ اندر (شریف علی) کی طرف کیا اور فرمایا:

” قُلْ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ”

شریف نے کہا:۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

انہوں نے کہا:۔ قُلْ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

شریف نے کہا:۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

انہوں نے کہا:۔ قُلْ أَشْهَدُ أَنَّ عِدَّتَنَا حُجَّةٌ بِاللَّهِ

شریف نے کہا:۔ أَشْهَدُ أَنَّ عِدَّتَنَا حُجَّةٌ بِاللَّهِ

وہ بزرگوار اسی طرح ایک ایک امام حق کا نام لیتے جاتے تھے اور

شریف ہر ایک کا اقرار کرتا جاتا تھا۔ شریف علی تریب کے ساتھ جوب دیتا تھا۔

اور اقرار کرتا تھا یہاں تک کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداه کے نام

صدق پر پہنچا۔

اس بزرگوار نے فرمایا۔

قُلْ أَشْهَدُ أَنَّكَ حُجَّةٌ بِاللَّهِ

(یعنی اے شریف تو کہہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی

حجت ہیں)۔

شریف نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی حجت ہیں۔  
 اس موقع پر مجھے معلوم ہوا کہ دوسرے تہ حضرت یقینۃ اللہ علیہ السلام اہل حج کی  
 زیارت نصیب ہوئی ہے لیکن انہوں نے کہا کہ اس طرح میری قدرت سلب  
 ہو گئی تھی کہ آنحضرتؐ سے بات کرنے اور انہما عقیدت کی طاقت نہ تھی۔  
 مرحوم ایت اللہ سید محمد حیل عالمی بجا۱۲۷۱ھ ہی قمری شام میں دنیا سے  
 گئے اور حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے دونوں مہنتوں کے راستہ میں  
 دفن ہوئے۔



## حکایت ۲۵

عالم جلیل و نقیہ عالی مقام سید حسن ابن حمزہ شیعوں کے بزرگ علماء میں سے ہیں چھ پشتوں کے ساتھ حضرت امام حسین سید الشہداء علیہ السلام کے ساتھ جانتے ہیں مانتوں نے نقل کیا ہے۔

شیعوں میں سے ایک صالح مرد نے کہا کہ میں ایک مرتد جج کے لیے اپنے گھر سے نکلا اتفاق سے اس سال متعدی امراض اور گرمی بہت زیادہ تھی میں راستہ میں سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گیا سخت پیاس کی وجہ سے گرم بیابان میں زمین پر گر پڑا سمت کے قریب تھا کہ میرے کانوں میں گھوڑے کی آواز آئی۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو گھوڑے پر ایک خوبصورت نوجوان دیکھا جو میرے سر پر پانی کا پیالہ لیے ہوئے ہے۔ گھوڑے سے نیچے اترا اور وہ پانی مجھے دیا وہ پانی اس قدر شیریں اور ٹھنڈا تھا کہ اس جیسا میں نے آج تک نہیں پیا تھا۔ میں نے اس آقا سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں کہ اس قدر مجھے پر لطف و کرم فرمایا اس نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے بندوں پر قادر مطلق کی طرف سے

حجت ہوں، میں زمین پر بقیۃ اللہ ہوں۔ میں وہ ہوں جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کر دوں گا جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ میں حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی



ابن ابی طالب علیہم السلام ہوں۔

جب میں نے پہچان لیا مجھے حکم دیا کہ اپنی آنکھوں کو بند کرو، میں نے آنحضرت کے حکم کی تعمیل کی پھر چند لحظہ بعد فرمایا اپنی آنکھیں کھول لو۔ جب میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو قافلہ کے نزدیک پایا اور آنحضرتؐ آنکھوں سے غائب ہو گئے تھے۔

حاجی زوری اپنی کتاب نجم الثاقب میں یہ واقعہ لکھنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ حسن ابن حمزہ علماء امامیہ کے اجل فقہا میں سے ہیں اور ان کی تصانیف میں سے ایک کتاب غیبت ہے۔

اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سید حسن ابن حمزہ ادیب، فاضل عارف، زاہد، فقیر اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔



## حکایت ۳۶

باقی ابن عطرہ علوی حسنی سادات میں سے تھا اور علی ابن عیسیٰ ربلی کے نزدیک قابل اعتماد تھا اس نے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا:-

میرا باپ زیدی مسک سے تعلق رکھتا تھا وہ ایسی مرض میں مبتلا ہوا کہ حکیم کسی طرح بھی ان کا علاج کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے میں اور میرے باقی بھائی سب بارہ اماموں کو ماننے والے تھے اس لیے وہ اپنے بیٹوں سے خوش نہیں تھے۔ اور انہیں یہ پسند نہیں تھا کہ ہم ان کے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب پر چلیں۔ کبھی کبھی ہم مذہب شیعہ کی حقانیت کے سلسلے میں انہیں استدلال بھی پیش کرتے تھے اور حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام فرجہ الشریف کے متعلق کہتے کہ وہ زندہ ہیں ہمارے والد بزرگوار کہتے تھے۔ اگر آپ اس بات میں پچھے ہیں تو آنحضرتؐ کو کہو انہیں اور مجھے اس مرض سے شفا دیں اگر مجھے شفا دے دیں تو میں تمہارے مذہب کی حقانیت تسلیم کروں گا اور بار بار اسی طرح کہتے: میں تمہارے مسک کی اس وقت تک تصدیق نہیں کروں گا۔ جب تک آپ کے امام زمان علیہ السلام (عج) آپ کے حضرت جہدی علیہ السلام نہ آئیں اور مجھے اس بیماری سے نجات نہ دیں!۔

یہاں تک کہ ایک رات کو نماز عشاء کے بعد ہم سب ایک جگہ اکٹھے تھے اور

ہمارے والد بزرگوار اپنے کمرے میں بستر بیماری پر تشریف فرما تھے ہم نے سنا کہ ہم کو آواز دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں آؤ جلدی سے آؤ کہ آپ کے مولاد آتا یہاں تشریف فرما ہیں!

میں جلدی کے ساتھ ان کے پاس پہنچا لیکن کسی کو نہ دیکھا البتہ وہ کمرے کی طرف دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ مولانا کی خدمت میں پہنچو اس لیے کہ ابھی ابھی وہ میرے پاس تشریف فرما تھے اب وہ کمرے سے باہر گئے ہیں۔ ہم ان کے حکم کے مطابق کمرے سے باہر آئے اور مراد پھر دروازے پر گھسی کو نہ دیکھا، ہم والد بزرگوار کے پاس واپس لوٹ آئے ان سے سوال کیا کیا ہوا تھا وہ بتاتے ہوئے آنسوؤں سے فرماتے تھے کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا:

یا عطوہ۔

میں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟

اس بزرگوار نے فرمایا میں تیرے بیٹوں کا ایام زمان (علیہ السلام) ہوں میں آیا ہوں تاکہ تجھے شفاء عطا کروں اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور مرض کی جگہ رکھا، کلی طور پر مجھے اس بیماری سے نجات دی اور میں نے کاملاً صحت حاصل کی۔

اس مرض کے آثار میرے بدن میں بالکل باقی نہ تھے اس لیے میں سمجھا کہ وہ حضرت امام زمان حضرت محمد بن الحسن علیہ السلام (ع) ہی ہیں اسی لیے آپ کو آواز دی تھی کہ آنحضرت کی زیارت کریں۔ لیکن آنسوؤں میں سے کہ جس وقت آپ آئے ہیں اسی وقت آنحضرت باہر چلے گئے۔

مرحوم حاجی نوری اپنی کتاب نجم الثاقب میں لکھتے ہیں کہ۔

علی ابن عیسیٰ اربلی بیان کرتا ہے کہ عطوہ کے واقعہ کے متعلق اس کے بیٹوں کے علاوہ دوسرے لوگوں سے کئی دفعہ پوچھا وہ لوگ بیان کرتے تھے کہ ہم نے اسے پہلے مرض میں مبتلا دیکھا تھا اور زیدی مذہب پر تھا اور شفا نصیب ہونے کے بعد بھی ہم نے اسے شیعہ اثنا عشری مذہب پر زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور ضمناً اس موقع پر علی ابن عیسیٰ کہتا ہے کہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے راستے پر اکثر لوگوں نے حضرت دنی عصرار و احنافدہ (ع) کی زیارت کی ہے انحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔



## حکایت ۲۷

اگرچہ حاج علی بغدادی کا واقعہ کتب مفتاح الجنان میں درج ہے اور تمام لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ لیکن تین دلیل کے اعتبار سے لازم سمجھا کہ اس واقعہ کو یہاں بیان کروں۔

اول :-

یہ کہ عام طور پر مفتاح الجنان کو دعاویارات کے قصد سے کھولتے ہیں۔ بہت ہی کم اتفاق ہو گا کہ کسی نے اس واقعہ کو پہلے موجد کہ طولانی بھی ہے یا اس قدر وقت رکھا ہو کہ اس میں غور و خوض کرے لیکن جو کوئی اس کتاب کو اٹھائے گا وہ اسی قصد سے کھولے گا کہ جو لوگ حضرت امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ ان کے احوال کا مطالعہ کریں اور عادتاً اس کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں کہ ان واقعات کا مطالعہ کریں۔

دوم :-

یہ کہ مفتاح الجنان میں یہ واقعہ قدم رسم الخط کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ لہذا تاریخین کرام کے لیے بعض مطالب مشکل بلکہ مفہوم بھی سمجھ میں نہیں آتا اس لیے میں نے لازم سمجھا کہ اس عبارت کو ذرا سادہ کر موجودہ رسم الخط کے ساتھ لکھ کر عوام کی خدمت میں پیش کروں۔

سوم -

اس واقعہ کو سنناں قدر درست و صحیح اور حکم ہے کہ وہ خود انسان کے لیے ایک درس اور نقیب کرنے والی ہے میں اسے نہیں کھسکا اور امید کرتا ہوں کہ آپ قارئین کرام بھی اس کی حقیقت سے کاملاً استفادہ کریں گے۔

مرحوم حاج شیخ عباس قمی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مناسب ہے کہ یہاں سعید صالح، مہدی، متقی حاج علی بغدادی کا واقعہ نقل کیا جائے۔ ہمارے شیخ صاحب نے اس واقعہ کو کتاب جنت المادوی اور نجم الثائب میں درج کیا ہے اور کہتا ہے کہ کتاب نجم الثائب میں اس واقعہ کے علاوہ جو کہ یقیناً صحیح اور اس میں بہت سے فوائد ہیں نزدیک ترین زمانہ میں واقع بھی نہیں ہوا تھا۔

حاج علی بغدادی نے نقل کیا کہ اتنی تو مان ہم امام علیہ السلام میرے ذمہ تھے اس لیے میں نجف اشرف گیا اور ان میں سے بیٹن تو مان جناب ایت اللہ العظمیٰ شیخ مرتضیٰ علی اللہ مقامہ کو دیے اور بیٹن تو مان جناب شیخ محمد حسن جوہر کا ظہنی کو دیئے اور بیٹن تو مان جناب شیخ محمد حسن شروقی کو دیئے اور فقط بیٹن تو مان باقی میرے ذمہ تھے قصد یہ تھا کہ جس وقت بغداد واپس جاؤں گا، شیخ محمد حسن کا ظہنی آں یسین کو ادا کروں گا اور ارادہ یہ تھا کہ جس وقت بھی بغداد پہنچوں گا انہیں جلدی ادا کروں گا۔

جملات کا دن تھا کہ میں حضرت موسیٰ ابن جعفر و حضرت امام محمد تقی سلام اللہ علیہما کی زیارت کے لیے کا ظہنی گیا اور جناب شیخ محمد حسن کا ظہنی آل یسین

کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بیٹن تو مان جو موجود تھے ان کی خدمت میں پیش کیے اور تقایا کا وعدہ کیا کہ جس پینے کے بعد آہستہ آہستہ ادا کروں گا۔

اور اسی دن جمعرات کے روز عصر کے وقت بغداد جانے کے لیے روانہ ہوا لیکن جناب شیخ صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ ان کے پاس قیام کروں مگر میں نے عذر پیش کیا اور عرض کی کہ مجھے اجازت دیں اس لیے کہ مزدوروں کی پورے ہفتہ کی مزدوری شب جمعہ کو ادا کرتا ہوں۔

لہذا بغداد کی طرف چل پڑا جس وقت تقریباً تیسرا حصہ سفر کاٹے ہو چکا ایک سید جل کو میں نے دیکھا جو بغداد کی طرف سے آرہا تھا جس وقت یہ قریب پہنچا مجھے سلام کیا اور اپنے ہاتھوں کو آگے بڑھایا تاکہ میرے ساتھ ساتھ اور معافہ کرے اور اصلاً و ثمالاً کہہ کر مجھے گلے لگایا۔ بہت پیار و محبت کے ساتھ ایک دوسرے کو گلے لگایا اور ایک دوسرے کو بوسہ دیا۔

اس سید بزرگوار کے سر پر بے رنگ کا ٹھامہ تھا اور چہرہ مبارک پر ایک سیاہ تلی بہت بڑا موجود تھا۔

وہ کھڑا ہو گیا اور پوچھا حاج علی خیریت تو ہے کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا:

زیارت کے لیے کاظمین گیا تھا۔ وہاں زیارت کی ہے اور اب بغداد واپس جا رہا ہوں۔

اس نے فرمایا: آج شب جمعہ ہے آؤ کاظمین واپس چلیں۔ میں نے عرض کیا: آقا میں واپس نہیں جا سکتا۔ ممکن نہیں کہ واپس

جاؤں؟

اس نے فرمایا:-

واپس چلو تاکہ میں اپنی جدا مجد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی بارگاہ میں تیری گواہی دوں کہ تمہارے دوستوں اور موالیوں میں سے ہے اور شیخ بھی شہادت دے گا ہم دو نو تیری گواہی دیں گے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ دو گواہ لے آؤ۔

یہ گفتگو اس مطلب کی طرف ایک اشارہ تھا جو میرے دل میں پہنچا تھا میں نے دل میں نیت کی تھی کہ جس وقت شیخ صاحب کی خدمت میں جاؤں گا ان سے درخواست کروں گا کہ میرے لیے ایک وثیقہ لکھ دیں اور اس میں شہادت دیں کہ میں اہل بیت عصمت و طہارت کے موالیوں میں سے ہوں اور اسے اپنے گھن میں رکھوں گا۔

میں نے پوچھا:- آپ اس مطلب کو کیسے جانتے ہیں اور کیسے گواہی دو گے؟!

اس نے فرمایا:- جب آدمی کسی کا حق اس تک پہنچا دے پس وہ حق ادا کرنے والے کو کیوں نہیں پہچانتا؟۔

میں نے پوچھا:- حق کونسا۔

اس نے فرمایا:- وہی حق جو میرے وکیلوں تک آپ نے پہنچایا ہے؟

میں نے پوچھا:- آپ کے دکا کون ہیں؟

اس نے فرمایا:- شیخ محمد۔

میں نے پوچھا:- وہ آپ کا وکیل ہے؟

اس نے فرمایا:- وہ میرا وکیل ہے۔



اتنی گفتگو کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ یہ سید بزرگوار کون ہے جس نے مجھے نام کے ساتھ پکارا حالانکہ مجھے پہچانتا نہیں تھا؟ پھر اپنے دل میں ہی کہا شاید وہ مجھے جانتا ہو اور میں اس کو فراموش کر بیٹھا ہوں۔

پھر اپنے ذہن میں خیال آیا:-

کہ یہ سید حتماً مجھ سے مال سادات سے کچھ لینا چاہتا ہے اور بہتر ہے کہ ہم امام علیہ السلام سے کچھ مال اسے دے دوں۔

لہذا میں نے اسے کہا آپ کے حق سے میرے پاس مال موجود تھا وہ آما شیخ محمد حسن کی خدمت میں پیش کیا ہے اس کی اجازت سے ہی دوسروں کو مال دینا چاہیے۔

اس نے میری اس کلام پر تبسم کیا اور فرمایا جی ہاں ہمارے حقوق میں سے کچھ مال میرے وکلاء کو نجف شرف بھی تو نے پہنچایا ہے۔ میں نے پوچھا:-

جو مال میں نے دیا ہے وہ قبول ہے؟

اس سید بزرگوار نے فرمایا:-

جی ہاں۔

میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ سید بزرگوار کون ہے جو علماء کو اپنا وکیل سمجھتا ہے کچھ دیر تعجب کیا اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا البتہ علماء ہم سادات وصول کرنے میں ان کے وکیل ہیں۔

پھر مجھے فرمایا:- واپس چلو آگے چلیں میری جد امجد کی زیارت کرو میں

واپس چل پڑا وہ بائیں طرف تھا مجھے اپنی دائیں طرف قرار دیا کٹھے کا ٹھیکے کا ٹھیکے کی طرف چل دیئے۔

ہماری دائیں طرف ایک نہر تھی جس میں صاف، سفید پانی جاری تھا مختلف قسم کے درخت انار، مالٹا، انگور، لیوں وغیرہ تمام میوہ جات ایک وقت میں نظر آرہے تھے۔ ان کا موسم بھی نہیں تھا ان درختوں کا سایہ ہمارے سر پر پڑ رہا تھا۔

میں نے پوچھا: یہ نہر اور یہ درخت کیسے ہیں؟  
اس نے فرمایا:۔

جو کوئی بھی ہمارے موالیوں اور دوستوں میں سے ہو اور میری جدا مجد کی زیارت کرے یہ سب اس کے لیے ہیں۔

میں نے کہا: ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

اس نے فرمایا: پوچھو۔

میں نے پوچھا:۔

مرحوم شیخ عبدالرزاق مدرس تھا ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص اپنی تمام زندگی دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت میں بسر کرے، چالیس حج اور چالیس عمرہ بجالائے صفا اور مردہ کے درمیان مارا جائے اگر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے موالیوں اور دوستوں میں سے نہیں ہے تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اس نے فرمایا:۔ جی ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم اس کے لیے کوئی فائدہ (اجرا) نہیں ہے۔

پھر میں نے اپنے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے موالیوں اور دوستوں میں سے ہے یا نہیں؟  
اس نے فرمایا:-

جی ہاں وہ اور جو کوئی بھی تیرے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ وہ ان کے موالیوں میں سے ہوگا۔

میں نے کہا: آتا ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔؟  
اس نے فرمایا:- پوچھو۔

میں نے سوال کیا:-

مجالس حضرت امام حسین علیہ السلام پڑھنے والے کہتے ہیں کہ سلیمان اعمش نے ایک شخص سے پوچھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے متعلق کیا خیال ہے۔ اس نے کہا کہ بدعت ہے، سلیمان اعمش نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک محل زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ اس نے پوچھا اس محل میں کون ہے؟۔ جواب دیا گیا کہ حضرت فاطمہ الزہراء و قدیمہ اکبری سلام اللہ علیہا ہیں۔

اس نے پوچھا۔ کہاں تشریف لے جا رہی ہیں؟  
جواب ملا:-

چونکہ آج کی رات، شب جمعہ ہے اس لیے حضرت امام حسن علیہ السلام کی زیارت کے لیے جا رہی ہیں اور اس نے دیکھا کہ محل سے کچھ نیکے ہوئے ورق نیچے پھینک رہی ہیں۔

اور ان پر لکھا ہوا ہے ۔

أَمَانٌ مِنَ النَّارِ لِذَوَارِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي لَيْلَةِ  
الْجُمُعَةِ أَمَانٌ مِنَ النَّارِ كَيَوْمِ الْقِيَامَةِ

(شب جمعہ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے زرار کے لیے امان ہے  
آتش کے قیامت کے دن) کیا یہ حدیث ہے ؟

اس نے فرمایا ۔

جی ہاں صحیح ہے اور مطلب تمام ہے ۔

میں نے پوچھا ، آقا یہ درست ہے کہ کہتے ہیں جو کوئی شخص چھ کرات  
کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس کے لیے امان ہے ؟

اس نے فرمایا ۔

جی ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم اور ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

اور گریہ کیا ۔

میں نے کہا آقا جان ایک سوال ہے ۔

اس نے فرمایا ۔ پوچھو ۔

میں نے کہا ۔ بحجرت ۲۶۹ھ میں میں حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام  
کی زیارت کے لیے گیا ، دیہات درود (نیشاپور) میں ایک عربی ملا جو شروقیہ  
عربوں میں سے تھا ، نجف اشرف کی مشرقی جانب صحرائین ہیں میں نے اسے  
مہمان ٹھہرایا اور اس سے پوچھا حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی  
دلالت کیسی ہے ؟

اس نے کہا ، بہشت ہے ، پندرہ روز ہو چکے ہیں کہ اپنے مولا امام رضا علیہ السلام

کے مال سے کھا رہا ہوں نکیرین کیا حق رکھتے ہیں کہ قبر میں میرے پاس آئیں گے جب کہ میرا گوشت اور خون؟ حضرتؑ کے کھانے سے پیدا ہوا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے کیا علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام قبر میں آئیں گے اور اسے منکر و نکیر سے نجات دلائیں گے؟

اس نے فرمایا:۔ جی ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم میری جدا مجد رضا من ہے۔  
میں نے عرض کیا:۔ آقا میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے؟  
اس نے فرمایا:۔ پوچھو۔

میں نے پوچھا:۔ جو میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی ہے کیا وہ قبول ہے؟  
اس نے فرمایا:۔

انشاء اللہ قبول ہے۔

میں نے کہا:۔ آقا میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔  
اس نے فرمایا:۔ پوچھو۔

میں نے پوچھا:۔ حاج احمد بن زبائشی کی زیارت قبول ہے یا نہیں۔  
(وہ شہد مقدس کے راہ میں میرا ہم سفر تھا اور جو رقم خرچ کی تھی اس میں شریک تھا؟)

اس نے فرمایا:۔ عبد صالح کی زیارت قبول ہے۔  
میں نے عرض کیا:۔

ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔  
اس نے فرمایا:۔ پوچھو۔

میں نے پوچھا۔ فلاں شخص بغداد کا رہنے والا ہمارا سفر کا ساتھی تھا کیا اس کی زیارت قبول ہے؟

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

میں نے پوچھا میرے آقا میرے یہ الفاظ آپ نے سنے ہیں یا نہیں کیا اس کی زیارت قبول ہے؟

پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔

یہ شخص اہل بغداد کے دوسرے چند افراد سمیت مال دار لوگوں میں سے تھا اور ہمیشہ راستے میں لہو و لعب میں مشغول رہتا تھا اور اپنی ماں کا قاتل بھی تھا۔

اس موقع پر ایسے مقام پر پہنچ چکے تھے کہ راستہ کشادہ تھا۔ اس کے دو طرف باغات تھے، شہر کا طین ہمارے سامنے تھا اس راستے کا کچھ حصہ ایسا تھا جو بعض یتیم سادات کی جگہ تھی حکومت نے جبراً ان سے لے کر راستے کے ساتھ ملانی تھی جو اہل تقویٰ پر ہینر گار لوگ اس بات سے باخبر تھے اس جگہ سے نہیں گذرتے تھے مگر میں نے دیکھا کہ وہ آٹا سید بزرگوار اس زمین والی جگہ سے گذر رہا ہے۔

میں نے کہا۔

اے میرے آقا یہ زمین بعض یتیم سادات کا مال ہے اس میں تصرف جائز نہیں ہے۔

اس نے فرمایا۔ یہ جگہ ہماری جد امجد حضرت علی علیہ السلام اور ان کی ذریت کی ہے۔ اور وہ ہماری اولاد ہیں ہمارے ممالیوں کے لیے اس میں تصرف حلال ہے۔

اسی جگہ کے قریب حاج میرزا ہادی کا ایک باغ تھا وہ ایران کے مالدار لوگوں میں سے تھا جو اس وقت بغداد میں رہتا تھا۔

میں نے پوچھا۔

آقا جان لوگ کہتے ہیں کہ حاج میرزا ہادی کے باغ کی زمین حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟  
اس نے کہا تمہیں ایسی باتوں سے کیا کام ہے۔!

اسی جگہ ہم پہنچے کہ دریا نے درجہ سے مزارعوں کے لیے ایک نہر اس سے نکالی گئی تھی جو راستے کے درمیان سے گذرتی تھی اس کے بعد دو راستے ہو جاتے تھے دو نوراستے کاظمین جاتے تھے ان میں سے ایک راستے کا نام، سلطانی راہ تھا دوسرے راستے کا نام، راہ سادات کے نام سے مشہور تھا۔ میں نے کہا آقا جان آؤ اس راستے سے جائیں (یعنی راہ سلطانی)۔

اس نے فرمایا: نہ ہم اپنے راستے پر جائیں گے۔

یہاں سے صرف چند قدم اٹھا کر رکھے تھے کہ میں نے اپنے آپ کو کاظمین کے مقدس محن میں جو تیاں رکھنے کی جگہ کے قریب دیکھا کوئی محلہ یا بازار نہیں دیکھا تھا کہہ کے سامنے برآمدہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ حرم کی شرقی سمت کی طرف سے جو پاؤں مقدس کے پیچھے کی طرف ہے باب المراد کی طرف سے داخل ہوئے اور آٹائے دروازے پر کھڑے ہو کر اذن دخول نہیں پڑھا سیدھے حرم میں داخل ہو گئے۔ وہ ایک جگہ کھڑے ہو گئے اور مجھے فرمایا زیارت کرو۔ میں نے کہا: میں پڑھا کھا آدمی نہیں ہوں۔

اس نے فرمایا:۔۔۔ میں تیرے لیے زیارت پڑھوں۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

اس نے پڑھا۔

أَدْخُلِيَا اللَّهُ السَّلَامَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامَ عَلَيْكَ  
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ - ایک ایک امام کا نام لے کر سلام پڑھایا  
مگر کہ حضرت امام حسن مغربی علیہ السلام کے نام پر پہنچا۔

اس نے پڑھا۔ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ  
اس کے بعد مجھے فرمایا:-

تو امام زمانہ کو جانتا ہے؟

میں نے کہا: میں کیسے نہیں پہچانتا۔

اس نے فرمایا:- اس پر سلام کرو۔

میں نے کہا۔ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللَّهِ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ الْحَسَنِ

آقا سکھائیے اور فرمایا:-

عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ - پھر حرم میں داخل  
ہوئے اپنے آپ کو فریج مقدس کے ساتھ جس کی اور اسے برتے دیئے،  
مجھے فرمایا۔ زیارت پڑھو۔

میں نے کہا۔ میں ان پڑھ ہوں۔

اس نے فرمایا:- میں تیری طرف سے زیارت پڑھوں؟

میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔

اس نے کہا کہ کسی زیارت پڑھوں۔

میں نے کہا جو زیارت افضل ہے۔



اس نے فرمایا:-

زیارت امین اللہ افضل ہے۔ پھر زیارت امین اللہ پڑھنے میں مشغول ہوا اور اس زیارت کو اس طرح پڑھا:-

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَمِينِي اللَّهُ فِي أَرْضِهِ وَحُجَّتِيهِ عَلَيَّ  
عِبَادِهِ أَشْهَدُ أَتَّكُمَا جَاهِدْتُمَا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَوَعَلْتُمَا  
بِكِتَابِهِ وَاتَّبَعْتُمَا سُنَنَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ حَتَّى  
دَعَاكُمْ اللَّهُ إِلَى جَوَارِهِ فَقَبَضَكُمْ إِلَيْهِ بِإِخْتِيَارِهِ وَالزَّمَّ  
أَعْدَاءَكُمْ الْحُجَّةَ مَعَكُمْ مِنَ الْحُجَجِ الْبَالِغَةِ  
عَلَى جَمِيعِ خَلْقِهِ

زیارت کے آخر تک۔

اس وقت حرم کے تمام چراغ روشن ہوئے یعنی فانوس بھی روشن ہوئے لیکن میں نے دیکھا کہ حرم میں ایک خاص قسم کی دوسری روشنی موجود ہے اور آفتاب کی طرح اس کا نور ہے جس کی وجہ سے حرم چمک رہا تھا حرم کی تمام بیتیاں اس کے سامنے ایسے ہی تھیں جیسے آفتاب کے سامنے چراغ کی روشنی ہوتی ہے اور میں اس قدر غفلت میں تھا کہ ان تمام علامات اور نشانیوں کے باوجود کسی طریقہ سے بھی متوجہ نہ ہوا۔

جس وقت ہماری زیارت اہتمام پر پہنچی تو پالے مبارک کے سینے کی طرف سے سر کے پچھلے کی طرف یعنی حرم کی شرقی جانب ہم آئے آگے بچھے فرمایا:-

میری بھانجی حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا ارادہ ہے؛

میں نے کہا۔ جی ہاں شبِ جمعہ ہے زیارت کرنی چاہیے۔

آٹانے میرے لیے زیارتِ ولادت پڑھی اس وقت موزن مغرب کی اذان سے نارنج ہوا۔ آٹانے فرمایا جاؤ جماعت کے ساتھ نماز پڑھو، اگلے اس مسجد میں گئے تو ہر مقدس کے نیچے کی طرف بے وہاں نماز جماعت کھڑی ہو چکی تھی خود آٹانے تنہا کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ دائیں طرف پیش نماز کے مقابل کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور میں پہلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ نماز پڑھی جس وقت نماز سے فارغ ہوا نگاہ دوڑائی لیکن وہ نظر نہ آئے جلوی سے مسجد سے باہر آیا حرم میں پھر تارہا لیکن دکھائی نہ دیتے مگر میرا ارادہ یہ تھا کہ اسے تلاش کر دوں رات کو اسے اپنے پاس جہاں ٹھہرائوں اس کی خدمت، خاطر تواضع کر دوں اور چند قرآن مجید اس کی خدمت میں پیش کر دوں۔

ایک شب غلابِ غفلت سے بیدار ہوا اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ سیدِ بزرگ کون تھا؟ یہ تمام سہولت و کمالات اس کی موجودگی میں ظہور پذیر ہوئے ہیں اس کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے راستے سے واپس لوٹنا حالانکہ کسی قیمت پر بھی میں لوٹنے کو تیار نہ تھا میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا مگر وہ میرے نام کو بھی جانتا تھا اس کا گواہی دینا میری نیت سے آگاہ ہونا۔ دل کے رازوں سے باخبر ہونا۔ نہر کا جاری ہونا، بغیر موم کے مختلف قسم کے درختوں کا پھل دار ہونا اور جس وقت میں نے امام زماں علیہ السلام رجب پر سلام پڑھا تھا اس وقت سلام کا جواب دینا وغیرہ!۔

آخر کار جہاں جوتے رکھے تھے وہاں آیا ان سے پوچھا جو آٹا میرے ساتھ زیارت کے لیے آیا تھا وہ کہاں گیا؟ انہوں نے جواب دیا باہر چلا گیا ہے۔ ضمناً

اس جوتیاں رکھنے واسے نے پوچھایہ سید تمہارا ساتھی تھا؟ میں نے کہا جی ہاں  
قصہ مختصر میں اس کو تلاش کرتا رہا لیکن وہ مجھے نزل کا اور میں اپنے میزبان کے  
گھر چلا گیا رات وہاں گزارا صبح کو میرے سویرے آٹانے شیخ محمد حسن کی خدمت  
میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ اس کی خدمت میں بیان کیا اس نے اپنا ہاتھ اپنے  
منہ پر رکھا گویا مجھے اس طرح سمجھایا کہ اس واقعہ کا کسی کے سامنے اظہار نہ کرو  
اور فرمایا اللہ تعالیٰ تیری توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

میں نے بھی یہ واقعہ کسی کو بیان نہ کیا تقریباً ایک ماہ اس واقعہ کو گذر چکا  
تھا ایک دن کانٹھین کے حرم مطہر میں ایک سید بزرگوار کو دیکھا وہ میرے قریب  
آیا اور مجھ سے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا ہے؟

میں نے کہا کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اس نے دوبارہ سوال کیا میں نے دوبارہ  
پہلے کی طرح جواب دیا۔ اور بہت سختی کے ساتھ انکار کیا؟ اچانک وہ میری  
نظروں سے غائب ہو گیا پھر اس کے بعد اسے نہیں دیکھا، ظاہراً یہ علامات اور  
سید بزرگوار کو پوچھنا اس بات کی علامت تھی کہ حاج علی بندوی اس واقعہ کو  
لوگوں کے سامنے بیان کرے۔



## حکایت ۳۸

جن لوگوں نے حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کیا۔ اور شکل سوالات کے جواب حاصل کیے ان میں سے ایک عالم بزرگوار مقدس اردوبیلی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی بحجرت ۱۹۳۲ھ) ہیں وہ بزرگی اور پرہیزگاری میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ متقی عابد و زاہد اتنے تھے کہ اگر وہ کسی کو تقویٰ و پرہیزگاری میں مثال دینا چاہتے تو علامہ مقدس اردوبیلی کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔

مشور یہ ہے کہ کبھی کبھی مشکل مسائل، علامہ مقدس اردوبیلی کو پیش آتے تھے جب ان کے حل کرنے میں عاجز ہو جاتے تھے تو حضرت علی علیہ السلام کی ضرورت مقدس پر تشریف لے جاتے تھے آنحضرت کی خدمت میں مسائل پیش کرتے تھے اور آنحضرت ان مسائل کا جواب دیتے تھے۔

اہمیت اردوین کے متعلق اس قسم کا یقین اور زہد و تقویٰ میں اتنا بلند مرتبہ قابل تعجب ہے۔

علامہ اردوبیلی مرحوم کے شاگردوں میں سے ایک خاص شاگرد جو ان کے زمانہ میں پڑھتا تھا اور استاد بزرگوار کی زندگی کے سراسر سے بھی واقف تھا۔ بیان کرتا ہے۔ ایک رات کو تقریباً آدھی رات سے زیادہ وقت گذر چکا تھا اور سطلو

کر کے تھک چکا تھا میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے حرم مطہر میں موجود تھا۔ اس نورانی فضا میں اچانک ایک آدمی نظر آیا جو حرم کی طرف آ رہا ہے حالانکہ حرم مطہر کے تمام دروازے مقفل تھے جسے تو کے خیال سے میں نے اس کا پیچھا کیا میں نے دیکھا جب وہ حرم کے دروازہ کے نزدیک پہنچا تو اس کا تالہ خود بخود کھل گیا اور حرم کا گیٹ کھل گیا۔ وہ جس دروازے پر ہاتھ رکھتا تھا وہ کھل جاتا تھا یہاں تک کہ نہایت وقار کے ساتھ آیا اور حضرت علی امیر المؤمنین علیہ السلام کے حرم مطہر کے ساتھ آ کر کھڑے ہو کر سلام کیا۔ اسے سلام کا جواب ملا میں نے وہ جواب بھی سنا اور پھر گفتگو شروع کر دی ابھی گفتگو مکمل نہ ہوئی تھی کہ وہ شخص چلا گیا شہر سے باہر نکلا اور مسجد کو نہ کی طرف روانہ ہوا میں بھی اس راز کو معلوم کرنے کے لیے اس کے پیچھے چلا وہ مسجد کے محراب میں داخل ہوا اور کسی کے ساتھ گفتگو کرنے لگا جب اس کی گفتگو ختم ہوئی۔ مسجد سے نکلا اور واپس شہر کی طرف لوٹا جب نجف اشرف کے دروازہ کے قریب پہنچا صبح صادق نمودار ہوئی لوگ آہستہ آہستہ نیند سے بے دار ہو رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے تھے اچانک مجھے راستے میں چھینک آئی میں نے بہت کوشش کی کہ اس کو روک لوں مگر کنٹرول نہ کر سکا۔ وہ شخص میری طرف متوجہ ہوا اور واپس پلٹا جب میں نے اس کے چہرہ کو غور سے دیکھا تو میرے استاد محترم ایت اللہ (مرحوم) مقدس اردوبیلی تھے۔

آداب و سلام کے مراحل انجام دینے کے بعد میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ:-

جس وقت آپ حرم مطہر میں داخل ہوئے ہیں میں اس وقت سے لے

اب تک ہر خط آپ کے ساتھ تھا۔ آپ مہربانی کر کے تائیں کہ حرم مطہر میں اور مسجد کوفہ کے محراب میں کس کے ساتھ گفتگو کرتے رہے۔

(مرحوم) تقدیریں اردو بی بی نے سب سے پہلے مجھ سے یہ اقرار لیا کہ جب تک میں زندہ ہوں وہ کسی سے یہ راز بیان نہیں کرے گا۔ پھر اسی کے بعد فرمایا۔

میرے بیٹے کبھی کبھی مسائل کا حل کرنا میرے لیے مشکل ہو جاتا ہے چونکہ ان کے حل کرنے میں عاجز ہو جاتا ہوں۔ اس لیے حلال مشکلات حضرت، علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان مسائل کے جواب حاصل کرتا ہوں۔ اس گذشتہ رات کو حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی طرف راہنمائی فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

(میرا بیٹا ہمدی علیہ السلام)۔ (۶) مسجد کوفہ میں تشریف فرما ہے۔ وہ تمہارا لام ہے۔ اسی کے پاس جاؤ اور اپنے مسائل کے جوابات حاصل کرو)۔

میں ان کے فرمان کے مطابق مسجد کوفہ میں داخل ہوا اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام محراب میں کھڑے تھے یعنی اپنے مولا حضرت ہمدی ارواح العالمین لڑ۔ الفلکارعجل اللہ فرجہ، الشریف کی خدمت میں اپنی مشکلات پیش کیں اور ان کے پاس میں جوابات دریافت کیے۔



## حکایت نمبر ۲۹

مرحوم علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب ثلثات انیس العابدین سے اور علامہ نوری علیہ الرحمہ نے کتاب نجم الثقب میں بیان کیا ہے:-  
سید ابن طاووس قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب الامر ارواحنا فداه (ع) کے سرداب مطہر سے نزدیح صادق ان کتابات کو میں نے سنا، وہ فرماتے تھے:-

ترجمہ :- اے اللہ ہمارے	اللَّهُمَّ إِنَّ شَيْعَتَنَا
شیعوں کو ہمارے نور کی شعاع	خُلِقَتْ مِنْ شَعَاءِ
اور ہماری سچی ہوئی طینت	أَنْوَارِنَا وَبَقِيَّتِهِ
سے تو نے پیدا کیا۔ اور انہوں	رَطِينَتِنَا وَقَدْ
نے اکثر گناہ ہماری محبت و	فَعَلُوا ذُنُوبًا
دلالت کے بھروسے پر کیے	كَثِيرَةً إِيْتِكَالًا عَلَى
ہیں اگر ان کے گناہ ایسے	حُبِّنَا وَلَا يَتَيْنَا فَإِنَّ
ہیں کہ تیرے اور ان کے	كَانَتْ ذُنُوبَهُمْ
درمیان ہی رابطہ ہے تو تو ان	بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ
سے درگزر کر پس ہم	فَاصْفَعْ عَنْهُمْ فَقَدْ

راضی کیا اور اگر ان کے گناہ  
 خود ان سے منقطع ہیں تو  
 تو خود ان میں اصلاح فرما اور  
 نفس میں سے جو ہلاکتی ہے  
 ان میں سے انہیں مطافر تاکہ  
 وہ راضی ہو جائیں اور ان  
 شیعوں کو ہمارے دشمنوں کے  
 ساتھ اپنی ناراضگی میں اکٹھا  
 نہ کر۔

رَضِينَا وَمَا كَانَ  
 مِنْهَا فِيمَا بَيْنَهُمْ  
 فَأَصْحَبُ بِهَا عَنِ  
 حُمْسِنَا وَآذِنْتَهُمْ  
 الْجَنَّةَ وَذَخِرْتَهُمْ  
 عَنِ النَّارِ وَلَا تَجْمَعُ  
 بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ  
 أَعْدَائِنَا فِي  
 سَخَطِكَ





## حکایت نمبر ۲۰

مرحوم علامہ سید بجز العلوم رضوان اللہ تعالیٰ علیہ ان افراد میں سے ہیں جو کئی بار حضرت یقینۃ اللہ اور احفادہ (عج) کی خدمت میں حاضر ہوئے، کرامات کو علماء نے بزرگی و ستائش کے ساتھ نقل کیا ہے۔ محدث قمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رجال کی کتاب میں اٹھ واقعات اس بزرگوار کی کرامات کے اور کئی بار آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے رابطہ کے متعلق درج کیے ہیں۔

ان میں سے ایک واقعہ اس طرح ذکر کیا ہے کہ حضرت صاحب الامر (عج) نے علامہ کو اپنی نفل میں لیا پیار و محبت آنا تھا کہ اسے اپنے سینہ سے لگایا۔ امام زمان علیہ السلام (عج) کی زیارت کے مشتاق ملکوتی صفات اپنے اندر کیسے پیدا کرتے ہیں۔ اور اس قسم کے مدارج عالیہ کیسے طے کرتے ہیں؟

اور کس انداز میں اپنے نفس کی تربیت کرتے ہیں اس قدر پاکیزگی اور تزکیہ نفس کرتے ہیں کہ حضرت حجت خدا کے سینہ اقدس جگہ نصیب ہوتی ہے۔

ایک دن علامہ بجز العلوم کو خلافت عادت حضرت امیر المؤمنین سلام اللہ علیہ کے حرم مطہر کے سامنے کھڑے تھے اور ذکر و زیارت کے بجائے آنکھوں میں آنسو دل میں شور و شوش، دل نشین آواز کے ساتھ اس شعر کو آہستہ آہستہ پڑھ رہے تھے

(پہ خوش است صوت قرآن ز تو دلیر با شنیدن)

جب اس بزرگوار سے اس فعل کا سبب پوچھتے ہیں تو علامہ فرماتے ہیں  
 میں چاہتا تھا کہ حرم میں حاضری دوں، لیکن میری نظر نورانی وجود حضرت  
 حجت صلوات اللہ علیہ پر پڑی کہ سر کے اوپر وانی جگہ پر بیٹھے ہوئے روح پرورد  
 آواز کے ساتھ کلام اللہ کی تلاوت کر رہے تھے میں نے جس وقت اس جان  
 فرا آواز کو سنا تو وہ شعر کے کلمات میری زبان پر جاری ہوئے میں جس وقت  
 حرم میں داخل ہوا آنحضرت تلاوت قرآن کریم کو اختتام پر پہنچا تو حرم مقدس سے  
 باہر چلے گئے ہیں۔

(تخلیات ولی عصر)



## حکایت نمبر ۱۲

جس وقت علامہ بجر العلوم مکہ مکرمہ میں قیام فرماتے تھے حالانکہ اپنے عقیدت مندوں اور وابستگان سے دور تھے مگر پھر بھی محتاجوں، ملک طلب کرنے والوں اور طلبہ کے لیے عطا و بخشش میں کوتاہی و سستی نہ کرتے تھے۔

ایک دن علامہ صاحب کا مقسم انہیں خبر دیتا ہے کہ اب ذخیرہ میں دینار ختم ہو چکے ہیں۔ اس لیے ان کے بارے میں سوچیں اس کے بعد جو اجراء پیش آیا وہ اس کی زبان سے سنتے ہیں۔

سید بجر العلوم نے مقسم کو کوئی جواب نہ دیا کہ میں علامہ صاحب کی یہ عادت تھی کہ ہر روز صبح سویرے خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے وہاں سے واپس لوٹ کر اپنے مخصوص کمرے میں تھوڑی دیر کے لیے آرام فرماتے تھے اسی وقت میں ان کیسے حق تیار کر کے دیتا تھا جسے وہ عادتاً پیتے تھے پھر وہ دوسرے کمرہ میں پلے جاتے تھے تاکہ درس شروع کریں۔ دوسرے دن طواف کعبہ سے واپس آئے اور میں نے حق پیش کیا، اچانک دروازے پر دستک آئی یہ شدت کے ساتھ پریشان ہوا اور مجھے فرمایا۔

(یہاں سے حق اٹھا لو)۔

اور خود جلدی کے ساتھ دروازے کی طرف دوڑے اور اسے کھٹک

ایک مرد جلیل القدر عربی معلوم ہوتا تھا۔ جب اندر داخل ہوا اور سید کے مخصوص کمرہ میں بیٹھا سید بھی نہایت ادب کے ساتھ دروازے کے ساتھ بیٹھ گیا۔

دو گھنٹے تک انہوں نے آپس میں تنہائی میں گفتگو کی اور ایک دوسرے کے ساتھ کلام کرتے رہے۔

جس وقت وہ جلیل القدر آدمی اٹھا سید بھی ذرا اٹھا جلدی سے دروازہ کھولا اور اس کا ہاتھ چوما پھر اسے اونٹ پر سوار کیا جو وہاں بیٹھا ہوا تھا۔

یہاں چلا گیا اور سید واپس لوٹ آیا۔ مگر چہرے کا رنگ متغیر تھا۔ اسی وقت حوالہ جو سید کے ہاتھ میں تھا مجھے دیا اور فرمایا۔ اس حوالہ کو فلاں آدمی زرگر کے پاس لے جاؤ کہ وہ صفا میں اس کی دوکان ہے جو کچھ تمہیں دے دے وہ قبول کرو اور لے آؤ۔

میں حوالہ لے کر اس شخص کے پاس گیا جس وقت اس نے اسے دیکھا بوسہ دیا اور کہا۔

چند آدمی مال اٹھانے والے آؤ۔ میں چار آدمی لے کر گیا۔ زرگر نے ہر ایک کو بوری میں اتنے ریاں ڈال دیئے جتنے وہ اٹھا سکتا تھا۔ بوریوں کو ریاوں سے بھرا اور وہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر مکان کی طرف چلے۔

ایک دن میں نے ارادہ کیا کہ اس زرگر کے پاس جاؤں تاکہ اس کے حالات معلوم کروں اور اس آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔

جس نے حوالہ دیا تھا۔  
 لیکن جس وقت میں کہہ مفا پہنچا وہاں کوئی دوکان نہ تھی اس زرگر کے  
 متعلق جستجو کی۔ جواب ملا۔  
 جس قسم کا تو زرگر پوچھتا ہے یہاں آج تک ایسا آدمی نہیں دیکھا گیا۔  
 میں سمجھ گیا کہ یہ سچی ایک راز الہی ہے اور حضرت ولی عصر علیہ السلام (عج)  
 کی عنایات و الطاف میں سے ایک عنایت تھی۔



## حکایت نمبر ۲۲

جهان اسلام میں شیعہ فقہاء میں سے ایک علمی و عملی شخصیت جس کی شہرت مسلمانوں کے تمام ممالک میں تھی اور بعض علماء کی طرف سے اسے خاتم الفقہاء المجتہدین کے لقب سے نوازا گیا۔ شیخ مرتضیٰ انصاری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲۱۴ تا ۱۲۸۱ ہجری قمری) میں گذرے ہیں جناب حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گران قدر صحابی کی اولاد میں سے تھے۔ علامہ محدث نوری رحمۃ اللہ علیہ نے متدرک کے آخر میں ان کے بارے میں لکھا ہے۔

(خداوند کریم نے جابر پر اپنا فضل کیا کہ اس کی اولاد سے ایسا آدمی پیدا کیا جس نے علم و تحقیق زہد و عبادت، کیا مت و قرأت کے ساتھ دین و ملت کی خدمت کی ہے)۔

شیخ مرتضیٰ انصاری قیادت و رہبری کے وقت اپنے زمانہ مرجعیت میں نائب امام، خدمت گزار مہدی علیہ السلام، سرور مولا صاحب الزمان علیہ السلام تھے آنحضرت کی ہر وقت ان پر توجہ اور نظر خاص ہوتی تھی۔ ان کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد نے بیان کیا کہ آدھی رات کا وقت تھا میں کربلا معلیٰ میں اپنے گھر سے باہر آیا گلی، کوچوں میں کپڑے اور اندھیرا

تھا اس لیے میں نے اپنے ہمراہ ایک چراغ اٹھایا ہوا تھا۔  
 دور سے ایک آدمی آتا ہوا مجھے دیکھائی دیا جب میں اس کے قریب  
 ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ استاد محترم شیخ (انصاری) (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔ میں نے  
 انہیں دور سے پہچان لیا کہ تشریف لارہے ہیں۔  
 انہیں دیکھتے ہی میں سوچنے لگا اپنے دل میں ہی خیال کیا کہ یہ بزرگوار  
 اس وقت رات کو جب کہ گی، کوچوں میں کچھ ٹھہرے آنکھیں ضعیف ہیں۔ کہاں  
 تشریف لے جا رہے ہیں۔؟  
 میں ان کے پیچھے چلنے لگا صرف اس لیے کہ کوئی مخالف کہیں کہیں گاہ  
 میں نہ بیٹھا ہو۔

شیخ چلتے چلتے ایک گھر کے دروازے پر آکر کھڑے ہو گئے وہاں کھڑے  
 ہو کر ایک خاص توجہ کے ساتھ (زیارت جامعہ) پڑھی پھر اس گھر میں داخل ہو گئے  
 اس کے بعد مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ البتہ شیخ صاحب کی آواز سنائی دیتی تھی  
 کہ کسی کے ساتھ گفتگو کر رہے ہیں۔  
 ایک گھنٹے کے بعد میں حرم مطہر کی طرف لوٹ آیا تو شیخ صاحب کو بھی  
 وہاں دیکھا۔

اس کے بعد انجناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس رات کی داستان  
 کے بارے میں جستجو کرنے لگا بہت زیادہ اصرار کرنے کے بعد مجھے، فرمایا:-  
 کبھی کبھی حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کی خدمت میں حاضر ہونے  
 کے لیے اجازت طلب کرتا ہوں اس وقت اس مکان کے قریب (جسے تو  
 تلاش نہیں کر سکتا) جاتا ہوں اور (زیارت جامعہ) کو پڑھتا ہوں تاکہ ان کی

دوبارہ اجازت ملے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔ حاضر ہو کر ان کی خدمت میں ضروری مطالب پیش کرتا ہوں اس میں آنحضرتؐ سے مدد طلب کرتا ہوں اور پھر واپس لوٹ جاتا ہوں!۔

پھر شیخ مرتضیٰ انصاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھ سے عہد و پیمانہ لیا کہ جب تک میں زندہ رہوں تو اس واقعہ کو کسی کے سامنے بیان نہیں کرے گا۔





## حکایت نمبر ۲۳

فہر حلّی کی تابلی و ثوق اشخاص اور شیعوں نے بیان کیا ہے کہ:-  
 حلّہ کے اطراف میں ایک دیہات بنام ہرقل تھا ایک آدمی وہاں کاربے  
 والا نام اسماعیل بن حسن ہرقلی تھا۔  
 اس نے بیان کیا کہ:-

میری جوانی کے عالم میں میرے بائیں ران پر ایک غدود نکل آئی تھی جو  
 ہر سال موسم بہار میں دسے لگ جاتی تھی پیپ اور خون بہت زیادہ نکلتا تھا۔  
 اس مرض نے مجھے ہر قسم کا کام کرنے سے روک رکھا تھا۔

ایک سال تکلیف بہت زیادہ ہو گئی تھی میں حلّہ میں جناب سید ابن طاووس  
 کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی تکلیف اور مرض کی شکایت کی اس سید بزرگوار نے حلّہ  
 کے تمام فاکٹروں، بلیوں کو اکٹھا کیا، اطباء کا ایک بورڈ تشکیل دیا ان سب نے  
 مل کر اتفاق سے جواب دیا کہ یہ غدود ایسی جگہ پر ہے کہ اگر آپریشن کیا جائے تو  
 قوی احتمال یہ ہے کہ اسماعیل اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اس لیے اس  
 کے آپریشن کی ہم میں جرات نہیں ہے۔

جناب سید ابن طاووس نے مجھے فرمایا کہ:-

میں عنقریب بغداد جا رہا ہوں۔ آپ میرے ساتھ بغداد تشریف لائیں۔

وہاں آپ کو دیکھائیں گے شاید وہاں کے ڈاکٹر علاج کرنے پر آمادہ ہو جائیں  
میں ننان کے حکم کی اطاعت کی ان کے ساتھ بغداد گیا۔

جناب ابن طاووس نے بغداد کے ڈاکٹروں، حکیموں کو اکٹھا کیا۔ وہاں  
ان کا اثر بھی بہت زیادہ تھا الباء کا ایک روز تشکیل دیا انہیں میری بیماری کے  
بارے میں بتایا انہوں نے نہایت غور کے ساتھ معائنہ کیا آخر کار انہوں نے بھی  
عد کے الباء کی تائید کی اور میرا علاج کرنے سے معذوری ظاہر کر دی۔

میں بہت بے چین ہو گیا دل میں سوچا کہ میں ساری زندگی اس مصداق  
مرضی کے ساتھ بسر کروں گا میری زندگی سیاہ ہو چکی ہے۔ اسی تکلیف میں جل  
راہوں۔

حضرت سید ابن طاووس نے خیال کیا کہ میں شاید عجلت اور نماز وغیرہ کی  
وجہ سے زیادہ بے قرار ہوں۔

انہوں نے مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسی حالت میں اس نجاست کے ساتھ  
بھی آپ کی نماز قبول کرے گا۔ اور اگر تو اس مصیبت پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ  
تجے اجر دے گا۔

آپ انہماط کی بارگاہ میں اپنی شکایت کریں۔ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام  
سے استفتاء کریں تاکہ آپ کو شفا و عنایت فرمائیں۔

میں نے عرض کیا: اگر اس طرح ہے تو پھر میں سامرا جاؤں اور آئمہ  
مصومین علیہم السلام سے التماس کروں تاکہ مرضی سے نجات حاصل کرنے کے لیے  
حضرت بقیۃ اللہ ارواح فداہ (ع) کا وسیلہ تلاش کروں۔

لہذا سفر کے وسائل آمادہ کیے اور سامرا کی طرف روانہ ہوا وہاں پہنچ کر

پہلے حضرت امام ہادی اور حضرت امام عسکری علیہما السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ پھر سہولت مطہر حضرت ولی عصر علیہما السلام اور اخاندہ (۶۱) کی طرف گیا، رات وہاں گذاری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت گریہ و زاری کی اور صاحب الامر علیہ السلام کی خدمت میں استغاثہ کیا۔

صبح وہ پائے و جہ کی طرف گیا وہاں نہایا، دعویا، زیارت کے لیے غسل کیا ایک برتن لے کر سے پر کر کے اپنے ساتھ لیا اور آٹھ معصومین علیہم السلام کے حرم مطہر کی طرف چل پڑا۔

لیکن ابھی میں شہر سے باہر ہی تھا کہ چار گھوڑے سوار مجھے نظر آئے جو میری طرف ہی آ رہے تھے سامرا کے ارد گرد زیادہ تر سادات کے افراد ہی آباد تھے اس لیے میں نے گمان کیا کہ یہ چار اشخاص انہی میں سے ہیں۔ میں ایک طرف ہو گیا تاکہ وہ گزر جائیں لیکن جن وقت میرے قریب پہنچے میں نے دیکھا دو نوجوان تلواریں ان کی کمر کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور ابھی ابھی ان کی ریش مبارک اگی ہوئی ہے ایک ضعیف آدمی نہایت صاف و پاک ہاتھ میں نیزہ ہے چوتھے آدمی نے تلوار لٹکانی ہوئی اور تحت الحک ڈالی ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں بھی نیزہ تھا۔ دو نوجوان اس شخص کی بائیں طرف کھڑے ہوئے تھے اور ضعیف آدمی دائیں طرف کھڑا ہوا تھا اور وہ شخص ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے راستہ کے درمیان اس حالت میں کہ نیزہ کو زمین میں گاڑ کر کھڑا ہوا تھا اور مجھے سلام کا جواب دیا اس شخص نے مجھ سے پوچھا کہ کل آپ یہاں سے چلے جائیں گے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

اس نے فرمایا:-

میرے قریب آؤ تاکہ تمہارا زخم دیکھوں۔  
میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ دیہاتی لوگ ہیں نجاست سے پرہیز نہیں  
کرتے میں نے بھی تازہ غسل کیا ہے لباس بھی اچھی تربتے اگر میرے لباس کو  
ہاتھ نہ لگاتے تو بہتر تھا۔

بہر حال میں ابھی اسی فکر میں تھا وہ شخص جھکا اور مجھے اپنی طرف کیسچ لیا  
اور اپنا ہاتھ زخم پر رکھ کر اتنا دبا یا کہ مجھے درد محسوس ہوا۔  
پھر اس نے اپنا ہاتھ اٹھالیا اور زین کے اوپر پہلے کی طرح سیدھا  
بیٹھ گیا۔

اس ضعیف آدمی نے مجھے فرمایا:- اَفَدَحَّتْ يَا اِسْمَاعِيْلَ اَسَ اَسْمِيْلُ تُو  
کایاب ہو گیا؟  
میں نے کہا:- آپ کایاب ہوئے اور تعجب بھی کیا کہ یہ میرے نام سے  
کیسے واقف ہے۔  
پھر اسی پر مرد نے کہا تو کایاب ہوا اور تکلیف سے نجات پالی  
ہے کہ۔

یہ امام زمان (علیہ السلام) ہے؟  
میں یہ لفظ سنتے ہی دوڑا آنحضرتؐ کی ران اور رکاب کو بوسہ دیا۔  
میں نے عرض کیا آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا۔  
پھر مجھے فرمایا تو واپس لوٹ جا مصلحت اسی میں ہے۔  
میں نے کہا: میں آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا۔

اس پیر مرد نے کہا: اسے اسماعیل سمجھے شرم نہیں آتی امام زمانہ (عج) نے  
دوسرے تمہیں کہا کہ تو دراپس لوٹ جا مگر تو اطاعت نہیں کرتا!۔

میں کھڑا ہو گیا وہ تھوڑا سا دور چلے گئے تو حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداه  
میری طرف رخ انور کر کے کھڑے ہو گئے اور مجھے فرمایا۔

جس وقت تو بغداد پہنچے گا (مستنصر خلیفہ عباسی) تجھے بلائے گا اور کچھ  
ہدیہ پیش کرے گا۔

اس سے کوئی چیز قبول نہ کرنا اور میرے بیٹے رضی کو کہنا کہ علی بن عوف  
کے نام تیرے بارے میں خط لکھے اور میں اسے سفارش کروں گا جو کچھ تمہیں  
دے اسے قبول کر لینا۔

میں اسی جگہ کھڑا آنحضرت کے کلمات سن رہا تھا آنحضرت اپنی گفتگو ختم کرنے  
کے بعد وہاں سے چلے اور میری آنکھوں سے غائب ہو گئے۔

مگر میں ان کے فراق میں کثرت غم کی وجہ سے سامرا جلنے کی طاقت  
کو بیٹھا تھا اسی جگہ رہتا ہوا بیٹھ گیا اور آنحضرت کی جدائی کی وجہ سے آنسو  
بہاتا تھا۔

آخر کار ایک گھنٹہ کے بعد وہاں سے سامرا میں دیا۔ اہل شہر نے جب مجھے  
دیکھا تو کہا:۔

تیرا حال تغیر کیوں ہے؟

میں نے کہا: تمہارے ساتھ جھگڑا ہوا ہے۔

میں نے کہا: نہیں۔

مگر آپ بتائیں یہ گھوڑا سوار کون ہے؟

انہوں نے کہا۔

نہن ہے اس علاقہ کے بزرگان، سعادت میں سے ہوں۔

یہ سنے کہا۔ یہ منہ اس علاقہ کے بزرگوں میں سے نہ تھے بلکہ ایک ان میں حضرت صاحب الامر علیہ السلام (عجرتھے)۔

انہوں نے پوچھا۔ ان میں سے کون تھا میں نے آنحضرت کی معرفت کراہی انہوں نے کہا۔ آنحضرت کو تو نے اپنے زخم کے بارے میں عرض کیا ہے۔ میں نے کہا۔ جی ہاں! آنحضرت نے خود اسے دیا ہے مجھے درد بھی محسوس ہوا تھا۔

انہوں نے میری ران دیکھی زخم کا نام و نشان نہ تھا میں نے خود بھی تعجب کیا اور شک میں پڑ گیا کہ شاید دوسری ران تھی اس لیے دوسری ران دیکھی اس پر بھی زخم کا نام و نشان نہ تھا۔

لوگ جس وقت میری طرف متوجہ ہوئے کہ میں نے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی برکت سے شفا پائی ہے تو میرے ارد گرد جمع ہو گئے میرا قبضہ چھاڑ دیا۔ اگر چند افراد مجھے ان سے چھکارا دلاتے تو میں ان کے پاؤں سے روند جاتا۔ یہ واقعہ دونوں نہروں کے درمیان جو ناظر تھا اس نے سنا تو وہ آیا پر واقعہ تمام خصوصیات کے ساتھ پوچھا اور چلا گیا اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ بغداد کے گا۔

میں اس وقت تک وہیں ٹھہرا۔ صبح میرے چند دوست میرے ساتھ روانہ ہوئے اور میں بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن میں بغداد پہنچا پھر بغداد پر دست سے لوگ جمع تھے جو کوئی

اس راستے سے وہاں پہنچتا تھا اس سے نام پوچھتے اور اس کی تمام خصوصیات کے بارے میں سوال کرتے گویا کسی کی انتظار میں تھے جس وقت انہوں نے مجھے دیکھا تو میرا نام پوچھا۔

اور مجھے انہوں نے پہچان لیا سب میرے گرد جمع ہو گئے نیا لباس میں نے پہنا ہوا تھا اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے لے گئے قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاؤں اتنے تک سید رضی الدین چند افراد کے ہمراہ پہنچ گئے۔ لوگوں کو دور بٹایا اور مجھے ان سے نجات دلائی۔

بعد میں معلوم ہوا تھا کہ ناظر بن النہرین نے سارا واقعہ بغداد لکھ کر لوگوں کو آگاہ کیا تھا۔

سید رضی الدین نے مجھے کہا جس شخص کے بارے میں افواہ ہے کہ اسے شفا ملی ہے کیا وہ تو ہی ہے؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

وہ گھوڑے سے نیچے اتر اور میرے زخم کو دیکھا بہت غور سے ساتھ دیکھا چونکہ اس سے قبل اس نے زخم دیکھا ہوا تھا۔ لیکن اب اس کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا تھا۔ اس نے بہت گریہ کیا اور غش کھا کے گر پڑا!۔

جس وقت ہوش میں آیا: مجھے کہا تیرے پیچھے سے پہلے وزیر نے مجھے بلایا تھا اور کہا تھا کہ سامرا سے کوئی آرمی آ رہا ہے کہ خدا نے اسے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کے وسیلے سے شفا دی ہے وہ تیرا واقف ہے اس کے متعلق جلدی مجھے خبر لا کر دیں۔

آخر کار وہ مجھے وزیر کے پاس لے گیا، وزیر تم کو کہے والا تھا اسے

تعارف کر لیا کہ یہ شخص میرے بھائی کے دوستوں میں سے ہے۔

وزیر نے میری طرف منہ کیا اور کہا اپنا واقعہ بیان کر دو میں نے اقل سے آخر تک پورا واقعہ بیان کیا۔

جن اطباء نے پہلے مجھے دیکھا تھا وزیر نے انہیں اکٹھا کیا ہوا تھا، انہیں مخاطب کر کے پوچھا تم نے اس مرد کو پہلے دیکھا ہے اور اسے پہچانتے ہو؟  
تمام نے کہا:۔ جی ہاں اسے ایک ران پر زخم ہے اس کی تکلیف میں مبتلا ہے  
وزیر نے پوچھا، اس کا علاج کیا ہے؟

تمام نے کہا اس کا علاج اس کے کاٹنے میں ہے اور اگر کاٹیں تو اسماعیل کا زندہ رہنا مشکل ہے۔

وزیر نے پوچھا فرمیں کریں کہ اگر آپ ریشن کریں اور وہ زندہ رہے تو اس کے ٹھیک ہونے کے لیے کتنی مدت درکار ہے؟

انہوں نے کہا: کم از کم دو مہینے ضروری ہیں لیکن وہ جگہ سفید ہی رہے گی اور اس پر بال نہیں اگیں گے۔

وزیر نے پوچھا آپ کو کتنے دن ہولے ہیں کہ اس کا زخم دیکھا تھا؟  
انہوں نے کہا:۔ آج سے دس دن قبل دیکھا تھا۔

وزیر نے کہا: قریب آؤ اور اسماعیل کی ران پر ہنہ کی انہیں دیکھا تو سب نے تعجب کیا ان میں سے ایک عیسائی تھا اس نے کہا: یہ خدا کی قسم یہ حضرت مسیح کا معجزہ ہے۔

آخر کار یہ خبر خلیفہ تک پہنچی۔

اس نے وزیر کو بلایا اور حکم دیا کہ اسماعیل کو میرے پاس لاؤ وزیر مجھے



مستفرد خلیفہ کے پاس لے گیا اس نے مجھے کہا کہ اپنا پورا واقعہ بیان کرو۔  
 میں نے پورا واقعہ اس کے سامنے بیان کیا اس نے اپنے نوکر کو حکم دیا کہ  
 ایک تھیلی دینا اس سے عطا کرو، اس تھیلی میں ہزار دینار تھے۔  
 میں نے قبول کرنے سے انکار کیا۔

خلیفہ نے پوچھا اس سے ڈرتا ہے؟

میں نے کہا اس سے جس نے مجھے شفا دی ہے چونکہ آنحضرتؐ نے مجھے خود  
 فرمایا ہے کہ (مستفرد سے کوئی چیز قبول نہ کرنا خلیفہ بہت پریشان ہوا اور گریہ  
 کرنے لگا۔

اسماعیل ہرقلی کا یہ واقعہ تھا جو کئی کتابوں میں درج ہے۔  
 حاجی نوری نے نجم الثاقب میں اور علامہ اربلی نے کشف الغمہ میں لکھا  
 ہے وہ کہتا ہیں کہ یہ واقعہ علم میں بہت مشہور ہے۔



## حکایت نمبر ۲۲

بحرین کی حکومت کافی عرصہ یورپی استعمار کے زیر تسلط رہی تھی وہ چلتے تھے کہ مسلمان رعایا کو سامنی رکھیں اس لیے ایک سنی آدمی جو کہ ناصبی تھا بحرین کا حاکم مقرر کیا تھا۔

اس حاکم کا ایک وزیر تھا جو شیخان (حضرت علی کے ساتھ دشمنی رکھنے میں بہت آگے تھا بحرین کے اکثر لوگ اہل بیت رسول اللہ سے محبت کرنے والے اور شیعہ تھے۔ اس لیے فطرتی طور پر جو اس کے دل میں عداوت تھی اسے ظاہر کرتا رہتا تھا اور ہمیشہ شیعوں کو اذیت کرتا رہتا تھا انہیں ختم کرنے کے لیے کمر باندھ کر رہتا تھا۔

ایک دن وزیر، حاکم کے پاس گیا اور اسے ایک انار پیش کیا جس پر موٹا سا لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والابوبکر و عمر و عثمان و علی خلیفہ رسول اللہ۔

حاکم بحرین نے اس انار کو خوب غور کے ساتھ دیکھا اور یقین پیدا کر لیا کہ اس انار پر یہ الفاظ قدرتی طور پر لکھے ہوئے ہیں۔ اس نے وزیر کو مخاطب ہو کر کہا:-

یہ انار، مذہب شیعہ کے باطل ہونے پر حکم دینے سے لکھی گئی ہے۔

رسول خدا کے حضرت علی علیہ السلام بلا فصل ہیں اب تیرے خیال کے مطابق شیعوں کے ساتھ ہمیں کیسا سلوک کرنا چاہیے؟

وزیر نے کہا: شیعوں کو بہت متعصب ہیں اس حد تک کہ محکم دلائل کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ آپ ان لوگوں کے بزرگ افراد کو بلا کر یہ انار دیکھائیں اور انہیں کہیں ان تین کاموں میں سے جو تمہارا جی چاہے اختیار کر دو کہ:

اپنے بے بنیاد مذہب کو چھوڑ دیں۔ یا ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کریں، یا تمام مردوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں کو قید کر دیا جائے یا اس انار کا جواب تلاش کر کے لائیں جو ان کے لیے قطعاً ممکن نہیں ہے! حاکم نے اس خبیث وزیر کی رائے کو پسند کیا اور اس نے اعلان کر دیا کہ فلاں دن شیعوں، علماء اور بزرگان دربار میں جمع ہوں میں ان کے ساتھ ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

جس وقت تمام شیعوں حضرات دربار میں اکٹھے حاضر ہوئے تو حاکم نے وہ انار دیکھایا اور جو وزیر نے رائے پیش کی تھی، وہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس انار کا جواب بہت جلدی تلاش کر کے لائیں ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا عورتوں کو قید کر لیا جائے گا۔

انہوں کو لوٹ لیا جائے گا! آخر میں کہا جو آپ سے رعایت ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو چاہیے کہ جزیہ ادا کریں اور جیسے اسلامی حکومت میں غیر مسلم رہتے ہیں اسی طرح آپ بھی زندگی بسر کریں۔

جس وقت شیعوں نے اس انار کو دیکھا اور حاکم کی گفتگو سنی تو ان کے

بدن لڑاٹھے رنگ تبدیل ہو گئے کچھ معلوم تھیں ہو رہا تھا کیا کریں اور کیا جواب دیں۔

اسی دوران چند علماء شیعہ نے فرمایا۔ اسے حاکم اگر ممکن ہو تو ہمیں تین راتوں کی مہلت دے دو تاکہ اس بات کا جواب لاسکیں اگر ہم اس کا جواب نہ دے سکے تو جو کچھ آپ کا جی چاہے ہمارے ساتھ بتا دو کرنا۔

حاکم نے تین راتوں کی مہلت دے دی شیعہ بزرگان خوف و ہراس کے ساتھ ایک جگہ اکٹھے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کیا آخر کار فیصلہ ہوا کہ اہل قوتوں اور پرہیزگار علماء میں سے دس افراد کو چنا جائے پھر ان میں سے تین افراد کو منتخب کیا جائے ان سے گزارش کی جائے کہ ان میں سے ہر ایک عالم ہرات کو بیابان میں چلا جائے اور حضرت بقیۃ اللہ ارواحا فداء کے بارگاہ کا قرب حاصل کرے تاکہ یہ مشکل حل ہو سکے۔

ان کام کو ان علماء نے انجام دیا۔

پہلی رات انہوں نے ایک عالم سے درخواست کی کہ آپ آج کی رات بیابان میں جا کر عبادت کریں، تضرع و زاری کرتے ہوئے خدا کی بارگاہ میں دعا کریں پھر حضرت بقیۃ اللہ ارواحا فداء کا استعاذہ کرتے ہوئے سوال کریں شاید اس طرح، اس مشکل کا حل امام زمان علیہ السلام سے دریافت ہو سکے۔

وہ متقی و پرہیزگار عالم خلوص کے ساتھ، ایمان و امید سے بھرے ہوئے دل بستے ہوئے آنسو کے ساتھ صحرا کی طرف چلا گیا صبح تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات اور حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی کائناتیں مشغول رہا لیکن نہایت

انسوس کے ساتھ واپس لوٹا کوئی چیز نظر نہ آئی اور نہ ہی کوئی جواب ملا۔  
دوسری رات ایک متقی پرہیزگار، عارف و عالم شخص صحرا میں گیا اور وہ  
بھی پہلے شخص کی طرح صبح تک نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ مصروف عبادت  
رہا اور اس انار کے مسئلہ کے جواب کی جستجو میں استغاثہ حضرت یقینہ اللہ علیہ السلام  
کرتا رہا جس قدر آہ و فریاد کی کوئی جواب نہ ملا۔

وہ بھی یابوس ہو کر لوگوں کی طرف پلٹ آیا اور ناامیدی کے ساتھ بنیر  
جواب کے واپس آنے سے آگاہ کیا۔

شیعان حضرت علیؑ بہت ہی سخت پریشان ہو گئے صرف ایک رات کی  
مہلت باقی رہ گئی تھی اگر اس رات کو بھی اس مسئلہ کا حل تلاش نہ کر سکیں اور یابوس  
لوٹیں تو نہ جانے کیا مصیبت ان پر آئے گی۔

تمام لوگ دعا کرنے لگے اور جناب محمد بن عیسیٰ کو جو علم و تقویٰ میں بہترین  
انسان تھا صحرا میں روانہ کیا۔

وہ سر اور پاؤں سے برہنہ صحرا کی طرف روانہ ہو گیا اتفاقاً وہ رات  
بہت تاریک تھی صحرا کے ایک گوشے میں بیٹھ کر دعا دگریہ و زاری میں مشغول  
ہوا۔ خداوند کریم سے دعا کی اسے اللہ حضرت یقینہ اللہ علیہ السلام کے وسیلے سے  
شیعوں کے سردوں سے یہ مصیبت دور فرما۔

اس رات کو جناب محمد بن عیسیٰ نے بہت گریہ کیا۔

اس نے کوشش کی کہ اپنے اندر غلوں کو ایجا کرے۔

وہ عاشقوں کی طرح سختی کے بعد خوشحالی کا منتظر تھا۔

وہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی ملاقات کا انتظار کر رہا تھا کہ

اچانک رات کے آخری حصہ میں ایک آواز سنائی دی خوب غور کے ساتھ جب سنا تو اسے معلوم ہوا کہ کسی شخص نے اس کا نام لے کر پکارا ہے۔ اور اُسے کہا ہے کہ:-

اے محمد بن یحییٰ میں صاحب الامر ہوں تجھے کیا فرض ہے۔

اس نے عرض کیا اگر آپ صاحب الامر ہیں تو پھر آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے آپ خود جانتے ہوں گے کہ میری کیا حاجت ہے مجھے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:- تو نے سچ کہا ہے تو محمدؐ میں اس لیے آیا ہے کہ انار کی وجہ سے مصیبت شیعوں کے سر پر آئی ہے اور عالمِ وقت نے دیکھی بھی دی ہے۔

محمد بن یحییٰ بیان کرتا ہے:-

جس وقت میں نے یہ کلامِ امام سنا تو متوجہ ہوا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی جی ہاں آپ جانتے ہیں کہ کیسے مصیبت ہمارے سروں پر آئی ہے اور آپ ہمارے امام ہیں آپ قدرت رکھتے ہیں کہ اس مصیبت کو ہم سے دور کریں۔ ہمارے مولا و آقا نے فرمایا:- اے محمد بن یحییٰ اس وزیر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اس کے گھر میں ایک انار کا درخت ہے جس وقت اس پر انار کا پھل لگتا ہے۔

وہ اس پر سانچے چڑھا دیتا ہے۔ اس نے انار کی شکل میں سانچے بنائے ہوئے ہیں۔ ان میں وہ جلاوت کھچی ہوئی ہے اور انہیں انار کے اوپر چڑھا دیتا ہے۔ انار اس سانچے میں بڑا ہوتا ہے اور وہ الفاظ اس پر نقش ہو جاتے ہیں

اب صبح جس وقت تم حاکم کے پاس جاؤ گے اسے کہنا کہ اس مسئلہ کا جواب میں نے تلاش کر لیا ہے مگر اس وقت تک کسی کو نہیں بتاؤں گا جب تک میں خود اس وزیر کے گھرنے جاؤں۔

جس وقت تو اس وزیر کے گھر میں داخل ہو گا۔ دائیں طرف ایک کمرہ ہے حاکم سے کہنا میں اس مسئلہ کا جواب اس کمرہ میں جا کر بتاؤں گا۔

اس موقع پر وزیر کی کوشش یہی ہو گی کہ تو کمرہ میں نہ جائے لیکن تم یہ اصرار کر دو کہ کمرے کے اندر جا کر بتاؤں گا اور اس بات کا خیال رکھیں کہ وزیر تم سے پہلے کمرے میں نہ جائے جہاں تک ممکن ہو یہی کوشش کرنا کہ تم سب سے پہلے کمرے میں جاؤ۔

اسی کمرے میں تم دیکھو گے کہ ایک سفید تھیلی ہے اور اس میں وہ سانپ ہے جسے اسے اٹھا کر حاکم کے پاس لے جاؤ اور انار کو اٹھا کر اس سانپے میں رکھو تاکہ ساری حقیقت حاکم پر واضح ہو جائے۔

اور دوسری دلیل آپ یہ پیش کریں کہ حاکم کو کہیں ہمارے امام کا بیغزہ یہ ہے کہ اگر آپ انار کو توڑیں تو اس میں (ان کے ناموں کی جگہ) سوائے خاک کے کوئی چیز نہ ہوگی۔

اسی وزیر کو کہنا لوگوں کے سامنے اس انار کو توڑے اور اس کے اندر مٹی کو ملاحظہ کریں۔

وزیر انار کو توڑے گا تو جس وقت اس انار سے خاک نکلے گی وہ اس وزیر کی داڑھی اور منہ پر پڑ جائے گی۔

جناب محمد بن عیسیٰ جس وقت اپنے مولانا آقا حضرت بقیۃ اللہ

روحی دار و ارواح العالمین لہ الفداء سے یہ تمام کلمات سن چکے تو بہت ہی خوشحال ہوئے اور آدب سے آنحضرتؐ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور خوشی کے ساتھ لوگوں کی طرف لوٹ کر آئے، اور تمام شیعوں کے ہمراہ حاکم کے پاس گئے اور جو کچھ حضرت یقینۃ اللہ و امانتہ نے فرمایا تھا اسے انجام دیا۔

حاکم نے جناب محمد بن عیسیٰ سے کہا: یہ راز تمہے کیسے معلوم ہوا جناب محمد بن عیسیٰ نے کہا امام زمان، حجت خدا حضرت جعفر ابن الحسن علیہ السلام نے مجھے آگاہ فرمایا ہے۔

حاکم نے پوچھا آپ کا امام کون ہے جناب محمد بن عیسیٰ نے ہر ایک امام کا نام ایک ایک کر کے حضرت یقینۃ اللہ علیہ السلام تک بیان کیا۔ حاکم نے کہا: اپنا ہاتھ دہرا کر دتا کہ میں تمہاری بیعت کروں اور فریب شیعوں اختیار کروں آخر کار اس بجزہ کا اس پر اثر ہوا اور اس نے فریب شیعوں قبول کر لیا اور حکم دیا کہ اس خانہ ناصبی وزیر کو قتل کر دیا جائے حاکم نے شیعوں سے معذرت کی اور سچا مسلمان ہو گیا۔

یہ واقعہ بحرین میں مشہور ہے اور کتب نجم الثاقب میں درج ہے وہاں کے تمام لوگوں نے اس واقعہ کو سنا ہے اور جناب محمد بن عیسیٰ کی قبر بحرین میں ہے جو کہ تمام لوگوں کے لیے قابل احترام ہے۔





## حکایت نمبر ۲۵

تہران میں ایک آدمی بنام سید عبدالکبیر گانٹھنے کا کام کرتا تھا میں نے اس سے بہت تھوڑی ملاقاتیں کی تھیں اس سے محبت و عقیدت تو تھی مگر کم سنی کی وجہ سے اپنے آپ میں صلاحیت نہیں دیکھتا تھا۔ اکثر علماء معتقد تھے کہ کبھی کبھی حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام اس کی دوکان پر تشریف لاتے ہیں اس کے ساتھ بیٹھے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں۔

اس بنا پر بعض علماء حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی ملاقات و زیارت کے لیے اس کی دوکان پر انتظار میں بیٹھے رہتے تھے ان میں سے کچھ افراد آنحضرت کی زیارت کا شرف حاصل کر لیتے تھے۔

سید عبدالکبیر (مرحوم) مال دار لوگوں میں سے نہ تھا یہاں تک کہ اپنا رہنے کے لیے مکان بھی نہیں تھا۔ پیٹ پالنے کا ذریعہ کفایتی اور پونڈ لگانا تھا۔ تہران کا ایک تاجر جو بزرگ علماء اور مراجع تقلید کا قابل اعتماد آدمی تھا وہ مجھے بیان کرتا تھا۔

کہ سید عبدالکبیر تہران میں ایک کراے کے مکان میں رہتا تھا مکان کا مالک اس کے ساتھ بہت نرمی کرتا تھا اس کے باوجود مکان کے کرایہ کی مدت جب ختم ہوئی تو دوبارہ مکان کرایہ پر دینے کے لیے آمادہ نہ ہوا اور اسے دس

## حکایت نمبر ۴۶

کتب ریاض العلماء میں شیخ ابن جو نغانی کے حالات میں لکھے ہیں کہ وہ ان افراد میں سے ہے جنہوں نے حضرت بقیۃ اللہ اعدا خا فذہ کی زیارت کی ہے اس کا واقعہ لیں ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا ہے میرے آقا و ملائکہ کا ایک مقام نغانیہ میں اور ایک عہد میں ہے آپ کسی وقت نغانیہ میں اور کس وقت حلد میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا:

منگل کی رات اور دن نغانیہ میں اور جمعہ کا دن اور رات حلد میں بسر کرتا ہوں لیکن حلد کے لوگ میرے مقام کے مطابق آداب و تسلیات میں رعایت نہیں کرتے

اگر کوئی میرے مقام کے مطابق آداب بجالائے تو وہ جو کچھ طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا اور وہ یوں عمل انجام دے یعنی مجھ پر بارہ مرتبہ دُرد شریف پڑھے اور آئمہ معصومین پر بارہ مرتبہ سلام و صلوات پڑھے۔ دُرد کت نغانیہ پڑھے، نماز میں خداوند کریم کی بارگاہ میں مناجات کرے۔ میں نے پوچھا ہے اسے میرے مولا و آقا نماز میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے

دن کی مہلت دی کہ دوسرا مکان تلاش کر لو۔

دسویں دن تک اس کو مکان کی تلاش کرنے کے باوجود نہ ملا مگر مکان کے مالک سے جو وعدہ کیا تھا اس کے مطابق مکان کو خالی کر دیا اور پتا سامان گلی کے کنارے رکھ دیا اب اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہیے اسی دوران حضرت بقیۃ اللہ ارواح قادہ اس کے قریب جاتے ہیں اور فرماتے ہیں:-

آپ پریشان نہ ہوں ہمارے آبار و اجداد نے بہت مصیبتیں برداشت کی ہیں۔

سید عبدالکیم نے کہا:- آپ نے درست فرمایا ہے۔ لیکن ان میں سے ایک بھی اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہوا تھا کہ کرائے کے مکان میں زندگی بسر کی ہو۔

حضرت ولی عصر علیہ السلام سکرائے اور یوں فرمایا:- (مضمون کی تھوڑی سی کمی یا زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے) درست ہے۔ ہم نے امور کو ترتیب دیا ہے۔ میں جا رہا ہوں کچھ تھوڑی دیر کے بعد آپ کا کام بن جائے گا وہ تہران کا تاجر جو یہ واقعہ بیان کر رہا تھا یہاں تک بیان کرنے کے بعد اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہے:- کہ میں نے ایک رات قبل خواب میں امام حضرت ولی عصر علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ آنحضرت نے مجھے فرمایا تھا:- کہ صبح فلاں مکان بنام سید عبدالکیم خرید کرو اور فلاں وقت فلاں گلی میں وہ بیٹھا ہوگا جا کر اسے اس مکان کی چابی دے دو۔

میں خواب سے بیدار ہوا صبح اٹھ بکے اس مکان کی خریداری کے لیے چلا گیا

اس مکان کے مالک نے کہا:۔ میں مقروض تھا کل رات کو حضرت بقیۃ اللہ  
ارواحِ فاذاہ کی بارگاہ میں متوسل ہوا تو اس مکان کو بیچ کو قرض ادا کرنے کا  
مکمل ہوا۔

میں نے مکان خریدا اس کی چابی لی اور سید عبدالکیم کی خدمت میں پہنچا  
بھی وقت میرا پہنچا تھا اسی وقت کچھ دیر پہلے حضرت بقیۃ اللہ ارواحِ فاذاہ  
وہاں سے تشریف لے گئے تھے۔

وہ تاجروں و دارفانی کو چھوڑ چکا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اور سید عبدالکیم (رحمہم)  
پر اپنی رحمت کرے۔

مناجت کروں آنحضرت نے فرمایا اس طرح کہو۔  
 اللَّهُمَّ قَدْ أَخَذَ التَّارُ دَيْبٌ مِنِّي حَتَّى مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ  
 أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ وَإِنْ كَانَ مَا اقْتَرَفْتَهُ مِنَ الذُّنُوبِ  
 اسْتَحَقُّ بِهِ أَضْعَافَ مَا آذَيْتَنِي بِهِ وَأَنْتَ حَلِيمٌ  
 ذُو فَضْلٍ تَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ حَتَّى يَسْبِقَ عَفْوَكَ وَ  
 رَحْمَتُكَ عَذَابَكَ۔

تین مرتبہ آنحضرت نے اس دعا کو میرے لیے پڑھا اور میں نے اسے  
 زبانی یاد کر لیا۔

مرحوم حاجی نوری تحریر فرماتے ہیں کہ عراق میں بغداد اور واسط کے درمیان  
 نغانیہ ایک شہر ہے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ کتب عیبت کے مؤلف  
 عالم کامل شیخ نغانی اس شہر کے رہنے والے ہیں۔



## حکایت نمبر ۲۱

مردم علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب بحار الانوار میں اور مرحوم حاجی نوری علیہ الرحمہ نے کتاب نجم الثاقب میں نقل کیا ہے کہ وہ اور حاجی حامی کا قصہ حدیث میں مشہور ہے بعض قابل و ثورق افراد نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

واقعہ اصل میں یوں ہے۔

شیخ عابد وزاہد و محقق شمس الدین محمد ابن تارون بیان کرتا ہے کہ حدیث میں ایک حاکم تھا اسے مرجان صغیر کہتے تھے وہ شخص نامی تھا اور شیعوں کا مخالف تھا۔

ایک دن بعض خود غرض لوگوں نے اس کو نکلیت گئی کہ ابوراجح (جو کہ شیعہ ہے) ہمیشہ بعض صحابہ پر لعنت کرتا ہے۔

مرجان نے حکم دیا اسے پکڑ کر لے آؤ جس وقت وہ حاضر ہوا اس نے حکم دیا کہ اسے مارو۔

مأمورین نے اس قدر مارا کہ وہ قریب المرگ ہو گیا اس کا تمام بدن زخمی ہو گیا۔ اتنے تازیانے مارے کہ اس کا چہرہ زخمی ہو گیا و انت مبارک گر گئے زبان کو منہ سے کینچ لیا اور سخت رسی کے ساتھ اسے باندھ دیا اس کی ناک میں

سورج کر دیا بلوں کی رسی کے ساتھ ناک میں تھو ڈال کر مامورین کے ہاتھوں میں دی تاکہ حد کی گلی، کوچوں میں پھرائیں مختصر یہ کہ اسے اس قدر اذیت کی کہ وہ زمین پر گر پڑا مرنے کے قریب ہو گیا، اس کی صورت حال سے مامم کو آگاہ کیا گیا اس ظالم نے کم دیا کہ اسے قتل کر دو۔

لوگوں نے کہا وہ ضعیف آدمی ہے اور اس قدر زخموں سے چور ہے کہ اس رات کو خود ہی مر جائے گا لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ اسے قتل نہ کیا جائے۔

اس کے بیٹے، مجرد باپ کو بے ہوشی کے عالم میں گھر لے گئے اور انہیں اس میں ٹنگ ہی نہیں تھا کہ ہمارا باپ آج کی رات فوت نہیں ہو گا لیکن صبح جس وقت لوگ اس کے پاس گئے وہ کھڑا نماز میں مشغول تھا بدن صحیح و سالم تھا دانت جو گر پکے تھے دوبارہ نکل آئے تھے دانت بالکل ٹھیک ٹھاک نظر آ رہے تھے اور بدن پر زخم کا کوئی نشان موجود نہیں تھا۔

لوگوں نے تعجب کیا اس سے پوچھا کہ کل تو اس قدر زخم تیرے جسم پر لگائے گئے تھے وہ کیسے ٹھیک ہوئے ہیں۔

اس نے کہا میں آدمی رات کے وقت گرا ہوا پڑا تھا موت کی انتظار میں لحو یہ لہ سوچ رہا تھا۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغاثہ کیا اپنے مولا و اتقا حضرت بقیۃ اللہ ارواحا فداہ سے مدد طلب کی کمرہ تاریک تھا اچانک میں نے دیکھا کمرے میں روشنی ہی روشنی دیکھائی دی امام ولی عصر علیہ السلام کو دیکھا کہ کمرے میں تشریف لائے ہیں اور میرے جسم پر اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا۔ اپنے گھر سے باہر چلا اور اہل و عیال کے لیے نان و نفقہ کا انتظام کر دو۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عنایت فرمائی ہے۔

اب اس وقت آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ میں بالکل تندرست میچ و سالم ہوں۔

شیخ شمس الدین محمد ابن قارون اس قصہ کاراوی کہتا تھا کہ خدا کی قسم میں ہمیشہ ایوراج کے ساتھ حمام میں جاتا تھا وہ ایک ضعیف آدمی تھا اس کا رنگ زرد، بد صورت اور کوسہ تھا یعنی کافی عمر ہونے کے باوجود ڈاڑھی کے بال نہیں ہوتے۔

اس دن صبح کو جب لوگوں کے ساتھ میں اس کے گھر گیا تو اسے اس قدر خوشحال، خوب صورت، اریش کے بال اور رنگ سرخ دیکھا کہ بہت ہی تعجب ہوا۔

یہاں تک کہ پتے اس کو میں پہچان ہی نہیں سکا میں معلوم ہوتا تھا کہ بیٹن سالہ نوجوان ہے جو میرے ہاٹے بیٹا ہے۔

اس سے بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ۔

باقی ماندہ زندگی اسی طرح گزارنی یعنی بیس سالہ نوجوان ہی معلوم ہوتا تھا۔ خوش حال، آخر عمر تک اس کی شکل و صورت، صحت و سلامتی میں بھی تبدیلی نہیں آئی۔

جس وقت یہ واقعہ لوگوں میں مشہور ہو گیا۔ تو حاکم دربان نے اسے بلا یا جب دیکھا کہ گذشتہ روزا سے زخموں سے چور چور دیکھا تھا اور آج کے آثار تو درکنار ایک چاقی و چوند نوجوان نظر آ رہا تھا یہاں تک کہ اس کے نئے دانت اگ آئے تھے۔



حاکم (مرجان) بہت ہی ڈر اس حد تک خوف زدہ ہوا کہ جب اپنے  
 محل میں بیٹھتا تھا تو حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کے مقام کی طرف  
 جو حل میں تھا پشت تک نہ کرتا تھا۔ آنحضرت کے شیعوں اور اہالیانِ حلہ  
 سے پیار و محبت کرتا تھا۔ تھوڑی مدت زندہ رہنے کے بعد غضبِ خدا میں  
 گرفتار ہو کر واصلِ جنم ہوا۔



## حکایت نمبر ۲۸

مرحوم حاجی زوری نے کتاب نجم الثاقب میں محی الدین سے نقل کیا ہے  
وہ کہتا تھا:-

ایک دن میں اپنے والد محترم کی خدمت میں بیٹھا تھا میرے علاوہ ایک اور  
شخص بھی بیٹھا تھا اسے اونگھ آئی اور اس کے سر سے عمامہ گر پڑا اس کے سر  
پر تھوڑے زخم کے نشان موجود تھے۔

میرے والد بزرگوار نے اس سے پوچھا کہ آپ کے سر پر زخم کے  
نشان کیسے ہیں؟

اس نے کہا:- یہ وہ زخم ہیں جو جنگ صفین میں میرے سر پر لگے ہیں۔  
میرے والد بزرگوار نے کہا:-

جنگ صفین حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی  
ان کے اور ہمارے زمانہ میں بہت فاصلہ ہے اور تو ان کے وقت موجود بھی  
نہیں تھا۔

اس نے کہا:- چند سال قبل میں مصر کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں قبیلہ  
دیگرہ کا ایک آدمی ہم سفر ہو گیا۔ ہم دونوں کچھ سفر کر رہے تھے اور اِدھر اُدھر  
کی باتوں میں مصروف تھے۔

یہاں تک کہ جنگ صفین کی تاریخ کا ذکر ہوا۔  
اس نے کہا، اگر میں جنگ صفین میں موجود تھا تو اپنی تلوار حضرت علی  
علیہ السلام اور ان کے صحابہ کرام کے خون سے سیراب کرتا۔  
میں نے کہا،

اگر میں بھی اس دن موجود ہوتا تو اپنی تلوار معادیہ اور اس کے مددگاروں  
کے خون کے ساتھ سیراب کرتا اور اس وقت میں اور تم حضرت علی  
علیہ السلام کے اصحاب اور معادیہ کے مددگاروں میں سے ہیں آؤ آپس میں  
جنگ کریں۔

خلاصہ یہ کہ :-

تلواروں کو تیام سے نکالا اور ایک دوسرے پر حملہ کر دیا ایک دوسرے  
کو کافی زخم آئے۔

یہاں تک کہ میں زخموں کی شدت کی وجہ سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر  
پڑا اچانک میں نے دیکھا کہ ایک آدمی نیزے کی آنی کے ساتھ مجھے بے دار  
کر رہا ہے۔

میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہے گھوڑے سے  
اتر کر اپنا دست مبارک میرے زخموں پر پھیرا تو میرے زخم فوراً درست ہو گئے  
اور اس نے فرمایا یہاں ہیں ٹھہرو اور اس کے بعد غائب ہو گیا۔

تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے دیکھا اس کے ایک ہاتھ میں میرے  
رفیق سفر یعنی معادیہ کے طرف دار کا سر ہے اور دوسرے ہاتھ میں اس کے گھوڑے  
کی گام ہے اور میری طرف آرہا ہے۔

قریب اگر مجھے فرمایا یہ تیرے دشمن کا سر ہے۔  
تو نے ہلری مدد کی ہے ہم بھی تمہاری مدد کو آئے ہیں جو کوئی اللہ تعالیٰ  
کی مدد کرے۔

اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

میں نے پرچھا۔ آپ کون ہیں؟

اس نے فرمایا میں جنت ابن الحسن صاحب الزمان (۱۶) ہوں اور مجھے  
فرمایا جو کوئی تجھ سے پیچھے کہ تیرے سر میں زخم کیسے ہیں انہیں کننا یہ جنگ  
صفین کے زخم ہیں۔



## حکایت نمبر ۲۹

یہ واقعہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اور حاجی نوری علیہ الرحمہ کے فرمانِ مطابقتی اور نجف اشرف میں مشہور ہے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ہمارا انا تواریخ اور حاجی نوری علیہ الرحمہ نے نجم الثاقب میں درج کیا ہے۔  
 علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے شخص نے بیان کیا ہے جو میرے لیے قابلِ اعتماد ہے۔

ایک پرانا مکان جس میں میں رہتا ہوں وہ ایک ٹیک آڈی کا ہے اور اس کا نام حسین مدلل ہے۔

وہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے حرم کے نزدیک رہتا ہے اس جگہ کو ساباط حسین مدلل کہتے تھے (ساباط یعنی ایسی جگہ جو چھتی ہوئی ہو اور یہ آمد و رفت اس جگہ ہوتی رہے) اس کی بہت سی اولاد تھی وہ فالج کی مرض میں مبتلا تھا کافی مدت گزر چکی تھی کہ حرکت نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی اپنے بستر سے اٹھنے کی طاقت رکھتا تھا۔

یہاں تک کہ لیٹرین جانے کے لیے اہل و عیال اس کی مدد کرتے تھے۔

چونکہ بہت عرصے سے وہ مریض تھا اس لیے اہل خانہ فقر و تنگ دستی

میں بھی بتلاتے۔

سال بچتہ ہی میں آدمی رات کے وقت اس کے گھر دالے بے دار  
 ہونے تو گھر میں اور چھت کے اوپر عجیب قسم کا نور دیکھا۔  
 اس قسم کی روشنی تھی جو پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی آنکھوں کو خیرہ کر  
 دیتی تھی۔

انہوں نے حسین مدلل سے پوچھا۔

یہ روشنی کیسی ہے اور کیا بات ہے؟

اس نے بیان کیا کہ۔

ابھی ابھی حضرت بقیۃ اللہ ارواحا فداہ میرے پاس تشریف فرما تھے  
 اور مجھے فرمایا۔

اے حسین اپنی جگہ سے اٹھو۔

میں نے عرض کیا میرے مولاد آقا آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں فالج کی مرض  
 میں مبتلا ہوں میں اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

آنحضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھایا میں فوراً ٹھیک ہو گیا بالکل تندرست  
 صحیح و سالم ہو گیا۔

اور مجھے فرمایا یہ سا باط یعنی یہ مستف راستہ میری گذرگاہ ہے۔

یہاں سے گذر کر میں اپنے جدِ نذرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہما

السلام کے حرم میں زیارت کے لیے جاتا ہوں اس کا دروازہ ہر رات  
 بند کر دیں۔

میں نے عرض کیا میں نے آپ کا فرمان سنا ہے میں اطاعت کروں گا انشاء اللہ

پھر حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام نے فرجہ، الشریف اٹھ کر اسی راستے سے  
 حضرت علی علیہ السلام کی زیارت کے لیے حرم مبارک میں تشریف لے گئے ہیں۔  
 اور یہ دوران کے قدم مبارک کا اثر ہے۔  
 مرحوم حاجی نوری کہتے ہیں کہ وہ راستہ اس وقت تک (بابا طحسین مدلی)  
 کے نام سے مشہور ہے اور لوگ اس راستہ کے لیے سنتیں مانتے ہیں اور حضرت  
 حجت ابن الحسن علیہ السلام کی برکت سے اپنی مرادیں پاتے ہیں۔



## حکایت نمبر ۵

یہ واقعہ مغلیہ الجھان میں موجود ہے۔ مگر جن اسباب کی وجہ سے حاجی علی ہندادی کا واقعہ یہاں درج کیا ہے ان وجوہ کی بنا پر اس واقعہ کو یہاں درج کر رہا ہوں۔

حاجی ہندی نے تحریر فرمایا ہے۔

جناب مستطاب تقی صالح میرا محمد ابن ہاشم ابن سید حسن موسوی رشتی رشتہ کار بنے والا تاجربے اللہ تعالیٰ اسی کی ملک فرمائے اداں نے بہت سے مطالب بیان کئے کے بعد جنہیں یہاں درج کرنے کا فائدہ نہیں۔ بیان فرمایا سید رشتی نے میرے لیے نقل کیا اور کہا۔

ایک ہزار دو سو اسی چھٹا بیس بیس میں حج کے ارادہ سے رشتہ سے تبریز آیا حاجی صفر علی جو تبریز کا مشہور مدفون تاجر تھا اس کے گھر میں میں نے قیام کیا پہلے کوہرہ جانے کے لیے کوئی قافلہ تیار نہیں تھا اس لیے میں پریشان تھا کہ کیا کرتا چاہیے۔ یہاں تک کہ حاجی جبار مودار سدھی اصفہانی طرابرہ زن جانے کے ارادہ سے آئندہ ہوا میں نے بھی اس سے کرایہ طے کر لیا اور اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ حاجی صفر علی کے گھر میں آدمی اور بھی بنام حاجی ملاح تبریزی تاجر حاجی سید حسین تبریزی اور حاجی علی موجود تھے وہ بھی میرے ساتھ چل گئے



تمام مل کر روانہ ہوئے روم کی زمیں پر پہنچے اور وہاں سے طرابلس کی طرف چل دیئے۔

راستے میں چلتے چلتے ایک جگہ پر حاجی جبار میرے قریب آیا اور کہا یہ مقام جہاں سے اب گزرنا ہے بہت خطرناک ہے اس لیے مہربانی کر کے ذرا تیزی کے ساتھ گزر جائیں تاکہ ہم قافلہ کے ساتھ مل جائیں۔ (البتہ غالباً ہم سارے راستے میں قافلہ سے کچھ فاصلے پر ہی تھے)۔ ہم نے تیزی کے ساتھ میں شروع کیا۔

صبح تقریباً اڑھائی یا تین بجے قافلہ کے ساتھ سفر شروع کیا تقریباً آدھہ فرسخ سفر طے کیا تھا کہ تیزی کے ساتھ برف باری شروع ہو گئی اندھیرا چھا گیا میرے ساتھیوں نے اپنے سروں کو ڈھانپا ہوا تھا اور تیزی کے ساتھ چلتے جاتے تھے۔

میں نے بہت کوشش کی کہ ان کے ساتھ ہی رہوں لیکن ممکن نہ ہوا یہاں تک کہ وہ دور نکل گئے اور میں تنہا رہ گیا۔ میں گھوڑے سے اتر کر راستے کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گیا بہت زیادہ ہی مضطرب اور پریشان تھا تقریباً چھ سو تو ان سفر خیز میرے پاس تھا آخر کار یہ فیصلہ کیا کہ صبح تک یہاں ہی بیٹھوں۔

چچو اچھی تہر سے زیادہ دور نہیں تھا میرے لیے امکان تھا کہ واپس لوٹ سکوں۔ چند لحاظ اپنے ہمراہ سے کہ خود کو قافلہ تک پہنچاؤں، اسی نگر میں ہی تھا کہ اچانک راستے کی دوسری جانب ایک باغ میں باغبان کو دیکھا معلوم ہوا تھا کہ بیٹھنے والے کے ہاتھ میں سے جس کے ساتھ درختوں سے برف چھاڑ

رہا ہے اس باغبان نے میرے قریب آکر ڈرانا صے پر کھڑے ہو کر ناری  
میں پوچھا۔

آپ کون ہیں ؟

میں نے کہا میرے ساتھی چلے گئے ہیں میں راستے سے ادا تھ ہوں  
اس نے کہا۔ ناقلہ پڑھو تاکہ آپ کو راستہ معلوم ہو جائے میں ناقلہ میں  
مشغول ہوا تہجد ادا کرنے کے بعد دوبارہ میرے پاس آیا اور پوچھا آپ ابھی  
یک نہیں گئے۔

میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں راستہ نہیں جانتا

اس نے کہا زیارت جامعہ پڑھو زیارت جامعہ مجھے زبانی یاد نہ تھی  
اور اس وقت بھی یاد نہیں ہے میں وہاں زیارت جامعہ پڑھنے میں مشغول ہوا  
پوری زیارت کسی غلطی کے بغیر زبانی پڑھی۔

باغبان پھر میرے پاس آیا اور پوچھا ابھی تک آپ نہیں گئے یہاں  
ہی بیٹھے ہو۔

میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے میں نے کہا۔ جی ہاں ابھی  
یہاں ہی بیٹھا ہوں راستہ نہیں جانتا کہ جاؤں۔

اس نے کہا زیارت عاشور پڑھو میں اٹھ کھڑا ہوا زیارت عاشور مجھے  
زبانی یاد نہ تھی اور اس وقت بھی زبانی یاد نہیں ہے۔

مگر از اول تا آخر موسلام اور مولفت سمیت زبانی پڑھی۔ اور  
دعا کے علقہ بھی پڑھی۔

جب میں پڑھا چکا تو باغبان پھر میرے پاس آیا اور پوچھا ابھی تک تم

نہیں گئے یہاں ہی ہو۔

میں نے کہا صبح تک یہاں ہی ہوں۔

اس نے کہا میں ابھی تمہیں ناندہ تک پہنچاتا ہوں وہ گدھے پر سوار ہوا  
 بیچہ اپنے گدھے پر رکھا اور فرمایا میرے پیچھے گدھے پر بیٹھ جاؤ میں بھی اس  
 کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اپنے گھوڑے کی لگام کھینچی مگر اس نے اپنی جگہ سے حرکت  
 نہ کی۔

اس نے کہا گام مجھے پکڑا دو میں نے لگام اس کے ہاتھ میں دے دی  
 اس نے بیچہ بائیں شانے پر رکھا اور گام کو پکڑ کر چلنے لگا گھوڑا بھی چلنے لگا  
 سفر میں چلتے چلتے اپنا ہاتھ میرے زانہ پر رکھا اور فرمایا تم نماز شب  
 کیوں نہیں پڑھتے! ناندہ ناندہ (اس لفظ کو تین مرتبہ تکرار کیا تاکہ اہمیت  
 معلوم ہوا۔

پھر فرمایا آپ زیارت عاشورا کیوں نہیں پڑھتے عاشورا، عاشورا، عاشورا،  
 اس کے بعد فرمایا آپ زیارت جامعہ کیوں نہیں پڑھتے جامعہ، جامعہ، جامعہ،  
 اس طرح تکرار کے ساتھ تین چیزوں کے بارے میں تاکید فرمائی وہ راستہ گولی  
 دائرے کی طرح کر رہا تھا اچانک پلٹا اور فرمایا وہ آپ کے رفتار ہیں میں نے  
 دیکھا کہ ایک نہر کے کنارے اتر کر وضو کر رہے ہیں صبح کی نماز کے لیے وضو میں  
 مشغول ہیں میں بھی گدھے سے نیچے اترتا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر ان تک پہنچ  
 جاؤں میں گھوڑے پر سوار نہ ہو سکا وہ باغبان گدھے سے نیچے اترتا اور مجھے گھوڑے  
 پر سوار کیا اور اس کا منہ اس طرف کر دیا جہاں میرے ہم سفر ساتھی موجود تھے میں  
 اسی وقت کہنے لگا کہ یہ شخص کون تھا پہلی بات تو یہ کہ وہ فارسی میں باتیں کرتا

تھا حالانکہ اس علاقہ میں فارسی زبان بولی ہی نہیں جاتی تمام لوگ ترک ہیں اور  
 عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں ان کے علاوہ کوئی آدمی اس جگہ آباد ہی  
 نہیں ہے۔

اس شخص نے مجھے کہا۔ نماز ناندہ، زیارت ماشورا، زیارت جاموڑو  
 اور مجھے اس قدر وہاں ٹھہرنا پڑا اس کے باوجود اتنی جلدی کے ساتھ مجھے پرے  
 ساتھیوں تک پہنچایا؟۔

آخر کار میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ حضرت یقینہ اللہ ارواحنا فداہ (عج) ہیں  
 لیکن جب میں نے شر کر پیچھے کی طرف دیکھا تو کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا اور  
 کسی قسم کا اثر بھی نہیں تھا۔



## حکایت نمبر ۱۰

ماہی نوری رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ محمد طاہر سمبھی ایک صالح اور متقی آدمی تھا، مسجد کوفہ کا خادم تھا کئی سالوں سے وہاں زندگی بسر کرتا تھا اور میں خود اسے کافی عرصہ سے جانتا ہوں کہ تقویٰ و دیانت اس میں بھی موجود ہے۔

وہ بیان کرتا تھا۔

ایک عالم دین، متقی و پرہیزگار کافی مدت سے مسجد کوفہ میں اعتکاف کے لیے جاتا تھا۔ وہ شیخ محمد طاہر کی بہت تعریف کرتا تھا دیانت و تقویٰ کا اکثر ذکر کرتا تھا وہ کہتا تھا۔

کہ گزشتہ سال میں کوفہ میں گیا اس کے حالات دریافت کیے اس نے میرے لیے ایک واقعہ نقل کیا اور وہ یہ تھا کہ چند سال دو قبیلوں کے درمیان نجف اشرف میں جھگڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے اہل علم اور ناسرین مسجد کوفہ میں تشریف نہیں لاتے تھے اس لیے معاش کا معاملہ میرے اوپر سخت ہو گیا تھا اس لیے کہ میری روزی صرف اسی وجہ سے تھی اور کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں تھا۔ اہل و عیال کی تعداد زیادہ تھی یہاں تک کہ کوفہ کے بعض یتیم بچوں کی پرورش بھی میں ہی کرتا تھا۔

ایک روز شب جمعہ کو غذا بالکل نہیں تھی رقم سے بھی ہاتھ خالی تھا پکے  
 بھوک کی وجہ سے گریہ کر رہے تھے اس منظر کو دیکھ کر بہت ہی دکھ ہوا میں  
 محل سفیدہ۔ «جو تیز کے نام سے مشہور ہے» اور سند قضاوت کے درمیان  
 قنبر رخ ہو کر بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ کی بلگاہ میں اپنی حالت کی شکایت  
 کرنے لگا۔

اسی دوران التجا کی اسے خدا میں اسی حال میں راضی ہوں لیکن کیا  
 کروں۔ اپنے مولا اور آقا حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے جلال مقدس سے  
 بھی محروم ہوں۔

اگر تیری ذات کی طرف سے یہ مہربانی ہو جائے مجھے آنحضرت کی زیارت  
 ہو جائے تو میں تیری ذات سے اور کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور اس فقر و تنگدستی  
 پر مبراہ کروں گا۔

اچانک بے اختیار پاؤں پر کھڑا ہوا میں نے دیکھا میرے ہاتھ میں سفید  
 رنگ کا جائے نماز ہے اور میرا دوسرا ہاتھ ایک جلیل القدر جوان کے ہاتھ میں ہے  
 اس کی عظمت و ہیبت کے آثار اس سے ظاہر ہیں۔

نقیں لباس سیاہی زیب تن کیا ہوا ہے میں نے گمان کیا کہ کوئی بھی  
 بادشاہ ہے۔

لیکن بعد میں دیکھا کہ بنر رنگ کا علمہ پہنا ہوا ہے اور اس کے پہلو میں ایک  
 شخص کھڑا تھا جس نے سفید رنگ کا لباس پہنا ہوا ہے۔  
 بالآخر تینوں اشخاص مسند قضاوت کی طرف محراب کے قریب گئے جب  
 وہاں پہنچے تو وہ شخص کہ جس کے ہاتھ میں ہاتھ تھا۔ مجھے فرمایا۔

يَا طَاهِرُ افْرِشِ السَّجَادَةَ

اے طاہر جانے نماز کو سجھاؤ میں نے اسے بچھایا بہت خوبصورت اور سفید تھا لیکن مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کس چیز کا بنا ہوا ہے میں نے جائے نماز کو تندرین ڈال دیا وہ آتا اس پر کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ تکبیر کہی اور نماز شروع کر دی اس کی عظمت میری نظر میں زیادہ ہی ہو رہی تھی آہستہ آہستہ نور میں اتنا اضافہ ہوا کہ اس کی طرف دیکھنا ممکن نہ تھا۔

اور وہ دوسرا شخص جو اس کے ساتھ تھا تقریباً چار باشت اس کے پیچھے کھڑا ہو کر نماز میں مشغول تھا۔

میں ان کے سامنے کھڑا تھا دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ آقا کون ہے؟ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اس شخص کو نہ دیکھا جو پہلے شخص کے پیچھے نماز میں مشغول تھا۔ لیکن اس آقا کو دیکھا کہ چہانک ایک کرسی پر تقریباً چار ہاتھ بلند تھی اس کے اوپر چھت بھی تھا وہ آقا جان اس کرسی پر تشریف فرما تھے وہ کرسی اور آقا جان کا وجود مقدس اتنا نورانی تھا کہ آنکھیں روشنی کی وجہ سے پندھیا جاتی تھیں۔

پھر مجھے فرمایا اے طاہر مجھے تو نے کون سے بادشاہوں میں سے گمان کیا ہے؟

میں نے عرض کیا اے میرے مولا آپ بادشاہوں کے بادشاہ اور عالم سید ہیں۔ آپ ان بادشاہوں میں سے نہیں ہیں۔

انہوں نے فرمایا: اے طاہر تو اپنے مقصد کہ حضرت صاحب الزماں علیہ السلام

کی زیارت کو پا چکا ہے اب آپ فرمائیں کیا چاہتے ہو کیا ہم ہر روز آپ کی حمایت و رعایت نہیں کرتے؟ آپ کے احوال و اعمال ہر روز ہمارے سامنے پیش ہوتے ہیں۔

بالآخر آنحضرتؐ نے مجھے وعدہ دیا کہ میری مالی حالت اچھی ہو جائے گی اور اس ننگہ تھی سے نجات مل جائے گی۔

اسی دوران ایک آدمی معصیت کا رعبے میں پہچانتا تھا اور اس کے نام سے بھی واقف تھا حضرت مسلم کے صحن کی طرف سے مسجد کو نہ میں داخل ہوا۔

اجاک میں نے دیکھا تو آنحضرتؐ کے وجود مقدس میں غضب کے آثار نمایاں ہوئے اور اس شخص کی طرف رخ انور کے فرمایا۔

اے..... کہاں تک فرار اختیار کرے گا مگر زمین ہماری ملکیت نہیں ہے، مگر آسمان ہماری حکومت میں نہیں ہے، زمین و آسمان میں ہمارے احکام جاری ہونے چاہیں اور تیرے لیے سوائے اس کے کوئی چارہ ہی نہیں ہے کہ ہمارے زیر تسلط رہے۔

پھر میری طرف رخ انور پھیر کر مسکرا کر فرمایا اے طاہر تو نے اپنی حاجت پائی ہے اس کے علاوہ اور کیا چاہتے ہو۔؟

لیکن میں ان کی عظمت و جلال کے آثار کی وجہ سے بات کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا تھا۔

پھر دوبار اسی طرح ارشاد فرمایا۔

مگر مجھ میں پھر بھی کچھ عرض کرنے کی جرات نہ تھی میں اس قدر خوش حال



تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اس وقت میں نے پلک جھپکنے سے پہلے اپنے  
 آپ کو مسجد میں تہادیکھا آنحضرت تشریف لے جا چکے تھے جب مشرق کی  
 طرف نظر کی تو دیکھا۔ صبح نمودار ہو چکی تھی۔

شیخ طاہر بیان کرتا تھا کہ اس دن سے لے کر آج تک بحمد اللہ  
 اس قدر رزق میں وسعت پیدا ہوئی ہے۔ کہ اس کے بعد کسی وقت بھی یہ  
 سنگدستی نہیں دیکھی۔



## حکایت نمبر ۵۲

کتاب وسائل الشیہ اور چند دوسری علمی کتابوں کے مصنف مرحوم شیخ حرمائی، کتاب اثبات الہدایۃ میں لکھتے ہیں کہ۔

میں تقریباً دس سال کا تھا کہ بیمار ہوا ایسی مرض میں مبتلا ہوا کہ حکیم و ڈاکٹر علاج کرنے سے عاجز آ گئے میرے عزیز درشتہ دار میری چار پائی کے ارد گرد جمع تھے اور میری موت کے انتظار میں تھے انہیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ مر جائے گا، وہ رونے میں لگے ہوئے تھے۔

اس رات کو میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بارہ اماموں کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ ارد گرد کھڑے ہیں۔

میں نے ان کی خدمت میں سلام عرض کیا ہر ایک کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور میرے درمیان ایک مذاکرہ ہو جو اس وقت یاد نہیں ہے لیکن مجھے اتنا یاد ہے کہ آنحضرتؐ نے میرے حق میں دعا فرمائی اور جس وقت میں نے حضرت امام ولی عصر ارواح العالمین لتراب مقدمہ الفداء علیہ السلام فرجہ الشریف کے ساتھ مصافحہ کیا تو میں نے روتے ہوئے عرض کی اسے مولاد آقا میں ڈرتا ہوں کہ اس مرض کی وجہ سے فوت ہو جاؤں گا اور علم حاصل کرنے کا ارادہ پورا نہیں کر سکوں گا۔

آنحضرت نے فرمایا نہ ڈور اس مرض سے تمہیں موت نہیں آئے گی  
 اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے گا تمہاری بہت طویل زندگی ہوگی آنحضرت  
 کے ہاتھ مبارک میں ایک پانی کا برتن تھا وہ انہوں نے مجھے دیا میں نے اس  
 سے پانی پینا تو فوراً مجھے شفا مل گئی وہ بیماری کلی طور پر ختم ہو گئی میرے عزیزوں  
 رشتہ دار جو بیٹھے تھے انہوں نے تعجب کیا سب کے سب حیران ہو گئے۔  
 یہاں تک کہ میں نے انہیں چند روز کے بعد اس واقعہ سے آگاہ  
 کیا۔



## حکایت نمبر ۵۲

عاجی نوری علیہ الرحمہ نے کتاب نجم الثاقب میں درج کیا ہے عالم جلیل صبر نبیل، مجمع فضائل و فرائض شیخ علی رشتی، تراہد، متقی اور بہت بڑے عالم تھے مرحوم شیخ مرتضیٰ انصاری کے شاگرد تھے۔ میں سفر و حضر میں اس کے ساتھ رہا ہوں، فضل و تقویٰ اور اطلاق میں اس کی مثل بہت کم ہی کسی کو دیکھا اس نے نقل کیا ہے کہ:-

ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے نجف اشرف واپس آتے ہوئے اہل راستہ دریائے فرات کو اختیار کیا ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار ہوا وہ کشتی طویر کا اور کربلا کے درمیان مسافرین کو لے کر جاتی تھی اس کشتی میں بتنے مسافرین سوار تھے علم کے رہنے والے تھے ایک مسافر کے سوا تمام لہو و لب، ہنسی مذاق میں مشغول تھے ایک شخص جو بادقار خاموش ایک طرف بیٹھا تھا، کبھی کبھی اس کے ساتھ باقی اہل خانہ مذاق و مزاح کرتے تھے اس کے مزاح کے بارے میں طعن کرتے تھے۔

مالا کھ غذا اور طعام اور سفر خرچ میں ایک دوسرے کے ساتھی تھے ہی بہت حیران ہوا لیکن کشتی میں اس سے اس بارے کوئی سوالی نہ کر سکا آخر کار ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں پانی بہت تھوڑا تھا کشتی بھاری تھی خلوہ تھا کہ میں

مٹی پر بیٹھ نہ جائے اس لیے ہمیں کشتی سے اتار دیا دریا کے فرات کے کنارے پیدل چل رہے تھے کہ میں نے اس باوقار مرد سے پوچھا آپ ان لوگوں کے ساتھ گزر کر رہے ہو۔ وہ کہہ کر کو کیوں اس طرح اذیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا:-

یہ میری قوم کے افراد ہیں تمام سنی ہیں میرے والد محترم بھی سنی تھے البتہ میری والدہ محترمہ شیعہ تھی میں خود بھی سنی تھا حضرت امام دلی عصر ارواحنا فداه کی برکت سے میں شیعہ ہو گیا ہوں۔

میں نے پوچھا:-

آپ کس طرح شیعہ ہوئے ہیں؟

اس نے کہا:-

میرا نام یا قوت ہے میرا کاروبار حملہ کی پل کے نزدیک روغن فردوشی تھا چند سال قبل گھی خریدنے کے لیے چند ساتھیوں کے ساتھ صلہ کی اطراف میں گئے تھے دیہاتوں، چادر نشیوں سے گھی خرید کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس پلٹا ایک مقام پر استراحت کرنے لگے میں سو گیا جب نیند سے آکھ کھوئی تو درنقاد جا چکے تھے میں تنہا صحرا میں رہ گیا اور صلہ تک جو راستہ تھا اس میں آب و گیاہ کا نام و نشان نہ تھا اس کے علاوہ درندے بھی اس راستہ میں تھے نزدیک کوئی آبادی نہ تھی بہر حال میں اٹھا جو سامان تھا سواری پر رکھا اور اپنے رنقاد کے پیچھے چل دیا لیکن راستہ گم کر بیٹھا تھا بیابان میں حیران و پریشان رہ گیا۔ پیاس کے علاوہ یہ خطرہ بھی تھا کہ درندے بھی میری طرف آئیں گے۔ بہت ہی خوف طاری تھا ان دنوں میں جن کو اولیائے

خدا سمجھتا ہوں ان سے مدد طلب کرتا رہا۔

مثلاً ابراہیم، عمر، عثمان، وغیرہ استغاثہ کیا لیکن کوئی مشکل حل نہ ہوئی  
اسی وقت مجھے یاد آیا کہ میری والدہ محترمہ فرمایا کرتی تھیں کہ چار امام زمانہ  
زندہ ہے۔

جس وقت ہم پر کوئی مشکل بن جائے یا راستہ بھول جائیں وہ ہماری  
مدد کرتا ہے اس کی کیفیت اب واضح ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا  
کہ اگر اس گمراہی سے نجات دے تو میں اپنی والدہ محترمہ کا دین و مذہب قبول  
کردوں گا۔

بالآخر میں نے آنحضرتؐ سے استغاثہ کیا فریاد کی۔ یہاں اب واضح  
ادس کئی۔

اپنا تک میں نے دیکھا ایک شخص میرے ساتھ چل رہا ہے۔ اس کے  
سر پر بزرگ کا ملامت ہے (جو دریا کے کنارے گھاس اگلا ہوا تھا اس کی  
طرف اشارہ کیا کہ ملامت اس رنگ کا تھا)

مجھے راستہ بتلا رہا ہے اور کتاب سے اپنی والدہ کا دین و مذہب اختیار  
کر دو اور ابھی ابھی تم اس دیہات میں جاؤ گے جہاں سب لوگ شیعوں ہیں۔  
میں نے عرض کیا:-

اے میرے آقا آپ میرے ساتھ اس دیہات تک نہیں آئیں گے  
تاکہ مجھے وہاں تک پہنچاؤ فرمایا۔

نہ، اس لیے کہ دنیا میں ہزاروں افراد استغاثہ کرتے ہیں۔ مجھے پکارتے  
ہیں۔

اور مجھے چاہیے کہ میں ان کی فریاد کو پہنچوں اور ان کو نجات دوں پس فوراً میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

چند قدم چلا ہی تھا کہ میں اس دیہات میں پہنچ گیا۔ سفر اس قدر زیادہ تھا کہ میرے رفقاء ایک دن بعد اس جگہ پہنچے تھے جب ملہ میں پہنچے تو میں ایک سید نقیبہ کے پاس گیا جو صلہ کار بننے والا تھا۔

عالم دین سید مہدی قرظینی کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ ان کی خدمت میں بیان کیا اور مذہب شیعہ اختیار کیا معارف تشبیح اس عالم سے یاد کیے پھر میں نے سوال کیا کہ میں چاہتا ہوں ایک مرتبہ دوبارہ حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (ع) کی زیارت سے فیض حاصل کروں۔ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

عالم دین سید مہدی قرظینی نے فرمایا چالیس شب جمعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی کربلا سہلی میں زیارت کر دو میں نے اس کام کو شروع کر دیا۔ ہر شب جمعہ صلے سے کربلا سہلی جاتا تھا جب آخری شب جمعہ تھی اتفاقاً امامورین کربلا شہر میں داخل ہونے کے لیے اجازت نامہ (شناختی کارڈ) دیکھ رہے تھے اس دفعہ بہت سختی کر رہے تھے میرے پاس نہ شناختی کارڈ تھا اور نہ ہی ٹکٹ تھا، پیسے بھی نہ تھے کہ ان چیزوں کو حاصل کرنا، بہت حیران تھا لوگ قطار میں کھڑے تھے۔

اور شور و غوغا تھا میں نے بہت کوشش کی کہ مخفی طریقہ سے شہر میں داخل ہو جاؤں لیکن ممکن نہ ہوا۔ اس مقام پر درود سے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام \*

کو دیکھا ایرانی لوگوں کے اہل علم کے لباس میں تھے سفید عمامہ سر پر رکھا ہوا تھا کہ بلا شکر میں دیکھا۔ میں دروازہ کے پیچھے تھا۔  
 میں نے فریاد کی آنحضرت دروازہ سے نکل کر تشریف لائے میرا ہاتھ پکڑا اور دروازے کے اندر پہنچا دیا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے مجھے دیکھا ہی نہیں جب میں داخل ہوا تو ارادہ کیا کہ آنحضرت کے ساتھ بات کروں لیکن وہ اچانک غائب ہو گئے پھر انہیں نہیں دیکھا۔





## حکایت نمبر ۵۲

کتاب نجم الثاقب میں مرحوم عالم جلیل سید بحر العلوم کے شاگرد  
آقای آخوند ملازین العابدین سلماسی سے نقل کیا گیا ہے۔  
اس نے کہا۔

ایک دن نجف اشرف میں عالم مسدود فخر الشیوخ ایت اللہ علامہ طباطبائی  
بحر العلوم قدس سرہ کے درس کے وقت میں بیٹھا تھا تقریباً ہم ایک سو نفر  
تھے۔

میں نے دیکھا کہ عالم محقق مرحوم میرزا قاسمی صاحب قوانین سید بحر العلوم  
کی زیارت کے لیے تشریف لائے وہ ایران سے عبات عالیات کی زیارت  
کے لیے عراق آئے ہوتے تھے یہاں سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ جانے  
کا ارادہ رکھتے تھے جب طلبہ نے دیکھا کہ ملاقات کے لیے تشریف لائے ہیں  
تو تین افراد کے علاوہ باقی تمام چلے گئے اور وہ تین افراد متقی اور مجتہد تھے  
میں بھی وہیں بیٹھا رہا جب مجلس خالی ہوئی تو میرزا قاسمی مرحوم نے سید بحر العلوم  
کی خدمت میں عرض کیا۔

آپ ولادت جماتی و روحانی اعتبار سے ازاہل بیت علیہم السلام ہیں  
آپ اس مقام پر نائز ہیں کہ قرب مکانی، ظاہری و باطنی آپ کو حاصل ہے۔

میں بہت دھڑ سے کیا ہوں جو نعمتیں بے شمار آپ کو نصیب ہیں ان میں سے کچھ صدقہ عنایت فرمائیں تاکہ میں بھی ان نعمتوں میں سے فائدہ حاصل کروں۔

سید بجز العلوم نے بغیر کسی وقفہ کے فرمایا گذشتہ رات میں نہ از تہجد کے لیے مسجد کو ذمہ لیا گیا اور پختہ عزم کیا کہ صبح اول وقت میں مباحثہ کے لیے واپس آؤں تاکہ درس و مباحثہ کو چھٹی نہ کروں جب صبح میں مسجد سے باہر آیا تو دیکھا مہمڑوں سے بہت زیادہ مسجد سہلہ میں جانے کا جذبہ موجود ہے لیکن اپنے آپ کو ادھر جانے سے باز رکھا صرف اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ درس کے وقت پرینچ پینچ سکوں لیکن میرا شوق لمحہ بہ لمحہ زیادہ ہی ہوتا جا رہا تھا ابھی مرد وہی تھا کہ اچانک آندھی آئی اور مجھے مسجد سہلہ کی طرف حرکت دی ابھی قصور شاہی وقت گذرا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو مسجد سہلہ کے سامنے پایا میں مسجد میں داخل ہوا وہاں کوئی زوار موجود نہیں تھا صرف ایک شخص با عظمت دکھ تمام کی جان اس پر قربان ہوا۔ قاضی الحاجات کی بارگاہ میں مناجات میں مشغول تھا وہ اس طرح راز و نیاز کی باتیں کر رہا تھا کہ دل کو منقلب اور آنکھوں میں آنسو جاری کر دیئے فرماتے تھے کہ میرا حلال متغیر ہوا دل قابو میں اپنی جگہ پر نہ رہا زانو لڑنے لگے ایسے کلمات جو آج تک نہیں سنے تھے سنے ہی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے دعاؤں کی کتابوں میں وہ کلمات میں نے آج تک نہیں دیکھے تھے میں سمجھ گیا کہ یہ دعا کرنے والا کہ تمام جہان کی جان اس پر قربان ہوا ان الفاظ کو خود بیان کر رہا ہے دل سے نکل رہے ہیں نئے الفاظ ایجاد کر رہا ہے نہ کہ منقولہ دعاؤں سے پڑھ رہا ہے میں وہیں کھڑا ہو کر وہ ادویہ سننے لگا اس قدر لذت محسوس ہوئی کہ جب تک وہ مناجات ختم نہ ہوئی تھیں۔

میں ستارہا جب اس کی منادات ختم ہوئیں تو میری طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں فرمایا مہدی آدھراڈ میں چند قدم آگے گیا اور کھڑا ہو گیا اس نے پھر فرمایا اور آگے آؤ میں پھر چند قدم آگے چلا گیا اور کھڑا ہو گیا اس نے پھر میری مرتبہ فرمایا اور میرے قریب آؤ۔ ادب اطاعت کرنے میں ہے میں اس قدر قریب ہو گیا کہ میرا ہاتھ اس کے ہاتھ پر اور اس کا ہاتھ میرے ہاتھ پر جا پہنچا اور کچھ مجھے فرمایا اس واقعہ پر اس موضوع سے رنج پھیر لیا اور جو میرزا یحییٰ علی نے سوالات کر رہے تھے ان کے جوابات میں مشغول ہو گئے مطالب کو بیان کیا مرحوم میرزا یحییٰ علی نے سوال کیا جو کچھ حضرت نے کلمات فرمائے تھے وہ کیا تھے۔

فسرمایا۔ وہ اسرار مکتوم میں سے ہے۔



## حکایت نمبر ۵۵

مرحوم حاجی نوری نے کتب کجراثیب میں عالمِ علیل آخوند ملازین العابدین سلامی سید بھرا العلوم کا شاگرد و تلمذ کیلئے فرمایا۔  
 ملازمینِ عسکریں کے حرمِ مطہر میں سید بھرا العلوم کی خدمت میں چند آدمی حاضر ہوئے ہم ان کے ساتھ نماز میں مشغول تھے دوسری رکعت میں تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لیے اٹھنا چاہتے تھے کہ ان پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ انہوں نے توقف کیا کچھ دیر کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے نماز کے بعد ہم سب تعجب کرنے لگے۔

ہمیں معلوم نہیں تھا کہ اس بزرگ عالم نے دورانِ نماز کیوں توقف کیا مگر کسی کو پوچھنے کی جرات بھی نہ تھی کہ ان سے سوال کریں جب مکان پر واپس آئے دسترخوان پر بیٹھے تو ایک سید نے مجھے اشارہ کیا کہ نماز میں ٹھہرنے کا سبب پوچھوں۔

میں نے کہا۔

آپ مجھ سے زیادہ ان کے قریب ہیں۔

سید بھرا العلوم رضوان اللہ تعالیٰ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا!

ایک دوسرے کو کیا کہہ رہے ہو؟

میں سب سے قریب بیٹھا تھا میں نے عرض کیا :-  
 یہ سید پر چنا چاہتا ہے کہ آپ نماز کے دوران جو ٹھہرتے تھے اس  
 کا سبب کیا تھا؟  
 فرمایا :- میں جس وقت نماز میں مشغول تھا حضرت بقیۃ اللہ ارواحا فداہ  
 اپنے والد بزرگوار کی زیارت کے لیے حرم مطہر میں داخل ہوئے تھے میں ان کا  
 حسن و جمال دیکھ کر مبہوت ہو گیا اور وہ حالت مجھ پر طاری ہو گئی یہاں تک کہ  
 آنحضرت حرم مطہر سے باہر تشریف لے گئے۔



## حکایت نمبر ۵۶

علامہ نوری علیہ الرحمہ نے کتب نجم الثاقب میں درج کیا ہے کہ سید جعفر  
ابی سید بزرگوار سید باقر قزوینی نے فرمایا:-  
(جو کہ صاحب کرامات تھے۔)

میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ مسجد سہلہ میں جاتا تھا جب مسجد کے  
قریب پہنچنے میں نے والد محترم کی خدمت میں عرض کیا۔ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ  
جو شخص بدھ کی چالیس راتیں مسجد سہلہ میں بسر کرے حضرت امام ولی عمر علیہ السلام  
کی زیارت کرے گا۔

معلوم نہیں درست ہے یا نہیں۔

میرے والد بزرگوار غضب ناک ہوئے اور فرمایا صحیح کیوں نہیں ہے  
اگر ایک چیز تو نہ دیکھے تو وہ درست ہی نہیں ہے مجھے بہت ہی ڈانٹا۔  
یہاں تک کہ میں نے جو کچھ کہا تھا اس پر بہت پشیمان ہوا جس وقت ہم مسجد  
سہلہ میں داخل ہوئے کوئی آدمی بھی موجود نہیں تھا لیکن جب والد محترم مسجد  
کے درمیان کھڑے ہوئے اور نماز استغاثہ پڑھی تو ایک شخص حضرت حجت  
علیہ السلام کے مقام کی طرف سے اس کے پاس آیا میرے باپ نے اسے سلام  
کیا اور معافی بھی کیا۔

میرے والد بزرگوار نے مجھے فرمایا یہ کون ہے؟  
میں نے کہا:-

کیا یہ حضرت یقیناً (مُتَدْعِیْہِ السَّلَامِ) ہیں!-  
فرمایا:۔۔ پس یہ کون ہے؟-

میں اپنی جگہ سے اٹھا اس کے پیچھے ادھر ادھر دوڑا لیکن کسی کو بھی  
مسجد کے اندر یا باہر نہ دیکھا۔



## حکایت نمبر ۵۷

مرحوم ایت اللہ آٹا نے سید ابوالحسن اصفہانی ہمارے زمانے کے مشہور  
مراجع عظام میں سے گزرے ہیں۔

وہ کئی مرتبہ حضرت اقیقہ اللہ ارواح فداہ (رحمہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے  
ہیں۔ ان کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے۔

کتاب (گنجینہ دانش مندان) میں علامہ متین آٹا ہی حاج سید محمد حسن میر جہانی  
سے نقل کیا گیا ہے۔

کہ انہوں نے فرمایا:-

زیدی مذہب کے علماء میں سے ایک عالم بنام بحر العلوم میں میں زندگی بسر  
کرتا تھا اور حضرت امام ولی عصر ارواح فداہ (رحمہ) کے وجود مقدس کا منکر تھا۔  
اس وقت کے علماء و مراجع عظام کو خطوط کئے اور آنحضرت کے وجود مقدس  
پر دلیل طلب کی۔

علماء کرام نے اسے دلائل پیش کیے مگر وہ مطمئن نہ ہوتا تھا۔

یہاں تک کہ اس نے مرحوم ایت اللہ آٹا ہی سید ابوالحسن اصفہانی کو  
خط لکھا اور ان سے جواب طلب کیا۔ مرحوم ایت اللہ اصفہانی نے جواب  
لکھا کہ اگر آپ نجف اشرف تشریف لائیں تو آپ کے سوال کا جواب زبانی



دوں گا۔

لہذا بحر العلوم ہمیں اپنے فرزند سید ابراہیم اور کچھ عقیدت مندوں کے ہمراہ نجف اشرف آیا بحر العلوم مرحوم ایت اللہ اصفہانی کی خدمت میں پہنچا اور کہا۔

میں آپ کی دعوت کے مطابق اس قدر سفر طے کر کے آیا ہوں جو اب کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا اس لیے ارشاد فرمائیں تاکہ استفادہ کروں۔  
مرحوم ایت اللہ اصفہانی نے فرمایا کل کی رات میرے گھر تشریف لائیں تاکہ آپ کے سوال کا جواب پیش کروں۔

بحر العلوم اور اس کا بیٹا مرحوم سید ابوالحسن اصفہانی کے گھر تشریف لے گئے کھانا کھانے موجود مقدس آنحضرت کے بارہ میں مطالب بیان کرنے، باقی مہمانوں کے چلے جانے اور آدھی رات گزرنے کے بعد۔

مرحوم ایت اللہ اصفہانی نے اپنے خادم مشہدی حسین کو فرمایا چراغ اٹھا لو۔ بحر العلوم اور اس کے بیٹے کو فرمایا چلیں تاکہ خود آنحضرت کو دیکھیں۔  
آٹا میر جہانی فرماتے ہیں ہم بھی وہاں موجود تھے خواہش ظاہر کی کہ ان کے ساتھ جائیں مگر ایت اللہ اصفہانی نے فرمایا آپ نہ آئیں صرف بحر العلوم اور اس کا بیٹا آئیں۔

وہ روانہ ہو گئے ہمیں معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں تشریف لے گئے ہیں لیکن دوسرے دن صبح میں نے بحر العلوم ہمیں اودھ اس کے بیٹے سے ملاقات کی اور رات کے واقعہ کے متعلق پوچھا۔

انہوں نے فرمایا بحمد اللہ ہم نے آپ کا مذہب قبول کر لیا ہے۔ اور

حضرت امام ولی عصر علیہ السلام کے وجود مقدس کے معتقد ہو گئے ہیں۔  
میں نے پوچھا وہ کیسے؟

فرمایا۔ آٹھ ایت اللہ اصفہانی نے ہمیں حضرت امام ولی عصر علیہ السلام کی زیارت کرائی ہے۔

میں نے پوچھا۔ انہوں نے آپ کو حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی زیارت کیسے کرائی ہے۔

اس نے بیان فرمایا۔

جب ہم گھر سے نکلے تھے ہمیں کوئی علم نہیں تھا کہ کہاں جا رہے ہیں۔  
یہاں تک کہ ایت اللہ اصفہانی وادی سلام میں داخل ہوئے وادی سلام کے وسط میں ایک جگہ تھی جسے حضرت امام ولی عصر السلام کا مقام کہتے تھے۔  
ایت اللہ اصفہانی جب اس مقام پر پہنچے تو شہدای حسین سے چراغ لیا اور فقط مجھے اپنے ساتھ لے کر اس مقام میں داخل ہو گئے اور وہاں دوبارہ وضو کیا گیا۔

میرا بیٹا ان کے یہ افعال دیکھ رہتا تھا اس جگہ اصفہانی نے چار رکعت نماز پڑھی اور کچھ ایسے کلمات پڑھے جنہیں میں نہیں سمجھ سکا اچانک وہ جگہ روشن ہو گئی۔

اس موقع پر بحر العلوم کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ میں اس مقام سے باہر کھڑا تھا میرے والد بلند گوارا اور ایت اللہ اصفہانی اس مقام کے اندر تھے چند منٹ کے بعد اپنے والد محترم کی آواز سنی ایک چیخ ماری اور سن کر گئے۔  
میں نے قریب جا کر دیکھا ایت اللہ سید ابوالحسن اصفہانی میرے باپ کا

شانہ مل رہے ہیں تاکہ ہوش میں آئے جب وہاں سے واپس لوٹے تو میرے  
والد محترم نے فرمایا میں نے حضرت امام دہلی عصر علیہ السلام دہجہ کی زیارت کی ہے  
انہیں دکھا ہے۔

آنحضرتؐ نے مجھے فرمایا ہے کہ مذہبِ شیعہ اثناعشریہ اختیار کرو۔  
اس کے علاوہ مزید ملاقات کی خصوصیات نہ بتائیں اور چند دن قیام کرنے  
کے بعد واپس یمن چلے گئے اور اپنے چار ہزار عقیدت مندوں کو شیعہ اثناعشری  
بنایا۔



## حکایت نمبر ۵۸

ماجی نوری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب نجم الثاقب میں تحریر کیا ہے۔  
عالم جلیل، فاضل نبیل ماجی ملا حسن اصفہانی کربلا کا مجاور تھا عدلی میں  
اس کی مثال کم ہی نظر آتی تھی۔ امانت و دیانت اور انسانیت میں مشہور تھا  
اس شہر کے پیش نمازوں میں سب سے زیادہ قابل اعتماد تھا۔  
اس نے بیان کیا۔

سید عالم ماحل سید محمد قطیعی نقل کرتا تھا کہ :-

شب ہائے جمعہ میں سے ایک رات کو ایک طالب علم کے ساتھ میں  
مسجد کو ذمہ میں گیا۔ لیکن اس زمانے میں اس مسجد میں آمدورفت کنا بہت خطرناک  
تھی اس لیے کہ اس کے اطراف میں چور بہت زیادہ رہتے تھے اور زائرین کی  
آمدورفت بھی بہت کم تھی۔

جب ہم مسجد میں داخل ہوئے سوائے ایک طالب علم کے اور کوئی آدمی نہیں  
تھا وہ محصل دماغیں مشغول تھا۔

ہم مسجد کے اعمال میں مشغول ہوئے مسجد کا دروازہ بند کر دیا اس کے  
آگے اس قدر پتھر، اینٹیں، مٹی وغیرہ رکھ دی کہ ہم مطمئن ہو گئے۔

اب دوسرا کوئی شخص دروازہ کھول کر مسجد میں داخل نہیں ہوگا۔ میں

اور میرا دست قبلہ رخ ہو کر مسند قضاوت کی جگہ کے قریب بیٹھے عبادت و دعائیں مشغول ہوئے وہ طالب علم ایک نیک آدمی تھا باب الغیل کے قریب بیٹھ کر روتی ہوئی آواز کے ساتھ دعائے کیل پڑھنے میں مشغول تھا جو اہست صاف تھی، چاند کامل تھا چاند کی روشنی سے مسجد منور تھی اور مجھے معمول سے زیادہ اپنی طرف جذب کیا ہوا تھا۔

اچانک میں متوجہ ہوا کہ عجیب قسم کی طہر کی خوشبو آ رہی ہے مسجد کو چرک رکھا ہے۔ کستوری و عنبر سے بھی بہترین خوشبو تھی۔ اس کے بعد دیکھا کہ نور کی اتنی روشنی ہے کہ چاند کی روشنی بھی اس کے سامنے معمولی معلوم ہو رہی تھی۔ سورج کی طرح مسجد کی قضا کو روشن کر دیا۔ جو طالب علم بلند آواز سے دعائے کیل پڑھنے میں مشغول تھا۔ وہ خاموش ہو گیا۔

اس خوشبو اور نور کی طرف متوجہ ہوا اسی دوران ایک شخص با عظمت اسی دروازے سے داخل ہوا جسے ہم نے حکم بند کیا تھا اہل جاز کے لباس میں تھا شانے پر جالے نماز رکھا ہوا تھا مسجد میں داخل ہوا۔ نہایت وقار کے ساتھ حضرت سلم علیہ السلام کے مقبرہ کی طرف رخ کر کے جا رہا تھا۔

ہم بے اختیار اس کے حسن و جمال کی وجہ سے مبہوت ہو کر رہ گئے۔ ہمارے دل قابو میں نہ رہے جب ہمارے قریب پہنچا اس نے سلام کیا۔ میرا رفیق اس قدر مبہوت ہو گیا تھا کہ سلام کا جواب دینے کی بھی طاقت نہ تھی۔

لیکن میں نے زحمت کر کے کوشش کے ساتھ اس کے سلام کا جواب دے دیا۔

جب مسجد سے نکل کر حضرت مسلم علیہ السلام کے صحن میں داخل ہوا ہم اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے اپنے مقام پر سوچنے لگے کہ یہ شخص کون تھا۔

کہاں سے مسجد میں داخل ہوا۔ اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت مسلم کے صحن کی طرف روانہ ہوئے۔

ہم نے دیکھا جو طالب علم وہاں موجود تھا اس نے اپنا تیفز پھاڑ دیا اور ایسے گریہ کر رہا تھا جیسے کسی عورت کا بچہ مر جائے۔ ہم نے اس سے پوچھا۔

کیا ہوا ہے کہ اس طرح گریہ کر رہے ہو؟  
اس نے کہا۔

چالیس راتیں جمعہ کی ہو چکی ہیں کہ اس مسجد میں آیا ہوں۔  
حضرت بقیۃ اللہ ارواحا للتراب مقدمہ الغدار (عج) کی زیارت کا شوق تھا آج تک میری آرزو پوری نہیں ہوئی تھی آج کی رات آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ۔

آنحضرت تشریف لائے اور میرے سر کی طرف کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم کیا کر رہے ہو میں آنحضرت کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے زبان کو حرکت نہ دے سکا۔

زبان کو مرنے کی حرات ہی نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ یہاں سے گزرے

اور چلے گئے۔

جب ہم واپس آئے تو مسجد کا دروازہ ملاحظہ کیا۔ ہم نے دیکھا کہ یہ دروازے کے آگے ڈھیلے، پتھر، اینٹیں، اسی طرح پڑی ہیں۔ جس طرح ہم نے رکھی تھیں انہیں کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور دروازہ بھی بند کیا۔



## حکایت نمبر ۱۰

مرحوم حاجی ندی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب نجم الثاقب میں تحریر کرتے ہیں۔

کہ عالم فاضل شیخ باقر کاشمی آل طالب کے نام سے مشہور ہے فاضل شیخ نے بیان کیا۔

ایک شخص مومن بنام شیخ حسین رحیم رحو آل رحیم کے نام سے مشہور تھا بیان کرتا ہے۔

اسی طرح اس واقعہ کو عالم کامل فاضل، عابد، مصباح، الاتقیاء شیخ طہ نے بھی نقل کیا ہے جو فعلاً ہندی مسجد میں پیش نماز ہے۔ خاص و عام کے لیے قابل اعتماد ہے۔

اس نے بیان فرمایا کہ شیخ حسین رحیم پاک طینت آدمی تھا متذین افراد اور مقدسین میں سے تھا۔

وہ ریوی مرض میں مبتلا تھا۔ کھانسی کے ساتھ خون باہر آتا تھا اس کے ساتھ ساتھ عجیب قسم کی تنگ دہتی میں مبتلا تھا اتنا غریب تھا کہ روزانہ کی قوت بھی نہیں رکھتا تھا غالباً نجف اشرف کے ارد گرد و بادہ نشینوں کے پاس جاتا تھا ان سے غذا تیار کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ چیز مانگ کر لے



آتا تھا۔

اس مجبوری اور بیماری کی وجہ سے کنوارہ ہی تھا شادی شدہ نہ تھا ابھی جوان تھا اور ہمسایہ کی ایک لڑکی کی محبت اس کے دل میں بیٹھ گئی تھی۔

چونکہ وہ مریض اور فقیر تھا اس لیے اسے لڑکی کا رشتہ نہیں دیتے تھے اس وجہ سے بہت ہی زیادہ مغموم و پریشان تھا۔

یہ مصائب و آلام (یعنی فقر و مرض اور لڑکی کا مشتق) اس پر اس قدر گراں تھا کہ ارادہ کیا نجف اشرف جا کر فقار حوائج کے لیے عمل انجام دے اور وہ یہ عمل ہے کہ۔

بدھ کی چالیس راتیں مسجد کوفہ میں گزارے اس ذریعہ سے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام (عج) کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حاجت اور مرادیں پالے گا۔

بالآخر چالیس راتیں بدھ کی اسی طرح بسر کریں۔

مرحوم شیخ باقر کاظمی نے بیان کیا تھا کہ شیخ حسین خود کہتا تھا کہ میں بدھ کی چالیس راتیں مسجد کوفہ میں گیا نہایت کوشش کے ساتھ جاتا تھا تا کہ کسی رات کو ناغہ نہ ہو جائے آخری چالیسویں رات سردیوں کے موسم کی رات تھی بادل اور اندھیرا تھا تیز ہوا اور آہستہ آہستہ بارش ہو رہی تھی کہ میں مسجد کوفہ کی طرف گیا۔

چونکہ سینے سے خون آتا تھا اندر سے روکنے کے لیے کوئی وسیلہ نہ تھا اس لیے مسجد کے باہر ہی مسجد کے دروازے کے ساتھ ایک دوکان تھی وہاں

ہی بیٹھ گیا اور اتفاق سے کوئی ایسا کپڑا بھی نہ تھا جو اپنے بدن پر لپیٹ کر سر ہی سے بچ سکتا۔

صرف تھوڑا سا تھوہہ ہمراہ تھا اور آگ روشن کی ہوئی تھی تاکہ چند پیالی تھوہہ پی سکیں۔

اروگر کوئی آدمی نہ تھا معمول سے زیادہ دل تنگ تھا، فصرہ بہت زیادہ بوچکا تھا میری آنکھوں میں دنیا تارک تھی۔

(دل میں یہی ہستی تھی) خدا یا چالیس راتیں یہاں آیا ہوں۔ میں نے ابھی تک کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی کوئی چیز ظاہر ہوئی ہے میری حاجات بھی پوری نہیں ہوئیں اس قدر سچ و عالم اور مشقت بھی اٹھائی ہے۔ کتنی ایسی راتیں تھیں کہ خوف و خطر کے باوجود میں نے اپنے آپ کو اس مسجد تک پہنچایا مگر کوئی خبر نہیں ہے۔

اسی قسم کے نگرین تھا، ارادہ کیا کہ ایک پیالی تھوہے کی بھر کر بیٹوں میں نے دیکھا ایک شخص عمری لباس میں مسجد کے پینے دروازے سے نکل کر میری طرف متوجہ ہوا ہے اور میری طرف آ رہا ہے۔

جب ددر سے آتے ہوئے اسے دیکھا تو میں بہت پریشان ہوا۔ دل میں خیال کیا کہ عمری شخص مسجد کے اطراف میں رہنے والے بادی نشینوں میں سے ہے میرے پاس آ رہا ہے تاکہ تھوہہ پیئے، اس تارک شب میں مجھے بفر تھوہے کے چھوڑے تاکہ میری پریشانی میں اضافہ کرے میں اپنے ساتھ بہت تھوڑا تھوہہ لایا تھا۔

بہر حال اس نے میرے قریب پہنچ کر سلام کیا اور میرا نام بھی لیا میرے

سلنے بیٹھ گیا۔

میرے نام سے واقف تھا اس لیے میں نے تعجب کیا چوہو کو میں نے اسے بالکل نہیں دیکھا تھا دل میں خیال کیا کہ شاید نجف اشرف کے اطراف میں رہنے والوں میں سے ہو گا میں وہاں جاتا رہتا تھا۔ ان کے پاس مہمان بن کر رہتا تھا!

یہی خیال کرتے ہوئے اس سے پوچھا آپ عرب کے کون سے قبیلہ سے ہیں۔

اس نے کہا

میں ان میں سے بعض قبیلوں سے ہوں۔

اس کے بعد میں نے ایک ایک کر کے ہر ایک قبیلہ کا نام لیا نجف اشرف کے ارد گرد جتنے بھی قبائل آباد تھے سوال کیا میں نے پوچھا۔ آپ نکلاں قبیلہ سے ہیں؟

اس نے کہا نہ، میں ان میں سے نہیں ہوں۔

میں نے غصہ میں آکر اس سے مذاق کیا اور پوچھا۔

تو طری پطری ہے۔

اور یہ لفظ ایسا تھا جس کا کوئی معنی نہ تھا اور میں نے یہ لفظ ناراحتی کی وجہ سے اسے کہا تھا۔

لیکن وہ ناراض نہ ہوا سزا کو فرمایا تجھ پر کوئی رنجش نہیں ہے میں جس قبیلہ سے بھی تعلق رکھتا ہوں آپ فرمائیں یہاں کس لیے تشریف لائے ہو۔

میں نے کہا: تیرے لیے کوئی نائدہ نہیں ہے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں  
یہاں کیوں آیا ہوں۔

اس نے کہا:-

اگر تو مجھے بتا دے کہ کس کام کے لیے آیا ہے تو تیرا اس میں کیا  
نقصان ہے؟

میں اس کے حسن خلق اور خوب گفتگو کرنے سے تعجب کرنے لگا اور  
اس کے اس انداز سے خوش ہوا جس قدر وہ زیادہ گفتگو کرتا تھا میری محبت اس  
کے ساتھ آہستہ آہستہ زیادہ ہوتی جاتی تھی۔

یہاں تک کہ میں نے تمہا کو اٹھایا اور چلم تیار کر کے اسے پیش کی۔  
اس نے کہا:-

تم خود پیٹو میں نہیں پیٹوں گا۔

اس کے بعد ایک تھوڑے کی پیالی اسے پیش کی۔

اس نے مجھ سے لے کر مرفب لگا کر مجھے دے دی اور کہا تم  
اسے پی لو۔

میں نے اسے پکڑا اور پی لیا لیکن آٹا نانا اس کی محبت میرے دل میں  
زیادہ اور ہی تھی۔

میں نے اسے کہا اے بھائی اللہ تعالیٰ نے مجھے آج کی رات میرے  
پاس پہنچایا ہے تاکہ میرا منہ بنے کیا تو میرے ساتھ آئے گا کہ مل کر چلیں  
حضرت مسلم کی قبر کے پاس بیٹھیں۔

اس نے کہا جی ہاں میں آؤں گا لیکن بات یہ ہے کہ تو اپنے دل کی

بات مجھے بتائے۔

میں نے کہا: اے بھائی جو کچھ میرے ساتھ گذرا ہے وہ آپ کو سناؤں گا۔

میں ایک غریب اور نادار آدمی ہوں جس دن سے میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے اس وقت سے آج تک تنگدست ہی ہوں۔

اس کے علاوہ۔ چند سال سے بیمار ہوں سینہ سے خون آتا ہے اس کے علاج کا علم نہیں ہے۔

بیوی بھی کوئی نہیں ہے۔

اپنے محلہ میں ایک لڑکی سے محبت پیدا ہوئی ہے مگر وہ مجھے نہیں دیتے۔

ان حالات میں ایک عالم نے مجھے کہا ہے کہ اگر تو اپنی حاجات اور مرادیں حاصل کرنا چاہتا ہے تو مسجد کو نہ میں بدھ کی چالیس راتیں شب بے داری کرو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (ع) سے استغاثہ کرو ان راتوں میں تو آنحضرتؐ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا ان سے اپنی حاجات بیان کرنا آج چالیسویں اور آخری رات ہے۔

کوئی چیز نہیں دیکھی اس قدر رحمت بھی اٹھائی ہے کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہو ایسی میری حاجات ہیں۔

اس نے کہا: سینہ تیرا ٹھیک ہو جائے گا اور وہ لڑکی بھی بہت جلدی تجھے مل جائے گی مگر تنگ دستی اسی طرح رہے گی یہاں تک کہ دنیا سے جائے۔

اس نے اس قدر اس انداز میں گفتگو کی مگر میں متوجہ نہ ہوا۔  
 میں نے اسے کہا: حضرت مسلم کی قبر کے پاس نہیں جائیں گے۔  
 اس نے کہا: اٹھو چلیں وہ میرے آگے چلا میں بھی اس کے پیچھے روانہ  
 ہوا جب مسجد میں داخل ہوئے اس نے مجھے کہا دو رکعت نماز پڑھو یہ مسجد نہیں  
 پڑھیں گے۔

میں نے کہا: کیوں نہیں۔ وہ میرے آگے کھڑا ہوا اور میں بھی اس کے  
 پیچھے تھوڑے سے فاصلے پر کھڑا ہوا کہ نماز میں مشغول ہوا جس وقت میں سورۃ  
 حمد پڑھ رہا تھا میں اس کی طرف متوجہ ہوا ایسی قرات میں مشغول تھا کہ تاحال  
 ایسی قرات نہیں سنی تھی میں نے دل میں کہا کہ شاید وہ حضرت صاحب الزمان  
 علیہ السلام (ؑ) ہی ہوں نماز کی حالت میں تھا لیکن ایک عظیم قدر اس کے ارد گرد  
 احاطہ کے کیے ہوئے تھا جس کی وجہ سے میں دیکھ نہیں سکتا تھا میں اس  
 کی قرات سن رہا تھا میرا بدن لرز رہا تھا چاہتا تھا کہ نماز کو توڑ دوں۔ مگر  
 آنحضرت کے ڈر کی وجہ سے نہ توڑی جس طرح بھی ہو سکا نماز کو تمام کیا۔  
 لیکن نماز کے بعد دیکھا کہ وہ لورا پر کی طرف چلا گیا۔ اور میں گریہ  
 کرنے لگا۔

اور مسجد سے باہر جو آنحضرت کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کی تھی  
 اس کی مغفرت کرنے لگا۔

اور میں نے کہا اسے میرے آنا آپ نے مجھے وعدہ دیا تھا کہ حضرت  
 مسلم کی قبر کے پاس چلیں جب یہی لفظ کہہ رہا تھا میں نے دیکھا کہ وہ نور حضرت  
 مسلم علیہ السلام کی قبر کی طرف چل پڑا میں بھی اس کے پیچھے چلا۔ حضرت مسلم

کی قبر کے گنبد کے نیچے وہ نور نضا میں کھڑا ہو گیا وہ اس جگہ پر تھا اور میں  
گریہ دزاری میں مشغول تھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور وہ نور آسمان کی طرف  
چلا گیا۔

اس کے بعد میرا سینہ بالکل ٹھیک ہو گیا کچھ دنوں کے بعد وہ لڑکی  
بھی مجھے مل گئی لیکن فقرا بھی تک اپنی جگہ پر موجود ہے۔



## حکایت نمبر ۶۰

ڈز فول ہیں با عظمت و با فضیلت بہت لوگ تھے ان میں سے ایک محمد علی جو لاہا ڈز فولی تھا۔

اس کے بارے میں ایک قصہ مشہور ہے جو چوبیس سال قبل ڈز فول میں اس شہر کے دانشمندیوں میں سے قابل اعتماد افراد سے سنبھے اور بعد میں کتاب الشمس الطالعہ اور کتاب شیخ انصاری کی زندگی کی شرح میں ہے۔ اس میں دیکھا ہے۔

انہوں نے نقل کیا ہے۔

آٹانے حاج محمد حسین تبریزی ایک قابل احترام تاجر تبریز کا رہنے والا تھا اس کی اولاد تبریز نہ تھی جتنے مادی وسائل تھے ان سے استفادہ کیا جس حد تک علاج ممکن تھا وہ بھی کیا لیکن پھر بھی مراد پوری نہ ہوئی۔

وہ کہتا ہے۔

میں نجف اشرف زیارت کے لیے گیا اور حاجت روائی کے لیے مجدد سہل میں گیا استفانہ امام زمان علیہ السلام کی رات کو ظاہر آنحضرت کو دیکھا۔ آمایہ مولانا فرمایا۔

محمد علی جو لاہے کے پاس ڈز فول میں جا کر اپنی حاجت بیان کرو تا کہ



تو اپنی مراد پائے میں دڑنوں پہنچا اور اس شخص کا پتہ کیا لوگوں نے ایڈریس بتایا جب میں نے اسے دیکھا تو بہت خوش ہوا اس لیے کہ وہ غریب مگر روشن ضمیر انسان تھا۔ ایک چھوٹی سی دوکان تھی اس میں کپڑا بننے میں مشغول تھا۔

میں نے اسے سلام کیا اس نے علیک السلام کہا آٹائے حاج محمد حسین تیری حاجت پوری ہو گئی میں نے اس بات پر بہت تعجب کیا کہ وہ میرا نام بھی جانتا ہے اور میری حاجت سے بھی آگاہ ہے۔  
میں نے اس سے خواہش ظاہر کی کہ آج کی رات آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔

اس نے کہا کوئی مانع نہیں آپ رات کو تشریف رکھیں۔  
میں اس کی چھوٹی سی دوکان میں داخل ہوا مغرب کے وقت اذان کہی اور اٹھنے لگا مغرب و عشاء کی نماز پڑھی رات کا تھوڑا سا وقت گزرا تھا کہ اس نے دسترخوان بچھایا تھوڑی سی مقدار میں جو کی روٹی اور کچھ دہی اٹھے بیچ کر شام کا کھانا کھایا۔

میں اور وہ ہم دونوں اسی جگہ اٹھے سوئے صبح اٹھ کر نماز پڑھی اور مختصر سے تعقیبات پڑھنے کے بعد وہ دوبارہ کپڑا بننے میں مشغول ہوا۔  
میں نے کہا:-

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا ایک مقصد پورا ہو گیا اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ آپ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ ارشاد فرمائیں کہ آپ نے کون سا عمل انجام دیا ہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ مقام نصیب ہوا ہے؟

کہ انام زمان علیہ السلام نے آپ کا حوالہ دیا ہے!۔  
اس نے کہا۔

اے آقا آپ یہ کیا سوال کر رہے ہیں آپ کی حاجت پوری ہو گئی ہے  
آپ اپنا استہ سے اور جائیں۔  
میں نے کہا:

میں آپ کا مہمان ہوں، مہمان کا احترام کرنا چاہیے میری خواہش یہ ہے  
کہ آپ اپنی روایتیاد سے آگاہ فرمائیں اور آپ یقین کریں جب تک نہیں  
بتائیں گے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔

اس نے کہا میں اسی جگہ اپنے کام میں مصروف تھا اس مکان کے سامنے  
حکومت کے ایک آدمی کا گھر تھا وہ بہت ظالم آدمی تھا۔  
ایک سپاہی اس کی اور اس کے گھر کی حفاظت کرتا تھا ایک دن  
وہ سپاہی میرے پاس آیا اور کہا آپ اپنے یہ غذا کہاں سے تیار  
کرتے ہو۔؟

میں نے اسے کہا سال میں تین سو کو گندم و جو خرید لیتا ہوں اس سے  
آٹا تیار کرتا ہوں اسی کی روٹی پکاتا ہوں اور کھاتا ہوں عورت اور بچے میرے  
نہیں، تنہا ہی ہوں۔

اس نے کہا میں یہاں حفاظت کے لیے مامور کیا گیا ہوں اور میں  
مناسب نہیں سمجھتا کہ اس ظالم کے گھر کی غذا کھاؤں جو کہ حرام ہے۔ اگر آپ  
کے لیے کوئی مخجوری نہ ہو تو آپ میرے لیے بھی تین سو کو جو خرید کر لیں  
اور ہر روز دو عدد روٹی تیار کر دیں میں آپ کا بہت ہی شکر گزار ہوں گا۔

میں نے اس کی یہ بات قبول کر لی وہ ہر روز آتا تھا اور مجھ سے دو عدد روٹیاں لے جاتا تھا۔

ایک دن میں نے روٹیاں تیار کیں اور اس کی انتظار کرتا رہا لیکن وقت گزر گیا اور وہ نہ آیا۔

میں گیا اور اس کے بارے میں پوچھا۔

لوگوں نے بتایا کہ وہ بیمار ہے اس کی عیادت کے لیے میں گیا میں نے اس سے کہا آپ اجازت عنایت فرمائیں تاکہ میں کوئی حکیم یا ڈاکٹر لے آؤں۔

اس نے کہا۔

ضروری نہیں ہے میں آج کی رات مر جاؤں گا آدمی رات کے وقت اگر کوئی آدمی تیرے پاس آ کر میری موت کی خبر دے تو آپ یہاں تشریف لائیں اور جو کچھ آپ کو کہا جائے آپ اس پر عمل کریں اور باقی سچا ہوا آٹا تیری ملکیت ہے میں چاہتا تھا کہ رات اس کے پاس ہی رہوں لیکن مجھے اجازت نہ ملی۔ اور میں اپنی دکان میں چلا آیا۔

آدمی رات کے وقت مجھے معلوم ہوا کہ کوئی آدمی دکان کا دروازہ

کھٹکھٹا رہا ہے۔

اور کہتا ہے۔

محمد علی تشریف لاؤ، میں باہر نکلا، ایک آدمی کو دروازے پر دیکھا جسے میں نہیں پہچانتا تھا اگلے مسجد میں آئے میں نے دیکھا وہ سپاہی فوت ہو گیا ہے۔ وہاں اس کا جنازہ پڑھا ہوا ہے اور دو آدمی اس کے

پاس کھڑے ہیں۔

انہوں نے مجھے کہا۔

آؤ ہمارے ساتھ تعاون کرو تا کہ اس کا جنازہ نہر پر لے جا کر غسل دیں۔

بالآخر نہر کے کنارے اس کا میت لے گئے غسل و کفن دیا۔ نمازِ جنازہ پڑھی اور مسجد میں لاکر ایک طرف دفن کر دیا۔

پھر میں واپس دکان میں لوٹ آیا۔

کچھ راتیں گزرنے کے بعد پھر کئی نے دروازے پر دستک دی میں دکان سے باہر نکلا، ایک آدمی دروازے پر موجود تھا۔

اس نے کہا آقا جان آپ کو بلاتے ہیں میرے ساتھ چلو تا کہ آتا کی خدمت میں پہنچیں۔

میں نے اس کے حکم کی اطاعت کی اور اس کے ساتھ حل پڑا ہم ایک بیابان میں پہنچے جو فرقۃ العادۃ روشن تھا چاند کی آخری تاریخیں تھیں۔ مگر صحر اچھوڑ ہوئی کے چاند کی طرح روشن تھا۔ اس طرح یہ دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔

کچھ دیر کے بعد اس صحرائی نور دکھ دھڑول کے شمال میں واقع ہوا تھا۔ کے پاس پہنچے دور سے چندا شخص خاص دیکھائی دیئے ایک آدمی کھڑا ہوا ہے باقی دائرے کی صورت میں ایک آدمی کے ارد گرد بیٹھے ہیں جو آدمی ان کے درمیان بیٹھا تھا وہ بہت زیادہ باعظمت تھا۔

میں سمجھ گیا کہ وہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (عج) تشریف

فرمایا میں خوفِ دہرا اس کی وجہ سے میرا بدن لرزتا تھا۔ اور عجیب کیفیت طاری تھی۔

جو شخص مجھے بلانے آیا تھا اس نے کہا ذرا آگے چلو میں چند قدم آگے چل کر کھڑا ہو گیا۔

جو شخص آتا جان کی خدمت میں کھڑا تھا اس نے کہا ڈور نہیں ذرا اور آگے آؤ۔

میں اور ذرا آگے چلا گیا۔

حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام (ر) نے ان میں سے ایک شخص کو فرمایا اس سپاہی کا منصب اسے دے دو اس لیے کہ اس نے ہمارے شیعوں کی بھی خدمت کی ہے۔

میں نے عرض کیا۔

میں کارِ باری آدمی کپڑا بننے کا کام کرتا ہوں میں سپاہی کی ڈیوٹی کیسے ادا کروں گا۔

(میں نے خیال کیا تھا کہ اس سپاہی کی جگہ پر مجھے اس آدمی کا اور گھر کا نگہبان بنانا چاہتے ہیں)۔

آتا جان مسکرائے اور فرمایا۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو اس کا منصب تھا وہ آپ کے حوالے کریں میں نے بھی اپنے پہلے لفظ دہرا سے۔

پھر انہوں نے فرمایا ہم چاہتے ہیں کہ اس سپاہی کا منصب تجھے دے دیں۔ اور یہ مقصد نہیں ہے کہ تو سپاہی بنے جاؤ تم اس کی جگہ پر ہی کام کرو گے۔

میں تہا داپس لوٹ آیا لیکن واپسی کے وقت بہت اندھیرا تھا۔ اور  
بچھو اللہ اسی رات سے لے کر اس وقت تک میرے آقا و مولا حضرت صاحب  
الزمان علیہ السلام کے دستورات مجھ تک پہنچتے ہیں اور انحضرت کے ساتھ  
ارتباط رکھتا ہوں ان میں سے ایک ہی تمارا کام بھی تھا جو انحضرت نے مجھے  
مکمل فرمایا تھا۔

(نقل از کتبچینہ دانشمندیوں جلد پنجم)



## حکایت نمبر ۶۱

احمد بن فارس ادیب بیان کرتا ہے کہ میں نے بغداد میں عجیب قسم کی حکایت سنی اور وہ بعض دوستوں کو اصرار کی بنا پر خط میں بھی لکھی ہے۔ ایک دفعہ میں ہمدان میں گیا۔ وہاں ایک قبیلہ بنی راشد کے نام سے معروف تھا انہیں دیکھا کہ تمام شہید اثنا عشری ہیں میں نے ان سے شیعہ ہونے کا سبب پوچھا۔

ان میں سے ایک ضعیف آدمی نے بتایا اس سے صلاح و ایمان کے آثار اور تقویٰ نمایاں تھا اس نے کہا:-

ہمارے جہیز گوارجن کی طرف ہمیں نسبت دیتے ہیں۔ وہ بیان کرتے تھے کہ میں ایک دفعہ مکہ مکرمہ زیارت کے لیے گیا اعمال حج بجالانے کے بعد جب میں واپس آ رہا تھا، میں نے ارادہ کیا کہ کچھ فاصلہ پیدل چلنا چاہیے کچھ دیر میں پیدل چلا اور تھک گیا اور تھکاوٹ دور کرنے کے لیے میں ایک طرف لیٹ گیا۔ خیال یہ تھا کہ قافلہ ابھی بہت پیچھے ہے جب میرے قریب پہنچے گا بے دار ہو کر اس کے ساتھ روانہ ہو جاؤں گا۔

لیکن جب میں بے دار ہوا اس وقت سورج کی گرمی مجھ پر پڑ رہی تھی

اور حقیقت میں آفتاب کی گرمی نے مجھے بیدار کیا تھا۔

ادھر ادھر نگاہ کی کوئی آدمی نظر نہ آیا اور اس راستے سے بھی ناواقف تھا۔

بہر حال میں خدا پر توکل کرتے ہوئے چل پڑا۔ تھوڑی دیر ہی چلا تھا کہ سرسبز آباد زمین دیکھی معلوم ہوتا تھا کہ اس قطعہ زمین پر ابھی ابھی بوزہ باندھی ہوئی تھی اس قدر زمین اور ہوا میں طراوت تھی جو آج تک نہ دیکھی تھی اس ٹکڑے کے درمیان ایک محل دیکھا جو سورج کی طرح چمک رہا تھا میں نے اپنے دل میں سوچا اسے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہ محل کس کا ہے؟

میں محل کی طرف چل پڑا دروازے پر دو خادم کھڑے تھے۔

سفید لباس انہوں نے پہن رکھے تھے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب اچھے انداز میں دیا میں چاہتا تھا کہ اس محل کے اندر جاؤں۔

انہوں نے کہا آپ یہاں ٹھہر جائیں۔ انتظار فرمائیں یہاں تک کہ ہم اجازت لے کر آئیں۔

ان میں سے ایک ذکر محل میں داخل ہوا تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا آیے تشریف لائیں!۔

میں محل میں داخل ہوا۔ ذکر میرے ٹکڑے آگے چل رہا تھا۔ یہاں تک کہ ایک کمرے کے دروازے پر پہنچے اس پر پردہ لٹک رہا تھا ذکر نے وہ پردہ اٹھایا اور مجھے کہا اندر داخل ہو جاؤ۔ میں کمرے میں داخل ہوا۔



اس میں ایک نوجوان کو دیکھا جو ایک دیوار کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سر کے اوپر ایک تلوار لٹک رہی ہے وہ چاند کی طرح تاریکی میں چمکتی تھی۔

میں نے سلام کیا اس نے خصوصی لطف کے ساتھ جواب دیا پھر فرمایا کیا تو مجھے جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟  
میں نے کہا:-  
نہیں۔

اس نے فرمایا:- میں قائم آل محمد ہوں جو آخری زمانہ میں خیر کے گاہک اور اس تلوار کے ساتھ پوری دنیا کو عدل و انصاف سے پر کرے گا میں آنحضرت کے سامنے زمین پر بیٹھ گیا اور اپنے چہرے کو زمین پر رگڑنے لگا۔

آنحضرت نے فرمایا:- اس طرح نہ کرو، اپنے سر کو اٹھا لو آپ ننان شخص ہیں جو پہاڑ کے دامن میں شہر ہے وہاں کا تو رہنے والا ہے اور اس شہر کا نام ہمدان ہے،  
میں نے کہا:-

اے میرے مولا و آقا آپ نے دردت فرمایا ہے۔  
آنحضرت نے فرمایا:-

کیا تو چاہتا ہے کہ اپنے شہر میں واپس لوٹ جائے۔  
میں نے عرض کیا:- جی ہاں۔

میں چاہتا ہوں کہ لوٹ کر اپنے شہر میں جاؤں اور ان لوگوں

کو بتاؤں کہ میں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام رجم کی زیارت کر کے آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنا لطف و کرم فرمایا ہے۔  
میں نے دیکھا آنحضرتؐ نے اپنے خادم کو اشارہ فرمایا کہ اس پر عمل کرو۔

آنحضرتؐ کے خادم نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک تھیلی رقم کی جھی بٹھے دی اور اپنے ساتھ مجھے باہر لے آیا میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ خدا مانتی کی اور چل پڑے ہم جن وقت اس محل سے باہر نکلے ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ دور سے ایک شہر نظر آ رہا تھا اس کے درخت اور سنارے وغیرہ نظر آ رہے تھے۔

خادم نے مجھ سے پوچھا۔

آپ اس شہر کو مانتے ہو؟

میں نے کہا۔

یہ شہر اس شہر کی مشبہ معلوم ہوتا ہے جو ہمدان کے قریب ہے اور اس کا نام اسد آباد ہے۔

اس خادم نے کہا۔

جی ہاں، یہ شہر اسد آباد ہے امید خدا کے ساتھ جاؤ۔

پھر میں نے اسے نہیں دیکھا جب تھیلی کھولی تو اس میں چالیس اشرفیا موجود تھیں۔

اس کے بعد میں ہمدان پہنچا تمام اہل دیہات اور قوم و قبیلہ کو جمع کیا انہیں حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام رجم کی زیارت اور ملاقات

کا واقعہ بیان کیا اور انہیں مذہبِ شیعہ قبول کرنے کو کہا جب تک وہ  
اشرفیاں ہمارے پاس موجود تھیں وسعتِ رزق اور خیر و سلامتی سے زندگی  
بسر کی تھی۔

اس حکایت کو کتابِ نجمِ اثناب  
سے نقل کیا ہے اور یقینی دلائل  
کے ساتھ میرے یہ بیانات ہیں  
کہ واقعہ یقیناً صحیح ہے۔



## حکایت نمبر ۶۲

شیدہ افراد کی ذمہ داری ہے کہ جس وقت کوئی مجتہد، مرجع وقت فوت ہو جائے تو اولین عبادی عمل کے لیے مرجع تقلید اعلم کو معین کریں۔ اور احکام اسلام میں اس کی پیروی کریں۔

مرحوم آیت اللہ حاج شیخ محمد حسن، صاحب جو اہر کی وفات کے بعد لوگوں نے مرحوم شیخ مرتضیٰ انصاری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کو مرجع تقلید معین کیا اور ان سے رسالہ عملیہ، ترویج المسائل طلب کی۔ شیخ انصاری نے فرمایا۔

سید العلماء مازندرانی کی موجودگی میں میرے پاس ترویج المسائل نہیں ہے۔

وہ مجھ سے اٹکم ہیں اور بابل میں قیام پذیر ہیں میں مرجعیت قبول نہیں کروں گا۔

اس لیے شیخ انصاری نے سید العلماء کو بابل میں ایک خط لکھا اس میں التماس کی کہ آپ نجف اشرف تشریف لائیں اور حوزہ علمیہ شیوخ کی زمامت قبول کریں۔

سید العلماء نے شیخ انصاری کے خط کا جواب دیا۔

یہ درست ہے کہ جب میں نجف اشرف میں تھا آپ کے ساتھ مباحثہ کرتا تھا توفیق میں، میں آپ سے زیادہ قوی تھا لیکن اب کافی مدت سے میں بابل میں قیام پذیر ہوں۔

درس و تدریس کا سلسلہ نہیں ہے بحث و مباحثہ چھوڑ چکا ہوں۔ اس بنا پر میں آپ کو اب اپنی ذات سے اعظم جانتا ہوں اس بنا پر مرجعیت کو آپ خود قبول فرمائیں۔

شیخ انصاری نے اس کے باوجود فرمایا کہ میں اپنے آپ کو اس مقام و منصب کے قابل نہیں سمجھتا۔

اگر میرے مولا و آقا حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) مجھے اجازہ اجتہاد عنایت فرمائیں اور مجھے اس مقام و منصب کے لیے معین کریں تو میں قبول کر دلا گا۔

ایک دن شیخ انصاری درس کے لیے تشریف فرما تھے اور ان کے شاگرد بھی ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص داخل ہوا جس سے اس کی عظمت و جلال کے آثار ظاہر تھے شیخ انصاری نے اس کا احترام کیا اس شخص نے طلبہ کی موجودگی میں شیخ انصاری کی طرف رخ کیا۔

اور پوچھا۔

ایک عورت جس کا شوہر مسخ ہو گیا، ہوا اس کے بارے میں آپ کی رائے

(فتویٰ) ہے۔

(یہ مسئلہ کسی کتاب میں بھی عنوان نہیں کیا گیا اس لیے کہ اس امت میں

سخ کا وجود نہیں ہے۔)

اس بنا پر شیخ انصاری نے کہا۔

چونکہ فقہ کی کتابوں میں یہ مسکد بیان ہی نہیں کیا گیا لہذا میں جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اس شخص نے پوچھا۔

اب آپ فرض کریں کہ اس امت میں ایک ایسا واقعہ رونما ہوا ہے ایک عورت کا شوہر سبک ہو گیا ہے۔

وہ عورت کیا کرے۔

شیخ انصاری نے کہا۔

میرے سامنے (فخری) ایہ ہے کہ اگر مرد حیوانات کی شکل پر سبک ہوا ہے تو اس کی عورت کو چاہیے کہ عدہ طلاق گزارے۔ اور اس مدت کے بعد نکاح کر سکتی ہے چونکہ اس کا شوہر زندہ ہے۔ اور روح بھی رکھتا ہے۔

لیکن اگر اس کا شوہر جمادات کی صورت میں سبک ہوا ہے تو اس کی عورت عدہ وفات گزارے اس لیے کہ اس کا شوہر مردہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔

اس مدت کے بعد تقدیر کر سکتی ہے۔

اس شخص نے تین مرتبہ فرمایا۔ اَنْتَ الْمُجْتَهِدُ۔ اَنْتَ الْمُجْتَهِدُ۔ اَنْتَ الْمُجْتَهِدُ۔

یعنی تو مجتہد ہے، تو مجتہد ہے، تو مجتہد ہے۔

اس کے بعد وہ شخص درس کی مجلس سے اٹھا اور باہر چلا گیا۔

شیخ انصاری جانتے تھے کہ وہ حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) تھے اور اسے ہجازہ اجتہاد و عنایت فرمایا ہے اس لیے فوراً اپنے شاگردوں کو فرمایا اس شخص کو تلاش کرو شاگرد اسی وقت اٹھے ادھر ادھر دوڑے مگر کسی کو بھی نہ دیکھا۔

اس بنا پر شیخ انصاری اس کے بعد اس بات پر آمادہ ہوئے کہ لوگوں کو توضیح المسائل پیش کریں تاکہ لوگ ان کی تقلید کریں۔

(نقل از گنجینہ دانشمندان جلد ۵)۔



## حکایت نمبر ۴۳

مرحوم میرزا یحییٰ صاحب قوانین، نقل کرتے ہیں کہ میں اور علامہ بحر العلوم کے آٹا باقر بھجانی کے درس میں جاتے تھے مل کر درس کا باعث کرتے تھے اور اکثر اوقات میں دروس کو سید بحر العلوم کے لیے بیان کرتا تھا۔

یہاں تک کہ میں ایران آ گیا کچھ عرصہ کے بعد شیعہ علماء اور دانشمندیوں کے درمیان سید بحر العلوم، عظمت و علم میں مشہور ہوا۔ میں بہت تعجب کرتا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ اس میں اتنی قابلیت ہی نہ تھی وہ کیسے اس مقام پر پہنچ گیا؟

مجھے مقبات عالیات کی زیارت کے لیے عراق جانے کا موقع ملا نجف اشرف میں سید بحر العلوم سے ملاقات کی اس مجلس میں ایک مسئلہ میں نکلا میں نے اس موقع پر دیکھا و اتفاقاً وہ مجھ میں مارتا ہوا سمندر تھا اتفاقاً اسے بحر العلوم ہی کہنا چاہیے۔

ایک دن میں نے تنہائی میں اس سے پوچھا آتا ہم اگلے درس پڑھتے تھے اس وقت آپ اتنے علم مرتبہ اور اتنی استفادہ کے مالک نہ تھے بلکہ درسوں میں آپ مجھ سے استفادہ کرتے تھے اب بحر اللہ دیکھ رہا ہوں کہ علم و دانش میں فرق العادۃ صلاحیت کے مالک ہو، بحر العلوم نے فرمایا میرزا ابو القاسم آپ کے



سوال کا جواب اسرار میں سے ایک ماز ہے آپ کو آگاہ کرتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی کو نہ بتانا۔

میں نے شرط قبول کی، پہلے تو اس نے رحماً بتایا۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ حضرت ولی عصر ارواحِ اندہ نے مجھے مسجد کوفہ میں اپنے سینے سے لگایا ہے۔ میں نے پوچھا آپ آنحضرت کی خدمت میں کیسے پہنچے؟

بحر العلوم نے فرمایا:۔ ایک رات کو میں مسجد کوفہ میں گیا تو اپنے آقا و مولا

حضرت امام ولی عصر علیہ السلام (عج) کو عبادت میں مشغول دیکھا میں نے کھڑے

ہو کر سلام کیا آنحضرت نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا آگے آؤ میں چند قدم

آگے ہوا لیکن ادب کی وجہ سے بہت زیادہ آگے نہ گیا آنحضرت نے فرمایا اور

قریب آؤ میں چند قدم اور قریب چلا گیا پھر فرمایا اور آگے آؤ میں اتنا قریب

ہو گیا کہ آنحضرت نے ہمد و محبت کی آغوش کھولی مجھے اپنی نعل میں سے لیا اور

اپنے سینہ مبارک سے لگایا اس وقت خداوند کریم نے جو کچھ چاہا کہ اس (یعنی

میرے) سینہ میں ہونا چاہیے اس کے ساتھ پڑ کر دیا۔



## حکایت نمبر ۶۴

مرحوم ایت اللہ الحاج میرزا محمد علی گلستانہ اصفہانی نے جس وقت مشہد مقدس میں مقیم تھے ایک عالم دین کو بیان کیا میرا چچا مرحوم سید محمد علی جو صالح لوگوں میں سے تھا تھیں کرتا تھا۔

اصفہان میں ایک عظیم بنام جعفر نعل بند رہتا تھا وہ ایسی باتیں کرتا تھا جنہیں لوگ قبول نہیں کرتے تھے مثلاً میں حضرت امام زمان علیہ السلام (عج) کی خدمت میں پہنچا ہوں زمین کے ٹامے منٹوں میں طے کیے ہیں طبعی طور پر وہ لوگوں کے ساتھ سچے جوں بہت کم رکھتا تھا، کبھی کبھی لوگ اس کی غیر موجودگی میں باتیں بناتے تھے اور کونکوں نے وہ واقعات نہیں دیکھے تھے اس لیے افسانہ قرار دیتے تھے۔

ایک دن اصفہان کے علاقہ تخت فولاد میں اہل قبور کی زیارت کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں دوسری طرف آقا جعفر کو دیکھا میں اس کے قریب گیا اور پوچھا گیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ سفر میں اکٹھے چلیں۔ اس نے کہا کوئی حرج نہیں ہے۔

راستہ میں پھرتے ہوئے دوران سفر میں نے اس سے پوچھا لوگ آپ کے متعلق کئی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ کیا لوگ سچ کہتے ہیں کہ آپ حضرت امام زمان

علیہ السلام (ع) کی خدمت میں پہنچے ہیں ؟

ہے تو وہ نہیں چاہتا تھا کہ میرے اس سوال کا جواب دے اس لیے اس نے کہا: آتا اس قسم کی باتیں چھوڑو اکٹھے مل کر اور مسائل پر گفتگو کریں گے۔

میں نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ میں انشاء اللہ اس چیز کا اہل ہوں اس نے کہا۔

میں پچیس<sup>۲۵</sup> مرتبہ کہ بلا معنی زیارت کے لیے گیا ہوں جب پچیسویں مرتبہ میں گیا تو نینو کا رہنے والا ایک آدمی رفیق سفر تھا جو راستے میں میرے ساتھ ل گیا تھا کچھ منازل طے کرنے کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس کی مرض بڑھتی گئی یہاں تک کہ ایسے مقام پر پہنچے جہاں قافلہ اس وجہ سے چند دن رک گیا کہ آگے جا سنا سے گزرنا ہے وہاں خطرہ ہے امن نہیں ہے۔ ابھی وہاں ہی بیٹھے تھے کہ سچے سے ایک اور قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا دو دن قافلے اکٹھے ہو گئے اور مل کر روانہ ہو گئے۔ میں بھی اس حال بہت خراب تھا جب قافلہ روانہ ہوا میں نے میں کو دیکھا وہ اس قابل نہیں تھا کہ سفر کرے لہذا میں اس کے پاس گیا اور کہا مجھے اب اجازت دیں میں لب جاتا ہوں آپ کے لیے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے جب میں خدا حافظی کرتا چاہتا تھا، میں نے دیکھا کہ وہ دور رہا ہے میں بہت حیران و پریشان ہوا روز عرفہ بہت نزدیک تھا پچیس سال سے تمام مدت روز عرفہ میں کہ بلا معنی میں ہوتا تھا (ایک طرف یہ بات تھی) دوسری طرف اس رفیق سفر کو اس حال میں تنہا چھوڑ کر جانا مد نظر تھا کہ ایسی صورت میں اس کو کیسے چھوڑ کر جاؤں ؟۔

بہر حال کچھ مجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں وہ مسلسل گریہ کر رہا تھا۔ اس نے مجھے کہا اسے فلاں میں ایک گھنٹے تک فوت ہو جاؤں گا ایک گھنٹہ کے لیے ٹھہر جاؤ جس وقت میں مر جاؤں جو کچھ میرے پاس ہے گدھا تمام اشیاء اور مال تیرا ہوگا فقط میرا جنازہ کر بلا میں پہنچا کر وہاں دفن کر دینا۔

یہ سن کر میرا دل جل گیا جس طرح مجھی ہوا میں اس کے پاس ٹھہر گیا تاکہ وہ انتقال کے تافلہ نے میرے لیے صبر نہ کیا اور وہ مدافنہ ہو گیا۔

میں نے بھی جنازہ کو گدھے پر باندھا اور اپنے مقصد کی طرف روانہ ہو گیا گروہنار کے علاوہ تافلہ کا نام و نشان نہ تھا میں تافلہ کو نہ پاس کا تقریباً ایک فرسخ میں چلا تھا کہ مجھ پر خوف طاری ہوا جتنا حکم بھی جنازہ گدھے پر باندھا تھا کچھ مقدار نامدے کرنے کے بعد زمین پر گر پڑتا تھا کس طرح بھی جنازہ گدھے کی پشت پر نہیں ٹھہرتا تھا۔

بالآخر جب میں نے دیکھا کہ کسی صورت میں مجھے جانا ممکن نہیں میں بہت پریشان ہو گیا، حضرت سید الشہداء کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ اور بتتے ہوئے آنسوؤں سے فریاد کی۔

اسے میرے آقا مولانا میں آپ کے اس زائر کے ساتھ کیا سلوک کروں اگر اس بیابان میں چھوڑ دوں تو روز قیامت کیا جواب دوں گا اگر چاہوں کہ کہ بلائے آؤں تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میری قدرت سے باہر ہے میں بے بس ہو چکا ہوں۔

اچانک میں نے دیکھا چار سوار ہیں ان میں سے ایک کی شخصیت

زیادہ ہے اس بندہ کو اس نے فرمایا:۔ اے جعفر ہمارے ذائقے کے ساتھ کیا کر رہے ہو؟

میں نے عرض کیا:۔ اسے آقا کی کروں میں بے بس ہو چکا ہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔

اس گفتگو کے دوران میں تین افراد اتر پڑے، ان میں سے ایک کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ اسے زمین پر مارا، زمین سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا اس میت کو غسل دیا اور وہ بندہ گوارا گئے کھڑے ہو گئے

باقی افراد نے اس کے ساتھ کھڑے ہو کر اس پر نماز جنازہ پڑھی اس کے بعد تینوں افراد نے میت کو اٹھا کر گدھے کے اوپر حکم بانڈھا اور میری آنکھوں سے غائب ہو گئے۔

میں وہاں سے روانہ ہوا معمول کے مطابق رقتار تھی لیکن جو قافلہ مجھ سے پہلے روانہ ہو چکا تھا میں اس کو پہنچ گیا بلکہ اس کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گیا کچھ دیر کے بعد ایک اور قافلہ دیکھا جو اس قافلہ سے بھی پہلے چلا تھا اس قافلہ کو بھی میں نے پیچھے چھوڑا اور آگے نکل گیا کچھ دیر کے بعد سفیدیل دیکھائی دی جو کہ بلا کے نزدیک تھی پھر میں کہ بلا معلیٰ میں داخل ہو گیا اور میں خود اس قدر جلدی راستہ طے کرنے پر حیران ہوتا تھا۔

آخر کار اسے وادی امین (قبرستان کہ بلا) میں لے جا کر دفن کیا میں کہ بلا میں ہی تھا کہ میرے رقتار جو قافلہ میں تھے مجھ سے بیس دن بعد کہ بلا پہنچے تھے۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا تو کہ آیا ہے اور کیسے آیا ہے؟ میں اجمالاً تمام مطالب بیان کرتا تھا اور وہ تعجب کرنے لگے یہاں تک کہ روز عرفہ آیا

جب میں حرم میں گیا تو دیکھا کہ لوگ حیوانات کی شکل میں نظر آ رہے ہیں ،  
میں سخت خوف کی وجہ سے اپنی منزل پر لوٹ آیا۔

پھر اسی دن دوسرے منزل سے باہر آیا پھر بھی بعض لوگوں کو مختلف  
قسم کے حیوانات کی صورت میں دیکھا

عجیب ترین بات یہ تھی کہ اس سفر کے بعد بھی چند سال آئندہ ایام  
عزہ میں کر بلا مصلی زیارت کے لیے آیا ہوں لفظ روز عرفہ میں بعض افراد کو  
مختلف حیوانات کی شکل و صورت میں دیکھتا ہوں لیکن روز عرفہ کے علاوہ باقی  
ایام میرے لیے ایسی صورت پیش نہیں آتی اس وجہ سے میں نے پختہ ارادہ  
کیا کہ آئندہ روز عرفہ کر بلا مصلی زیارت کے لیے نہ جاؤں جس وقت میں اصفہان  
میں لوگوں کے سامنے یہ مطالب بیان کرتا تھا وہ یقین نہیں کرتے تھے یا  
بیری غیر موجودگی میں باتیں بناتے تھے۔

میں نے ان حالات میں عزم کیا کہ آئندہ اس واقعہ کے تعلق کسی سے بھی  
کوئی بات نہیں کروں گا اور کافی عرصہ کسی کے سامنے کوئی بات بھی نہ کہیں  
تک کہ ایک مدت میں اپنی بیری کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کا اہتمام جس سے  
آلات کافی تعداد کو لا کر ایک آدمی کو دیکھا اس نے کہا: اے بھرتیجے حضرت  
صاحب اللہ! علیہ السلام ہمارے ہیں۔

میں نے لباس پہنا اور اس کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے اصفہان کی مسجد  
جمہ میں لے گیا میں نے دیکھا وہاں ایک بلند منبر پر آنحضرت تشریف فرما ہیں۔  
اور مدت سے لوگ ان کے پاس جمع تھے میں نے دل میں سوچا اسی جمعیت کی وجہ  
سے آفاقی زیارت کیسے کروں گا اور ان کی خدمت کیسے پہنچوں گا؟

اچانک میں نے دیکھا کہ میری طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں جعفر تشریف  
لاؤ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضرتؐ نے فرمایا جو کچھ تو نے کہلا کے  
راستے میں دیکھا تھا لوگوں کو کیوں نہیں بیان کرتا؟۔

میں نے عرض کیا اے میرے مولا! آنا میں وہ واقعات لوگوں کے  
سامنے بیان کرتا تھا لیکن لوگ میری غیر موجودگی میں بدزبان کہتے تھے  
اس لیے میں نے بیان کرنا چھوڑ دیا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا آپ لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھریں آپ اس  
واقعہ کو لوگوں کے لیے بیان کریں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ ہم اپنے جد بزرگوار حضرت  
ابن عبدالمطلبؑ علیہ السلام کے زائے سرین پر کس قدر نظر شفقت رکھتے ہیں۔

## حکایت نمبر ۶۵

مرحوم علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اور مرحوم حاج شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ والد مرحوم مجلسی علیہ الرحمہ کے ہاتھ سے دہلے معروف کے پچھے کی طرف حزیمائی لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ  
عَلٰی اَشْرَفِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدًا وَعِیْرَتِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَبَعْدُ۔

سید نجیب، حبیب، زبیرہ سادات عظام و نقباء کرام، محمد ہاشم ادام اللہ تعالیٰ تائید نے مجھ سے حزیمائی کی خواہش ظاہر کی ہے جو کہ ہمارے مولا (علی) امیر المؤمنین علیہ السلام کی طرف منسوب ہے میں اسے اجازت دوں۔ لہذا میں نے اسے اجازت دی ہے کہ اس دعا کو میری طرف سے میری سند کے ساتھ میں نے سید عابد و زاہد امیر اسحاق اتر آبادی سے (جو کہ بلا سنی) میں حضرت سید الشہداء کی قبر کے ساتھ دفن ہے) لی ہے اس نے ہمارے مولا امام خلیفہ اللہ حضرت صاحب الزماں علیہ السلام سے نقل کی ہے اور اس کا فقہ اس طرح ہے۔

سید امیر اسحاق اتر آبادی نے نقل کیا کہ میں کم کو مہ جاتے ہوئے قافلہ سے پچھے رہ گیا آہستہ آہستہ تھکاڑ اور پریاس کی شدت کی وجہ سے اپنی زندگی



ماریس ہو گیا۔

لہذا پاؤں قبلہ کی طرف کر کے پشت کے بل لیٹ کر شہادتیں پڑھے ہیں  
مشغول ہو گیا۔

اچانک حضرت صاحب الزمان علیہ السلام میرے مولاد آقا اور عالمین کے  
مولاد آقا تمام لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تشریف لائے اور میرے سر ہاتے  
کھڑے ہو کر مجھے فرماتے ہیں۔

اے اسحاق اٹھو میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پیاس لگی ہوئی تھی  
آنحضرت نے مجھے پانی دیا میں نے سیر ہو کر پیا، ذرا پیاس میرے پیچھے بیٹھ جاؤ  
میں گھوڑے پر ان کے پیچھے بیٹھ گیا وہاں سے چل پڑے میں راستے میں  
حزبیانی پڑھنے میں مشغول ہوا آنحضرت میرے اشتباہات کی اصلاح فرماتے  
تھے یہاں تک کہ حزبیانی تمام ہوا۔

اچانک میں نے اپنے آپ کو ابطح کے مقام پر دیکھا ارا بطح سر زمین مکہ  
کو کہتے ہیں، آنحضرت سواری سے نیچے اترے اور غائب ہو گئے ہمارا تانہ جس  
سے میں پیچھے رہ گیا تھا وہ میرے پینچنے سے نوزن بعد مکہ میں پہنچا چونکہ مکہ والوں  
میں میرے متعلق شہرت ہو گئی تھی کہ یہ طی الارض یعنی معجزہ کے ساتھ سفر طے  
کر کے اکم پہنچا ہے اس لیے میں اپنے آپ کو پوشیدہ ہی رکھتا تھا۔  
مرحوم مجلسی اول نے فرمایا۔

اس سید جلیں نے چالیس مرتبہ پیدل حج کیا اور جس زمانے میں کربلا سے  
حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے شہد تشریف لاتا میں اصفہان  
میں اس کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور اس سے بہت سی کرامات دیکھی ہیں

ان میں سے ایک کرامت یہ تھی کہ اصفہان میں سید نے خواب دیکھا کہ اس کی موت بہت نزدیک ہے بہت جلدی دنیا سے چلا جائے گا۔ سید امیر نے مجھے کہا پچاس سال سے کہ بلا میں مجاور تھا چاہتا ہوں کہ وہاں ہی مردوں۔  
 ضمناً ستر تو مان اپنی بیوی کا حق مہر اس کے ذمہ تھا ایک شخص مٹھہ میں اس کا مقروض تھا چاہتا تھا کہ اس سے اپنا قرضہ طلب کرے۔

ہمارے بعض دوست جب اس موضوع سے آگاہ ہوئے وہ رقم (ستر تو مان) اس کو دی اور ایک آدمی کو اس کے ساتھ بھیجا تا کہ کہ بلا تک اس کو پہنچائے جو شخص اس سید کے ساتھ گیا تھا اس نے بعد میں نقل کیا تھا کہ راستے میں بالکل صحت ٹھیک تھی۔ مات خراب تھی لیکن جن وقت کہ بلا پہنچا اور قرض ادا کر دیا تو جا رہ گیا اور دنیا سے دارالبقار کی طرف چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے۔

## حکایت نمبر ۶۶

حضرت جتہ الاسلام والمسلمین جناب آقا حاج شیخ محمد امین افشار ساکن کابل جسے چند سال سے حکومت افغانستان نے قید ہونے کے جرم میں اور انقلاب ایران کا حمایتی ہونے کی وجہ سے جیل میں ڈال دیا ہے اور اس وقت تک اس عالم ربانی کی کوئی خبر نہیں ہے۔

اس کے بیٹے اور قوم و قبیہ اس کی زندگی سے ناامید ہو چکے ہیں وہ زیارت کے لیے مشہد مقدس آتے تھے تو میرے ساتھ بہت مانوس تھے ہمیشہ مولانا کا حضرت بقیۃ اللہ ارواحا فدوا کی یاد میں رہتے تھے، ۱۳۵۵ھ ہی میں مکہ مکرمہ میں انہوں نے میرے لیے ایک واقعہ نقل کیا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ قصہ افغانستان میں مشہور ہے۔ میں نے بعد میں اس قصہ کو کتاب جمعری الحسان میں بھی پڑھا ہے۔ اس کے مولف مرحوم حاج شیخ علی اکبر نماوندی ہیں اس واقعہ کو یہاں اسی کتاب سے نقل کر رہا ہوں تاکہ کئی یا زیادتی نہ ہو۔

فاضل جلیل آخوند ملا ابوالقاسم قندہاری ان اشخاص میں سے ہیں جو حضرت بقیۃ اللہ ارواحا فدوا کی خدمت میں پہنچے ہیں اور آنحضرت کو پہچانا ہے جو کچھ میں اس حکایت کو لکھنے کا طالب تھا اس لیے ان سے درخواست کی کہ آپ واقعہ کی صورت سے واقف ہیں اس لیے تحریر فرمائی انہوں

نے جواب تحریر کیا کہ آپ کے دستور اور فرمائش کی اطاعت کرتے ہوئے جواب عرض کر رہا ہوں۔

۱۶۶۶ء قمری میں ملا عبدالرحیم ابن ملا حبیب اللہ افغان کے پاس فارسی کی کتب بیت و تجرید پڑھاتا تھا۔

جمو کو عصر کے وقت اپنے استاد محترم کی ملاقات کے لیے ان کے پاس گیا وہ بیٹھک والے کمرے کے چھت پر تشریف فرما تھے، افغانستان کے کچھ علماء و قاضی اور خوانین حضرت تشریف فرما تھے مجلس میں اوپر کی طرف، قبلہ کی طرف پشت کر کے ملا علم قاضی القضاة اور سردار محمد علم خان ابن سردار و حمد اللہ خان اور ایک مصری عالم بعض دوسرے علماء کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے وہ سب اہل سنت تھے لیکن میں اور جناب عطار باشی سردار اور ملا حبیب اللہ مرحوم کے بیٹے شیعہ تھے جو شمال کی طرف پشت کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔

جو بات جس جگہ سے وابستہ ہوتی جہاں کہیں درمیان میں شیعہ کے متعلق کوئی گفتگو ہوتی تو وہ لوگ شیعوں کے عقائد کے بارے میں بہت مذمت کرتے۔

قاضی القضاة نے کہا: شیعوں کے عقائد میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ہمدانی ابن حضرت حسن عسکری سامرا میں جو ۳۵۵ قمری میں پیدا ہوا اور اپنے گھر کے تہ خانہ میں غائب ہو گیا اور ابھی تک زندہ ہے کائنات کا نظام اس کے وجود مقدس کے صدمتے قائم ہے، بالآخر تمام اہل مجلس شیعوں کے متعلق بدکلامی کرنے لگے۔

مصری عالم سب سے زیادہ بدکلامی کر رہا تھا مگر خصوصاً حضرت مہدی کے بارے میں خاموش تھا۔

جب قاضی القضاة کی گفتگو حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق ختم ہوئی ہے۔

تو اسی مصری عالم نے کہا۔

علویوں کی مسجد جامع میں حدیث کے درس کے وقت میں فلاں فقیہ کے پاس حاضر ہوتا تھا۔

اس نے حضرت مہدی علیہ السلام کی خصوصیات اور عادات کے بارے میں کچھ الفاظ اور دران درس کہے شاگردوں میں بحث شروع ہو گئی۔

چانک تمام خاموش ہوئے اس لیے کہ انہیں خصوصیات و شمائل کے ساتھ ایک جوان مجلس درس میں کھڑا تھا۔ (کسی کو اس کی طرف سلس نگاہ کرنے کی طاقت نہ تھی)۔

جس وقت مصری عالم کی کلام ان الفاظ پر پہنچی تو ہم تمام اہل مجلس خاموش ہو گئے۔

اس مجلس میں چانک ایک جوان آ بیٹھا تھا اور تمام مبہوت ہو گئے کسی میں طاقت نہ تھی کہ اس کی شکل و صورت کی طرف سلس نگاہ کرے زمین کی طرف دیکھتے تھے۔ اور میں بھی انہیں کی طرح تھا ہم سب پیسے میں غرق تھے۔

بالآخر میں متوجہ ہوا کہ وہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (عج)۔

ہیں۔ آنحضرتؐ کی موجودگی میں تقریباً پندرہ منٹ تک ہم سب پر ایک جیسی حالت تھی۔

اس کے بعد وہ سب بغیر اس کے کہ ایک دوسرے سے ندا مانگی کریں مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ اور منتشر ہو گئے۔ میں اس حالت خوشی اور ناراحتی کی وجہ سے بالکل نہیں سوچا تھا۔

خوشحال اس لیے تھا کہ حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی ملاقات نصیب ہوئی۔

اور ناراحت اس لیے تھا کہ صرف ایک مرتبہ ہی زیارت ہوئی ہے۔

اس سے زیادہ آنحضرتؐ کی زیارت مجھے نصیب نہیں ہوئی۔

بغضت کے دن یعنی دوسرے دن صبح میں درس کے لیے ملا عبدالرحیم کے پاس گیا۔ مجھے اپنے کتب خانہ میں لے گیا۔ اور ہم دونوں آدمی بیٹھ گئے۔

اس نے مجھے کہا کل تمہیں معلوم ہوا کہ کیا ہوا، حضرت دلی عصر علیہ السلام (عج) مجلس میں تشریف لائے تھے اس طرح لوگوں پر تصرف کیا کہ کسی کو بات کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ سب کو پسینہ آ گیا۔ اور منتشر ہو گئے۔

میں نے دوجہ سے نادانقینت کا اظہار کیا ایک اس وجہ سے کہ میں اس سے تقیہ کرتا تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ میں چاہتا تھا کہ یہ واقعہ ان کی زبان سے شہود ہو اور میں انہی کی زبان سے یہ فقرہ سنوں۔

اس نے کہا:- جس قدر تو انکار کر رہا ہے یہ واقعہ اس سے روشن اور واضح تر تھا۔

وہاں بیٹھے ہوئے تمام افراد نے آنحضرتؐ کو دیکھا ہے اور آنحضرتؐ نے جو تصرف کیا تھا اس سے بھی آگاہ تھے اور تمام افراد جو اس مجلس میں موجود تھے، ان سب نے مجھے اس بات سے آگاہ کیا ہے۔

اس روز یعنی دوسرے دن میں نے عطار باشی کو دیکھا اس نے کہا اس کرامت سے ہماری آنکھیں روشن ہو گئی ہیں، سردار محمد علم خان بھی اپنے دین مذہب کے متعلق سست پڑ گیا ہے لیکن ہے کہ اسے شہید کر لوں۔

چند دنوں کے بعد قاضی القضاة کے بیٹے نے مجھے کہا میرا باپ چاہتا تھا کہ آپ سے ملاقات کرے میں نے جتنی کوشش کی کہ عذر پیش کروں اور اس سے ملاقات نہ کروں لیکن بالآخر اس کے پاس جانا پڑا جب میں اس کے پاس گیا اس وقت کچھ مفتی حضرات جو پہلی مجلس میں بھی تھے یہاں بھی اس کے پاس بیٹھے تھے اور وہ مصری عالم بھی بیٹھا تھا۔

قاضی القضاة نے مجھے کہا آپ نے دیکھا حضرت ولی عصر علیہ السلام کیسے مجلس میں آئے تھے۔

میں نے کہا:- میں اس کے سرا منوجہ نہیں ہوا کہ ایک لغت اہل مجلس حاضر ہو گئے تھے۔ اور بعد میں اِدھر اِدھر چلے گئے (البتہ میں تفسیر کی بنا پر منکر ہوا تھا) جو اشخاص اس جلسہ میں موجود تھے انہوں نے کہا یہ آدمی جھوٹ بول رہا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کو تمام اہل مجلس دیکھیں مگر صرف ایک آدمی اسے نہ دیکھے۔

قاضی القضاة نے کہا۔ وہ اہل علم ہے جو ٹٹ نہیں بولتا شاید آنحضرت  
 خود صرف منکریں کے لیے ظاہر ہوئے ہوں تاکہ ان کا شک دور ہو جائے۔  
 اس شہر کے فارسی زبان افراد کے والدین شیعتہ اور وہ شیعوں کے عقائد  
 میں سے اس عقیدہ پر باقی تھے اس لیے انہوں نے نہیں دیکھا ہو گا چونکہ  
 پہلے سے آنحضرت کے متعلق اعتقاد رکھتے تھے، بہر حال اہل مجلس نے جس  
 طرح بھی ہوا قبول کیا۔





## حکایت نمبر ۶

جمال الدین زہدیری حلب میں سخت فالج میں مبتلا ہوا تھا عزیز و اقارب اسے کئی حکیموں کے پاس لے گئے کہ اس کا علاج کرائیں لیکن وہ جس قدر زیادہ علاج کراتے تھے اس کو بہت کم فائدہ ہوتا تھا آخر کار جس وقت علاج و معالجہ سے مایوس ہو گئے تو پختہ ارادہ کیا کہ اسے ایک رات کے لیے حلہ میں حضرت صاحب الامر علیہ السلام کا مقام ہے وہاں داخل کریں۔

انہوں نے اس کام کو انجام دیا اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام مجلہ اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اس پر ظاہر ہوئے اور اسے فالج کی مرضی سے شفاء عنایت فرمائی۔

اس مقام پر علامہ مجلسی مرحوم، جمال الملتہ والدین مرحوم عبدالرحمن عثمانی سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا تھا کہ جس وقت یہ واقعہ لوگوں میں مشہور ہوا تو میرے اور اس کے درمیان جو سابقہ دوستی تھی اس کی وجہ سے میں اس کے گھر گیا تاکہ اصل واقعہ اور حقیقت کو اس کو اپنی زبان سے سنوں۔

اس نے واقعہ کو اس طرح بیان کیا: جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ میں فالج کی مرضی میں مبتلا تھا لیکن اس رات مجھے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام ارواح فداہ کے مقام میں لے گئے تھے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ میں نے دیکھا میرے مولا آتا

حضرت صاحب الامر علیہ السلام (عج) اس مقام کے دروازے سے داخل ہوئے  
 میں نے سلام کیا آنحضرت نے سلام کا جواب دیا اور مجھے فرمایا، اٹھو میں نے  
 عرض کیا آتا جان یک سال ہوا ہے کہ مجھ میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔  
 پھر فرمایا:- اللہ تعالیٰ کے اذن سے اٹھو اور میری غسل کے نیچے سے  
 پکڑو۔ میرے کپڑے ہونے میں مدد کی میں اس طرح کھڑا ہو گیا کہ میرے بدن میں  
 بیماری کا ذرا بھراثر باقی نہ تھا، نالچ کا مرض بالکل مجھ سے ختم ہو گیا تھا۔ اور  
 آنحضرت غائب ہو گئے۔

جب لوگوں نے مجھے اس حال میں دیکھا اور انہیں معلوم ہوا کہ حضرت بقیۃ  
 اللہ علیہ السلام (عج) نے مجھے شفا عنایت فرمائی ہے مجھ پر ٹوٹ پڑے اور  
 میرا لباس ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پارہ، پارہ کر کے لے گئے مگر میرے دوست  
 مجھے گورے گئے اور میں نے لباس تبدیل کیا۔

(نقل از کتب کفایۃ المؤمنین مید طبری نوری)



## حکایت نمبر ۶

معران شمس کا ایک دیہات تھا اس کا نام دریش تھا اس نے اس دیہات کو ملوی سادات کے لیے وقف کر دیا تھا اور اس قریہ میں اپنا وکیل ذناب مقرر کیا جو کہ نیک اور اہل تقویٰ میں سے تھا۔ اس کا نام ابن خطیب تھا اور وہ شیعہ تھا اس کے علاوہ اور کاریگر و نوکر بھی وہاں رکھے ہوئے تھے ایک نوکر بنام عثمان وہاں رکھا ہوا تھا وہ سنی اور بہت متعصب تھا یہ دونوں شخصی معر ان شمس کی طرف سے اس قریہ کے امور کی دیکھ بھال کرتے تھے، ان دونوں کے درمیان ہمیشہ مذہب کے بارے میں نزاع رہتا تھا ایک دن وہاں کے رہنے والے لوگوں کی موجودگی میں مذہب کے بارے میں بہت زیادہ نزاع ہوا۔ آخر کار ابن خطیب نے عثمان سے کتاب حقیقت واضح ہو گئی ہے اور تو حق کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے آؤ ایک معاہدہ کرتے ہیں۔

میں حضرت علی و فاطمہ، حسن، حسین علیہم السلام کے مقدس نام اپنی بیٹی پر لکھتا ہوں اور تم عثمان، ابو بکر، عمر کے نام اپنے ہاتھ پر لکھو اور یہ لوگ میرا اور تیرا ہاتھ اکٹھے بانڈھریں اور آگ میں سے گزریں جس کسی کا ہاتھ جل جائے معلوم ہو جائے گا کہ وہ باطل پر ہے اور جس کا ہاتھ جلنے سے محفوظ رہے گا

وہ حتی پر ہوگا۔

عثمان اس معاہدہ پر راضی نہ ہوا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے وہ عثمان کو دیکھ کر ہنسنے لگے اور اس سے مذاق کرنے لگے عثمان کی ماں کمرے کی باری سے تمام واقعہ دیکھ رہی تھی اور ساری باتیں سن رہی تھی۔ اس موقع پر پریشان ہو گئی۔

اور جس قدر اس سے ممکن تھا شیعوں کو اور وہاں کے مسلمانوں کو بدکلامی سنائی، ان پر لعنت کی اور ان کے لیے بددعا کرنے لگی۔ اچانک اس کے آنکھوں میں فرق العادہ درد شروع ہوا اور اسی جگہ نابینا ہو گئی۔

لوگوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور علاج کے لیے حکم میں لے گئے اور حکیموں سے مشورہ کیا جو کچھ ان کے بس میں تھا علاج میں کوشش کی لیکن کوئی نائدہ نہ ہوا۔

آخر کار اس کا علاج کرنے سے مایوس ہو گئے۔

ایک دن چند شیعیہ عورتیں اسے دیکھنے کے لیے آئیں اور کہلا۔

چونکہ تو نے شیعوں کے حتی میں جہارت کی ہے اس لیے حضرت صاحب الامر علیہ السلام (ع) تجھ پر غضب ناک ہو گئے ہیں اور تو اس تکلیف سے نجات نہیں پائے گی مگر یہ کہ تو شیعوں کو جو جائے اگر تو شیعوں کو ہڑائے تو ہم غارت دیتی ہیں کہ خداوند کریم تجھے شفا دے گا۔

اس عادت نے یہ بات قبول کر لی۔

چونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کی بیانی جہارت کی وجہ سے ہی جاتی

رہی ہے جو اس نے شیعوں سے کی تھی اس لیے (اپنی غلطی سے آگاہ ہوئی)  
 مذہبِ شیعہ قبول کیا۔

حد کی مومنہ و صالحہ بایمان عورتیں اس کو شبِ جمعہ، حضرت امام ولی عصر  
 علیہ السلام (چ) کے مقام میں لے گئیں اور خود باہر بیٹھ گئیں آدمی رات کے  
 وقت اس عورت نے اچانک پیچ ماری اور گریہ کرتے ہوئے اس مقام  
 سے باہر آئی اور کہتی تھی کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام (ع) نے مجھے  
 شفا عنایت فرمائی ہے!۔

عورتوں نے اس کی طرف نگاہ کی دیکھا تو اس کی آنکھیں پہلے سے بھی  
 بہ رہی ہیں۔

اس نے دیکھا کہ چند عورتیں وہاں موجود ہیں یہاں تک کہ ان کی شکل و  
 صورت اور زینت، بناؤ سنگھار بھی دیکھ رہی تھی۔ عورتیں اسے اس  
 حالت میں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور اس سے آنحضرت کی زیارت  
 کا حال پوچھا۔

اس نے کہا جب آپ نے مجھے اس مقام میں چھوڑ دیا تو میں نے آنحضرت  
 سے مدد طلب کی چند منٹ کے بعد مجھے ایک آواز سنائی دی مجھے کوئی کہہ  
 رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی ہے اس مقام سے باہر نکلو اور جو عورتیں  
 تیری انتظار میں بیٹھی ہیں انہیں اس خبر سے آگاہ کر دو۔

میں اپنی طرف متوجہ ہوئی تو مجھے ہر چیز نظر آ رہی تھی۔  
 وہ جگہ نور سے پر تھی اور ایک مرد میرے سامنے کھڑا تھا۔  
 میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟۔

فرمایا میں صاحب الامر حضرت ابن الحسن ہوں!  
 جب میں نے اپنی جگہ سے حرکت کی کہ آنحضرتؐ کا دامن پکڑوں مگر وہ  
 میری نظروں میں غائب ہو گئے۔  
 یہ قصہ حدیث شریفہ میں مشہور ہے اور اس کا بیٹا عثمان بھی شیعہ ہو گیا بلکہ  
 جس کسی نے یہ واقعہ سنا وہ حضرت یقینہ اللہ اعانہ اللہ کے وجود مقدس  
 کا قائل ہو گیا۔

(نقل از کفایۃ الموحدین سید نوری)



## حکایت نمبر ۶۹

علامہ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں اہل سنت میں سے ایک مخالف نے مذہب شیعہ کے زرد میں ایک کتب کھچی تھی اور عمومی و خصوصی مجالس میں اس سے فائدہ اٹھایا بہت سے افراد کو مذہب امامیہ سے بدبین اور گمراہ کیا۔

کتاب بھی کسی کو نہیں دیتا تھا تاکہ شیعوں کے عالموں کے ہاتھ نہ لگ جائے اور وہ اس کا جواب نہ لکھیں اور اعتراض نہ کریں۔

علامہ علی اس قدم و منزلت عملی کے ساتھ اس کتاب کو حاصل کرنے کے لیے اس مؤلف کے درس میں جاتے تھے اور اپنے ظاہر کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس کا شاگرد بیان کرتے تھے کچھ مدت کے بعد استاد اور شاگرد کے درمیان جو رابطہ و علاقہ تھا اس کے ذریعہ کتب حاصل کرنے کی کوشش کی۔

اس شخص نے ایسی حالت عاطفی میں اس کو جواب دینا مناسب نہ سمجھا اس لیے مجبوراً کتب سے کہہ۔

امیں نے نذر کی ہے کہ صرف ایک رات کے علاوہ کسی کو کتاب نہیں دوں گا۔

علامہ نے مجبوراً اس کی بات کو قبول کر لیا اور اس ایک رات کو بھی غنیمت سمجھا علامہ اس مدت بہت ہی خوشحال تھے اور اس کتاب کو لکھنے کے لیے بے تاب تھے۔

علامہ کی نظر میں یہ تھا کہ جن قدر ممکن ہوا اس کتاب کو نوٹ کر لوں گا اور پھر فارغ وقت میں اس کا جواب لکھوں گا۔

مگر جب آدمی رات کا وقت ہوا تو علامہ صاحب کو نیند آگئی اور اسی وقت ایک جلیل القدر جہان کرے میں داخل ہوا وہ علامہ صاحب کے ساتھ گفتگو کرتا رہا گفتگو کے بعد فرمایا۔

(علامہ صاحب آپ سو جائیں اور لکھنے کا کام میرے حوالے کروا۔  
 علامہ صاحب نے بے چوں و چرا اس کے فرمان کی اطاعت کی۔ اور گہری نیند سو گئے علامہ صاحب جب بے دار ہوئے تو وہ پر عظمت جلیل القدر جہان موجود نہیں تھا کتاب کی طرف جلتے ہیں اسے دیکھتے ہیں تو پوری کتاب لکھی ہوئی پڑی ہے اور آخر میں اس نقش کو دستخط کی صورت دیکھتے ہیں

(حجت خدا اس کی نگہبان)





## حکایت نمبر ۷

جو لوگ حضرت امام دلی عصر علیہ السلام (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں پہنچے ہیں اور جو اکثر کتابیں، اس موضوع پر لکھی گئی ہیں، انہوں نے علی بن مزینار کا قصہ عجیب قسم کے زور شور کے ساتھ تحریر کیا ہے ہم بھی اس کے واقعہ کو اس کتاب کے آخر میں درج کر رہے ہیں، اور خداوند کریم سے التجا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ان بزرگوں کے ذمہ میں قرار دے۔ جناب علی بن مزینار کی قبر اموازی میں ہے اور عمومی زیارت گاہ ہے مقبرہ اور بقیعہ بھی بنا ہوا ہے کہتے ہیں کہ وہ انیس سال متواتر ہر سال مکہ مکرمہ جاتا تھا تاکہ شاید اسے مولا و آقا حضرت امام دلی عصر علیہ السلام علیہ السلام سے فرجہ الشریف کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کر سکے۔

لیکن اس مدت میں جس قدر زیادہ کوشش کی اتنے ہی آنحضرتؐ کو ملاقات کے آثار کم دیکھائی دیتے۔

آخر کار مایوس ہو گیا اور ارادہ کیا کہ آئندہ مکہ مکرمہ نہ جاؤں۔ جب دوستوں نے مکہ مکرمہ جانے کا عزم کیا تو مجھے کہا۔ مگر اس سال مکہ مکرمہ نہیں جاؤ گے؟

میں نے کہا۔ نہ، اس سال کچھ مجبوریاں ہیں اس لیے مکہ مکرمہ جانے کا قصد

نہیں رکھتا، رات کو عالم خواب میں دیکھا کہ مجھے کہا گیا اس سال مکہ مکرمہ آؤ۔  
سفر سے چھٹی نہ کرو انشاء اللہ اپنے مقصد کو پا لو گے۔

میں امید کرتے ہوئے سفر کے لیے تیار ہوا جب دوستوں نے مجھے  
دیکھا تعجب کرنے لگے لیکن اپنا ارادہ بدلنے کا سبب انہیں نہ بتایا۔

یہاں تک کہ مکہ مکرمہ حاضر ہوا، اعمال حج انجام دیئے اس دوران  
ہمیشہ مسجد الحرام کے ایک کونے میں بیٹھتا تھا اور فکر کرتا رہتا تھا۔

کبھی کبھی اپنے دل میں خیال کرتا تھا۔ کیا میری خوب سچی تھی یا جو  
کچھ خواب میں دیکھا تھا وہ صرف خیال ہی تھے۔

ایک دن اپنا سر گریبان میں جھکائے ہوئے ایک کونے میں بیٹھا تھا کہ  
میرے شانے پر ایک شخص نے ہاتھ رکھا اس شخص کا رنگ گندمی تھا۔ مجھے  
سلام کیا اور پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

میں نے کہا:۔ ابوہزاع کا رہنے والا ہوں۔

اس نے پوچھا:۔ ابن خطیب کو پہچانتے ہو۔

میں نے کہا:۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے وہ دنیا سے چلا گیا ہے۔

اس نے کہا:۔ اِنَّكَ لَبَدٌّ وَاِنَّكَ لَيَسِرُّنَّ اَجْحَادُ مِي تَحَا لُوْكَوْ لَ پَر

بہت احسان کرتا تھا اللہ تعالیٰ اسے بخشے۔

پھر اس نے پوچھا:۔ علی بن ہزیرا کو جانتے ہو؟

میں نے کہا:۔ جی ہاں، میں خود ہی ہوں۔

اس نے کہا:۔ اَهْلًا وَّمَرْحَبًا۔

اے ہزیرا کے بیٹے نے اپنے مولاد آقا حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلامؑ

کی زیارت کے لیے بہت تکلیف برداشت کی ہے۔ میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اس سفر میں تجھے آنحضرت کی زیارت نصیب ہوگی جاؤ اپنے ساتھیوں سے الوداع کرو۔ خدا حافظی کہو۔ اور کل رات شعب ابی طالب میں آؤ وہاں میں آپ کا انتظار کروں گا تاکہ آپ کو آنا مولا کی خدمت میں لے جاؤں۔

میں معمول سے زیادہ خوشحال تھا اپنی منزل پر گیا، سفر کا سامان اکٹھا کیا اور دوستوں کو خدا حافظ کہا۔ انہیں کہا۔ مجھے ایک کام درپیش ہے اس لیے چند دنوں کے لیے ایک جگہ جانا چاہتا ہوں اور اس رات کو میں شعب ابی طالب چلا گیا۔ میں نے وہاں سے منتظر پایا۔

میں اور وہ شخص ایک اونٹ پر سوار ہوئے، عرفات اور منی کے پہاڑوں سے گذر کر طائف کے پہاڑوں کے پاس پہنچے اس نے مجھے کہا نیچے اترو تاکہ نمازِ شب پڑھیں۔

میں نیچے اتر ا اور اس کے ساتھ نمازِ شب پڑھی پھر سوار ہو گئے اور اپنے راہ پر چلتے رہے، صبح طلوع ہونے تک سفر جاری رکھا جب صبح نودار ہوئی اس وقت اتر کر صبح کی نماز ادا کی۔

میں نے وہاں سے حرکت کی اور کھڑا ہو گیا، موسم صاف تھا۔ اس نے مجھے کہا: ہاں بلند چوٹی پر کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: خیمہ دیکھ رہا ہوں۔ جس نے تمام صبح کو روشن کیا ہوا ہے۔

اس شخص نے کہا: جی ہاں۔ درست ہے ہماری منزل مقصود وہی

جگہ ہے۔

مولانا آقا کی جگہ رہی ہے جو سب کا محبوب ہے۔ وہ اسی جگہ رہتا

ہے۔

اس وقت اس نے کہا، چلیں۔

میں نے کہا، اونٹ کو کدھر کریں؟

اس نے کہا، اسے آزاد چھوڑ دو یہ جلے امن ہے۔ اس کے ساتھ

میں خیمہ تک گیا وہاں اس نے مجھے کہا،

آپ ذرا صبر کریں اور خود مجھ سے پہلے خیمہ میں داخل ہو ازیادہ دیر

نہیں ہوئی تھی کہ باہر آیا اور مجھے کہا، آپ خوش قسمت ہیں ملاقات کی

اجازت مل گئی ہے اندر داخل ہو جاؤ۔

میں خیمے میں داخل ہوا آقا مولانا بہت خوبصورت تھے میرا دل کھینچ

لیا نہایت مہربانی و لطف کے ساتھ مجھ سے احوال پرسی کی اور فرمایا میرے

والد بزرگوار نے مجھ سے ہمد کیا تھا کہ میں شہروں میں قیام نہ کروں۔

بلکہ جس وقت خدا کو منظور ہے پہاڑوں، صحراؤں میں زندگی بسر

کروں تاکہ جباروں اور سرکشوں سے محفوظ رہوں اور ان کے احکام

کے زیر بار نہ جاؤں۔ یہاں تک کہ خداوند کریم خروج کی اجازت عنایت

فرمائے۔

میں چند دن خیمہ میں آنحضرت کا مہمان رہا اور ان کے علوم و انوار

سے استفادہ کرتا رہا جب میں نے چاہا کہ واپس وطن لوٹوں پچاس ہزار

درہم میرے پاس موجود تھے۔

میں نے خیال کیا کہ سہم امام کے عنوان سے آقا و مولا کی خدمت میں پیش کروں۔

آنحضرت نے فرمایا قبول نہ کرنے سے ناراحت نہ ہو سبب یہ ہے کہ تیرا راہ بہت دور ہے اور یہ رقم تیرے کام آئے گی پس میں نے خدا حافظی کی اور ابوازی کی طرف چل پڑا اس کے بعد ہمیشہ آنحضرت کی یاد اور محبت میں ہوں اور آرزو رکھتا ہوں کہ پھر بھی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہو۔

(نقل از کتاب اکمال الدین مرحوم شیخ صدوق)



۸۹ - ۷ - ۱۱۲۲ھ ضحیٰ الحجہ ۲۹ صفری بروز ہفتہ تقریباً پورے سات بجے شام جامعہ امام حسین خانقاہ ڈوگرہاں میں پہلی جلد کا ترجمہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مکمل ہوا۔

مترجم :- حافظہ اقبال حسین جاوید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس کتاب کے آخر میں میں چند زیارت، ادعویہ اور  
 نماز حاجت درج کر رہا ہوں جو اہلسنت وملت علیہ السلام  
 سے دعاؤں کی کتابوں میں بیان ہوئی ہیں کبھی کبھی تجربہ کے  
 ساتھ ان سے استفادہ کیا گیا ہے اس لیے یہاں درج کی  
 جاتی ہیں میں امید کرتا ہوں کہ جس وقت بجا ان اہلسنت وملت  
 امام زمان علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوں گے یا ان کے  
 مقام مقدس کی طرف متوجہ ہوں گے تو مجھنا پتھر کو دلعنہ خیر  
 میں یاد رکھیں گے اور آنحضرت کی بارگاہ میں میرا سلام پہنچائیں گے

## فضائل دعائے ندبہ

روایات میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کے مطابق جمعہ کے دن حضرت بقیۃ اللہ ارواحِ اندادہ کے متعلق ہے کہ جو کوئی جہاں کہیں بھی ہو جس وقت بھی جو کچھ اسے وہ آنحضرتؐ کے مقدس وجود کی برکت کی وجہ سے ہے۔ میدانِ طاہر میں فرماتے ہیں۔

نَزَيْلِكَ حَيْثُ مَا	میں جہاں کہیں بھی جاؤں آپ
اتَّجَهْتُ رَاكِبًا أَوْ	کی خدمت میں ہی حاضر ہوں
ضَيْفُكَ حَيْثُ كُنْتُ	ہوں۔ دنیا کے جس شہر میں بھی
مِنَ الْبَلَدِ حَيٍّ	قیام کروں میں آپ کا ہی مہمان

ہوں۔

باقی ایام کو آنحضرتؐ کے آباء و اجداد کے ساتھ منسوب کیا ہے تاکہ لوگ انہیں بھول نہ جائیں، جہاں کہیں بھی ہوں ان مقدس اجساد کے ہمان ہیں۔ مگر روز جمعہ حضرت ولی اللہ الاعظم صاحب الامر و العصر و الزمان کے ساتھ واقفاً شخص ہے۔

اس لیے جمعہ کے دن چند عمل بجالانا محبت کی علامت اور آنحضرتؐ کے ساتھ انہماک و عقیدت ہے۔  
اول دعائے ندبہ؛

قرآن کریم کی آیات یا روایات متواترہ کے ساتھ اس دعا کا مہتمم

مطابقت رکھتا ہے۔

کتبِ سیرتِ مطہرہ ترین دعاؤں میں ذکر کیا گیا لہذا میں چھوٹا سا مقدمہ لکھا ہوں کہ ایامِ جو میں بلکہ باقی تمام ایام میں بھی اس کو پڑھنے کے لیے کوئی مانع نہیں ہے۔ اس کے کلمات، اہل بیتِ عصمت و طہارت کی مبارک زبان سے صادر ہوئے ہیں۔ ان کے ذریعہ اس سے گفتگو کریں۔ اظہارِ عقیدت و محبت کو یہ راہِ وسیلہ یاد کریں۔ جو کوئی دعائے نذر کو پڑھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ تین حصوں میں تقسیم ہوتی ہے۔

ابتدا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کا آغاز ہوتا ہے اور دنیا و لوگوں سے شکوہ و شکایت اور ضمایعِ اسلامی کا اقرار کرنا شامل ہے۔ اسے پڑھتے ہوئے محبتِ شدید سے شدید تر ہوتی جاتی ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنا تک دنیا کے ہر گوشے میں اپنے مشرق کو تلاش کرتا ہے ہر جگہ ادھر ادھر دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ۔

این الحسن ایئن حسین یہاں تک کہ کتاب ہے۔

این بقیۃ اللہ ای طرح صدائے گاتا رہتا ہے، تلاش کرتا رہتا ہے۔ جب یہاں تک کسی کو نہ پائی دیکھتا ہے۔ تو اپنے محبوب کو دیکھ کر خطاب کرتا ہے کہ۔

يَا أَيُّهَا أَنْتَ وَ أُرْمِي وَ تَفْسِي وَ لَكَ الْوِقَاءَ وَ الْجَمِي

یعنی تجھ پر میں باپِ قرآن اور میری جان آپ کی محافظ اور نگاہِ ماری

کرنے والی ہو۔

جو کوئی بھی دعائے نذر پڑھتا ہے جب ان الفاظ پر پہنچتا ہے تو اسے چاہئے کہ ایسی توجہ پیدا کرے کہ اپنے اندر روحی احساسات اس طرح ہوں کہ یہ کلمات



فضول نہ جائیں بلکہ آنحضرتؐ کے ساتھ مثل ملاقات ہونے چاہیں ان الفاظ کے ختم ہونے تک اپنی ذات کو حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداه کی بارگاہ میں سمجھے فرق العادہ عشق و محبت کے ساتھ کہے۔

(جس طرح کہ دعاے ندبہ میں کہا جاتا ہے) بِتَقْسِي اَنْتَ (یعنی میری جان آپ پر قربان ہو) اگر ایسی کیفیت طاری نہیں ہوتی ہو تو اس نے دعاے ندبہ پڑھی ہی نہیں ہے۔ بلکہ دعاے ندبہ پڑھنے والوں کی شبیہ بنا ہوا ہے۔

اور دعا کے آخر میں جب کہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ كَسَّافُ الْكُرْبِ وَالْبَلْوَىٰ چاہیے کہ اس کا مقصد ہمیشہ کے لیے ملاقات اور آنحضرتؐ کے وجود مقدس کا ظہور ہو۔

اگر دعاے ندبہ کے وسیلے سے انسان آنحضرتؐ سے ملاقات کا وقت نہ ملے کے اور آنحضرتؐ سے ملاقات نہ کر کے تو حقیقت میں اس نے دعاے ندبہ پڑھی ہی نہیں اور اس سے استغاثہ ہی نہیں کیا۔  
مرحوم حاج ملا آقا جان ایام جمعہ میں جس وقت دعاے ندبہ پڑھتے ہیں مشغول ہوتے تھے وہ وقت بچے کبھی بھی نہیں رلتا۔

ابتداء میں گیر و جرز نزع کے ساتھ دعا کو پڑھتے تھے اور جس وقت ان کلمات۔ يَا بَيْتِي اَنْتَ ﴿۱﴾ اُرْقِي وَتَقْسِي۔ پر پہنچتے تھے تو ان کا رنگ اڑ جاتا تھا۔ آواز نہیں نکلتی تھی۔ طرح کہ آپ پڑھنے والے اچانک اپنی آنکھوں سے حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداه کے جمال کو دیکھیں تو آپ کا رنگ کیسے اڑ جائے گا اور ریات کا شوق زیادہ ہونے کی وجہ سے زبان بند ہو جائے گی وہ بھی اس

موقع پر ایسی ہی صورت سے دوچار ہوتے تھے اور میں اس وقت مطمئن ہوتا تھا  
 کہ ملا آقا جان آنحضرتؐ کے روح مقدس کو دیکھ رہے ہیں یا بدین اطہر کی زیارت  
 نصیب ہوئی ہے۔

## دُعائے ندبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

ہر محمد رب العالمین کے لیے ہے۔ اسے اللہ ہمارے آقا اور نبی محمد اور آپ کی

نَبِيِّهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا

آل ہمد رحمت اور کما حقہ سلامتی نازل فرمائی۔ اسے اللہ تیری

جَوْرِي بِهِ قَضَاؤِكَ فِي أَوْلِيَاءِكَ الَّذِينَ اسْتَخْلَصْتُمْ

ان تقدیر پر محمد ہے جو تو نے اپنے ان اولیاء کے لیے مقدر کی ہے جنہیں تو نے

لِنَفْسِكَ وَدِينِكَ إِذَا اخْتَرْتَ لَهُمْ جَزِيلَ مَا عِنْدَكَ

اپنی ذات کے لیے مخصوص کر رکھا ہے جن کو تو نے اپنے دین کے لیے

مِنَ التَّعْيِيمِ الْمَقِيمِ الَّذِي لَا نَوْلَ لَهُ وَلَا اضْجَاعَ لَاحِدٍ

چنا ہے تو نے انہیں اپنی عظیم اور دائمی ایسی نعمت سے نوازا ہے

بَعْدَ أَنْ شَرَطْتَ عَلَيْهِمُ الزُّهْدَ فِي دَرَجَاتِ هَذِهِ

جن کو نوا نہیں ان نعمت کے لیے تو نے اپنے اولیاء کو ان شرائط کا پابند کر رکھا

الدُّنْيَا الدَّانِيَةِ وَمَنْ خَرَفَ فِيهَا وَبِرَّ جَهَا فَشَرَطُوا

ہے۔ کہ وہ ان بہت تر دنیا اور اس کی بیخ سازوں سے پرہیز کریں گے انہوں نے

ذَلِكَ عَدِمْتَ مِنْهُمْ الْوَفَاءَ بِهِ فَقَبِلْتُمْ وَقَرَّبْتَهُمْ

شرائط کو بخوشی قبول کر لیا اور مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے ان عہد کو نبھایا تو نے مجھ ان کی

وَقَدَّمْتَ لَهُمُ الذِّكْرَ الْعَلِيِّ وَالثَّنَاءَ الْجَلِيلَ وَ

ترائیاں قبول کر کے انہیں ایسا مقرب بنایا۔ تو نے ان کا تذکرہ بلند کیا۔ اور

أَهْبَطْتَ عَلَيْهِمْ مَلَايِكَتَكَ وَكَرَّمْتَهُمْ بِوَجْهِكَ

تو نے ان کی مدح و ثنا کو بلند کر دیا تو نے ان پر ملائکہ نازل کیے تو نے انہیں اپنی وجی

وَرَفَدْتَهُمْ بِعِلْمِكَ وَجَعَلْتَهُمُ الدَّرَجَةَ إِلَيْكَ وَ

سے سز دیا اور اپنے علم سے نوازا تو نے انہیں بارگاہ تک رسائی کا ذریعہ اور رضا و

الْوَسِيلَةَ إِلَى رِضْوَانِكَ فَبَعْضُ أَسْكَتَهُ جَنَّتَكَ إِلَى

خوشنودی کا وسیلہ بنا یا جس کو تو نے اپنی جنت الخلد میں رکھا پھر جنت سے برائے امتحان باہر

أَنْ أُخْرِجَتْ مِنْهَا وَبَعْضُ حَمَلَتْهُ فِي فَدْيِكَ وَ

نہج دیا اپنے بعض انبیاء کو کشتی پر سوار کیا اسے امت سے نجات دی اور اہل بی ایمان

نَجِيَّتَهُ وَمَنْ آمَنَ مَعَهُ مِنَ الْهَلَكَةِ بِرَحْمَتِكَ

لانے والوں کو اپنی رحمت سے نجات دی بعض اولیاء کو تو نے - اپنا خلیل

وَبَعْضُ اتَّخَذَتْهُ لِنَفْسِكَ خَلِيلًا وَسَمَّكَ لِسَانَ

بنایا۔ اس نے تیری ذات سے آخرت کے لیے لسان صدق عطا کرنے کی

صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ فَأَجَبْتَهُ وَجَعَلْتَ ذَلِكَ عَلِيًّا

درخواست دی تو نے اس کی دعا قبول کی اور تو نے علی کو زبان صداقت بنا یا اس نے پھر

وَبَعْضُ كَلَّمْتَهُ مِنْ شَجَرَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا وَأَجَعَلْتَ لَهُ مِنْ

اولیاء نے کو تو نے درخت سے کلام کر کے اپنا کلمہ بنا یا اور تو نے اولیاء کا نور

أَخِيَّتِهِ رِذَاءً أَوْ وَرِيْزًا وَبَعْضُ أَوْلَدَتْهُ مِنْ غَيْرِ

بازو اور وزیر اسی کے بنائی کر بنا یا۔ اپنے بعض اولیاء کو بغیر باپ کے اس دنیا

أَبٍ وَأَخِيَّتَهُ الْبَيْتَاتِ وَأَيَّدْتَهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

میں رکھ دیا اسے تو نے داعی جبرائیل سے نوازا اور روح القدس سے ٹھہرا

وَكُلُّ شَرَعْتَ لَهُ شَرِيعَةً وَنَهَجْتَ لَهُ مِنْهَا جَاوٍ

کیا ہر ایک نبی کو تو نے مستقل اور منفرد ضابطہ جہالت دیا اور ان کے لیے ایک راہ

تَحَيَّرْتَ لَهُ أَوْصِيَاءَ مُسْتَحْفَظًا بَعْدَ مُسْتَحْفَظٍ مِنْ مَدَّةٍ

میں کی تو نے ان کے لیے خود ہی وحی مقرر کئے ایسے وحی جو کے بعد دوسرے سے نگران

إِلَى مَدَّةٍ إِقَامَةً لِدِينِكَ وَحُجَّةً عَلَى عِبَادِكَ وَ

رستے اور ایک وقت کے بعد دوسرے وقت تو نے دین کی حفاظت کرتے رہے اور اپنے

لَا يَزُولُ الْحَقُّ عَنْ مَقَرِّهِ وَيَغْلِبُ الْبَاطِلُ عَلَى

بندوں پر حجت قرار دینے تاکہ حق اور باطل میں حق کی حقانیت

أَهْلِهِ وَلَا يَقُولُ أَحَدٌ كَوْلًا أُرْسِدْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا

پر غالب ہو جائے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اسے اسٹر کرنے ہمارے پاس کیوں رسول نہیں

مُنْذِرًا وَأَقَمْتُمْ لَنَا عِلْمًا هَادِيًا فَتَتَّبِعْ آيَاتِكَ

سیدھے جو ہمیں تیرے عذاب سے ڈراتے اور ہمارے لیے ہدایت کی علامات کیوں

مِنْ قَبْلِ أَنْ تَذَلَّ وَنَحْزِي إِلَى أَنْ أَنْتَهَيْتَ بِالْأَمْرِ

مقرر نہیں کہیں تاکہ ہم ذلت و رسوائی سے بچ سکیں اور اس کے تابع امر کو جانتے سے کہ تیرے اعمال

إِلَى حَيْبِكَ وَنَجِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

علامت تیرے محبوب اور منتخب محمد تک پہنچا۔ اللہ اس پر

فَكَانَ كَمَا أَنْتَ جَبْتَهُ سَيِّدًا مَنْ خَلَقْتَهُ وَصَفْوَةً

اور اس کی آل پر رحمتیں نازل فرمائے۔ وہ ایسے خدایا ہوئے جیسے تو نے انہیں اپنی

مِنْ اصْطَفَيْتَهُ وَأَفْضَلَ مِنْ اجْتَبَيْتَهُ وَأَكْرَمَ

مخلوق کا سردار بنا کر بھیجا اور تو نے اپنے محبوب شدگان سے بزرگ قرار دیا اپنے تمام چنے

مَنْ اعْتَمَدْتَهُ قَدْ مَتَّعْتَهُ عَلَى أَنْبِيَاءِكَ وَبَعَثْتَهُ إِلَى

افراد سے افضل بنا کر ہے جن پر تو نے اطمینان کیا ہے ان تمام پر حکم تو نے انہیں تو نے

الثَّقَلَيْنِ مِنْ عِبَادِكَ وَأَوْطَأْتَهُ مَشَارِقَكَ وَ

تمام انبیاء پر مقدم کیا ہے اسے تو نے ثقلین کی تمام مخلوق کے لیے مبعوث و تمام مشرق و مغرب

مَغَارِبِكَ وَسَخَّرْتَ لَهُ الْبُرَاقَ وَعَرَجْتَ بِرُوحِهِ

کو آل کے زیر قدم کر دیا براق کو تو نے اس کے لیے سخر کیا۔ آل کے جم کو روح حجت

إِلَى سَمَائِكَ وَأَوْدَعْتَهُ عِلْمَ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ

آسمانوں کی سراج کرانی اسے آکان اور انقیامت کیوں کے علم سے نازا۔ علاوہ از ان تو نے

إِلَى الْقَضَاءِ خَلَقْتَ ثُمَّ نَصَرْتَهُ بِالرُّعْبِ وَحَقَّقْتَهُ

اپنے حیب کی رعب سے مدد فرمائی۔ پھر بیل۔ یہاں تک اور علامت دار

يَجْتَبِئُ بِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَالْمُسَوِّمِينَ مِنْ مَلَائِكَتِكَ

ملائکے کی تحواری میں محفوظ رکھا تو نے اس سے

وَوَعَدْتَهُ أَنْ تَطْهَرَ دِينَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَوْكِرَةَ

اس کے لئے کہے دین کو اور ان عالم پر غالب کرنے کا وعدہ کیا خواہ

الْمُشْرِكُونَ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ بَوَّأْتَهُ مِثْوَعًا صِدْقٍ

شترکین دین کے اس فیصلہ کو ناپسند بھی کر دی تو نے اس کے اہل بیت کو صداقت

مِنْ أَهْلِهِ وَجَعَلْتَ لَهُ وَلَهُمْ أَوْلَ بَيْتٍ وَوَضَعْتَ

کی نظر تین عظمت پر فائز کیا تو نے اپنے محبوب اور اس کی اہل بیت کے لئے کہ میں

لِلنَّاسِ لِلَّذِي يُبَكِّعُ مَبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ فِيهِ

روئے ارضی کے پہلے نلنے گئے گھر کو باعث برکت قرار دے کر اس گھر کو عالمین کے لئے

آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ

ایات قرار دیا جس میں تیری واضح نشانیاں ہیں مقام ابراہیم سے جو اس گھر میں آجائے

أَمِنًا وَقُلْتَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

وہ محفوظ ہو جاتا ہے اور تو نے فرمایا ہے اسے اہل بیت بخلافتہ تم سے ہر قسم کی رنجش

أَهْلِ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ثُمَّ جَعَلْتَ أَجْرَ

کو دور رکھا ہے اور تمہیں اس طرح ظاہر رکھا ہے جس طرح ظاہر رکھنے کا حق

مُحَمَّدٍ صَلَوَاتِكَ عَلَيْهِ وَإِلَيْهِ مَوَدَّتُهُمْ فِي

ہے پھر تو نے انہی کو بامقدر بن اپنے حبیب اور اس کے آل سے مودت کو تبلیغ

كِتَابِكَ فَقُلْتَ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا

رسالت کا اجر قرار دیا ہے اور فرمایا ہے انہیں بتا دے کہ میں اپنے اقرباء سے مودت

إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى وَقُلْتَ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ

کے علاوہ اور کوئی اجر رسالت نہیں مانگا اور تو نے اپنے حبیب سے یہ بھی کہہ دیا ہے

أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ وَقُلْتَ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ

کہ تمہیں رسالت کو بتا دے کہ جو اجر رسالت میں نے مانگا ہے اس کا فائدہ تمہی کو پہنچے گا اور میرا اجر

إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا فَكَانُوا هُمْ

رسالت راہ خدا پر چلنے والوں کے لیے ہے۔ وہی اہل بیت ہی تیری بارگاہ تک

السَّبِيلِ إِلَيْكَ وَالْمَسْلُوكِ إِلَىٰ رِضْوَانِكَ فَلَمَّا انْقَضَتْ

پہنچنے کا راستہ تھی۔ تیری رضا حاصل کرنے کا واحد ذریعہ تھی۔ جب تیرے حبیب

أَيَّامُهُ أَقَامَ وَوَلِيَّتُهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ صَلَوَاتُكَ

کا وقت ختم ہو گیا تو تو نے اپنے محبوب کو اپنا قائم مقام بنایا جو علی بن ابی طالب سے۔ ان

عَلَيْهِمَا وَإِلَيْهِمَا هَادِيًا إِذْ كَانَ هُوَ السُّنْدَرُ وَوَلِكُلِّ

دولوں پر اس کی آل پرستیری رحمتیں، انوں وہ علی ہادی ملت تھا اور وہی مندر وقت تھا ہر امت

قَوْمٍ هَادٍ فَقَالَ وَالْمَلَأُ أَمَامَهُ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ

کو ایک ادھی کی صورت ہوتی ہے۔ تیرے حبیب نے تم نذر کے جم غیر میں فرمایا جس کا

فَعَلِيَ مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالِ الْآةُ وَعَادِ مَنْ

میں آتا ہوں اس کا علی آتا ہے۔ اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو اس سے محبت

عَادِ الْآةُ وَالنَّصْرُ مَنْ نَصْرَكَ وَأَخْذَلْ مَنْ خَذَلَكَ

رکھ جو علی سے دشمنی کرے تو اسے دشمن سمجھ جو علی کی امداد کرے تو اس کی امداد کر جو علی

وَقَالَ مَنْ كُنْتُ أَنَا نَبِيَّتُكَ فَعَلِيَ أَمِيرًا وَقَالَ

کو رسوا کرنا چاہا ہے تو اسے رسوا کر پھر فرمایا جس کا میں نبی ہوں علی اس کا امیر و مکران ہے

أَنَا وَعَلِيُّ مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ وَسَائِرِ النَّاسِ

میں اور علی ایک درخت سے ہیں جیسا کہ دوسرے تمام لوگ دوسرے درختوں سے

مِنْ شَجَرِ شَيْءٍ وَأَحَلَّهُ مَحَلَّ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ

ہیں۔ تیرے حبیب نے علی کو اپنے سے وہی نسبت دی جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اور

فَقَالَ لَهُ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا

فرمایا اے علی تجھے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی البتہ میرے بعد

أَنَّكَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَنَرَوْجَهُ أَبْنَتَهُ سَيِّدَتُهُ نِسَاءِ

کو نبی نبی نہیں ہوگا تیرے حبیب نے اپنی دختر علی کے عقد میں دی اور وہ بیعت جو ناسائے

الْعَالَمِينَ وَاحِلَ لَهُ مِنْ مَسْجِدِهِ مَا حَلَّ لَهُ وَ

عالمین کا مسجد سے تیرے حبیب نے حل کیے ہیں مسجد بڑی ہیں وہ سب کچھ حلال قرار

سَدَّ الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَهُ ثُمَّ أَوْدَعَهُ عِلْمَهُ وَحِكْمَتَهُ

دیا جو خود ان کے لیے حلال تھا تیرے حبیب نے مسجد میں کچھ تمام دروازے سداور حل

فَقَالَ أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ أَرَادَ

کے بند کر دینے پر میرا علم کا اور اپنی حکمت علم کے سپرد کر کے فرمایا میں علم کا شہر ہوں

الْمَدِينَةَ وَالْحِكْمَةَ فَلْيَأْتِيهَا مِنْ بَابِهَا ثُمَّ قَالَ

علم اس شہر علم کا دروازہ ہے جو شخص بھی علم و حکمت کے شہر میں آنا چاہے دروازہ

أَنْتَ أَخِيَّ وَوَصِيَّتِي وَوَارِثِي لِحُكْمِكَ مِنْ لَحْمِي وَ

سے آئے پھر فرمایا یا علی تو میرا بھائی ہے میرا وحی ہے میرا وارث ہے تیرا ارث میرا

دُمُكَ مِنْ دَرْمِي وَسِلْمِكَ سِلْمِي وَحَرْبِكَ حَرْبِي

گرفت ہے تیرا خون میرا خون ہے تجھے سے لڑنے سے تجھے سے جنگ ہے تجھے سے

وَالْإِيمَانُ مُخَالِطٌ لِحُكْمِكَ وَدَمُكَ كَمَا خَالَطَ

جنگ سے تیرے گرفت اور خون کے رنگ ایک ایک ذرہ ایک ایک قطرہ میں اس طرح ایمان ہے

لَحْمِي وَدَرْمِي وَأَنْتَ عَدَاؤِي الْحَوْضُ خَلِيفَتِي

میں لڑنا میرے خون اور گرفت میں ایمان ہے کل جو میں گرفت پر بھی تو کیا میرا خلیفہ ہو گا

وَأَنْتَ تَقْضِي دِينِي وَتُنْجِزُ عِدَاتِي وَشِيعَتِكَ

میرے دینی انجام دے گا میرے وعدے نبھائے گا میرے شیخہ جنت میں میرے ارد گرد سفید

عَلَى مَنَابِرٍ مِنْ نُورٍ مَبِيئْتُهُ وَجُوهُهُمْ حَوِيٌّ

جنتی لوہے کے منبروں پر ہوں گے دریا جنت میں تیرے پردہ کی ہوں گے یا علی اگر تو نہ ہوتا

فِي الْجَنَّةِ وَهُمْ جِيرَانِي وَلَوْلَا أَنْتَ يَا عَلِيُّ لَمْ

تو میرے بعد مومنوں کی شناخت ہی نہ ہوتی۔ علی بھائی تیرے حبیب کے بعد گمراہی کی

يُعْرِفُ الْمُؤْمِنُونَ بَعْدِي وَكَانَ بَعْدَهُ هُدًى مِّنْ

پھر ہدایت اور تاریخ کی



الصَّلَاةِ وَتَوَرَّأَ مِنَ الْعَلِيِّ وَحَبَلَ اللَّهُ الَّتِي تَيْنَ وَ

نور تھا۔ دہری اللہ کی مضبوط رسی تھا۔ دہری طراطہ سے پہلے تو

صِرَاطُهُ الْمُسْتَقِيمَ لَا يَسْبِقُ بِقَرَابَةٍ فِي رَجْعِهِ وَلَا

تیرے صیب سے نسب میں اس سے کوئی اولیٰ نہ تھا دین میں کوئی اس سے

سابقہ فی دین وَلَا يُلْحَقُ فِي مَنْقَبَةٍ مِنْ مَنْاقِبِهِ

سابقہ نہ تھا۔ کسی ایک بھی فضیلت میں اس کی ہمسوی کرنے والا کوئی نہیں دہری تیرے

يَحْذُو حَذْوَهُ وَالرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمَا وَآلِهِمَا وَ

صیب کے نقش قدم پر چلنے والا تھا۔ ان دونوں اور ان کی آل پر رخصتیں

يُغَاتِلُ عَلَى الْقَاوِيلِ وَلَا تَأْخُذُهُ فِي اللَّهِ لَوْمَةٌ

ہوں دہری کسی لومہ لاء کی پروا کے بغیر تاویل قرآن پر جنگ کرنے والا تھا عرب کے

لَا يَمُوقِدُ وَتَرْفِينِهِ صَنَاةٌ يَدُ الْعَرَبِ وَقَتْلُ أَبْطَالِهِمْ

تمام لوگ ہمارے دلوں کو اس نے اکھاڑا تمام جنگوں کو اس نے زبرد کیا۔ اس نے تمام

وَنَاوَشَ ذُؤَبَانَهِمْ فَأَوْدَعَ قُلُوبَهُمْ أَحْقَادًا

بہر لوگوں کے دانت تڑپ دینے جس سے ان کے دلوں میں بدر

بَدْرِيَّةٌ وَحَيْرِيَّةٌ وَحَيْنِيَّةٌ وَغَيْرُهُنَّ فَأَضْبَتَتْ

حیرہ۔ حین۔ حیرہ کی شکستوں سے بھرنے لگی۔ ان تمام نے

عَلَى عَدَاوَتِهِ وَأَكْبَتَتْ عَلَى مَنَابِدَتِهِ حَتَّى قَتَلَ

اس کی عدالت پر کمزور یا نہ ہو اس سے مقابلہ پر متحد ہو گئے۔ سب کو اس

التَّالِكِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَالْمَأْرَقِيْنَ وَكَلَّمَا قَضَى

نے بیعت کھنوں بیعت کے منکروں اور بیعت کر کے بھاگ جانے والوں سے جنگ کی

نَحْبَهُ وَقَتْلَهُ اشْقَى الْأَحْيَرِيْنَ يَتَّبِعُ اشْقَى الْأَوْلِيْنَ

جس مال کا وقت ہوا اسے آخری امت کے بدر سخت ترین دوزخ نے پہلی امت کے بدر

لَمْ يُمَثَّلْ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

کا ہر دہری اور شہید کر دیا۔ اولیوں کے سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

فِي الْهَادِينَ بَعْدَ الْهَادِينَ وَالْأُمَّةَ مُصَرَّةً عَلَيَّ

احکام کو تسلیم نہ کیا گیا ہو پوری امت اس کی دشمنی پر جمع

مَقْتِنَةً مُجْتَمِعَةً عَلَيَّ قَطِيعَةً سَامِحِيَةً

ہو گئی۔ اس سے قطع رنجی کی گئی اس کی اولاد کو در بدر کیا گیا

وَأَقْصَاءَ وَوَلَدَهُ إِلَّا الْقَلِيلَ مِمَّنْ وَفِي لِرِعَايَةِ الْحَقِّ

سوائے چند اسراد کے، کچھ شہد کیے گئے، کچھ قید میں ڈال دیے

فِيهِمْ فَقَتِلَ مَنْ قَتِلَ وَسَبِيَ مَنْ سَبِيَ وَأُقْصِيَ مَنْ

کئے، کچھ در بدر کئے گئے، ان پر تیری ایسی قضا جاری ہوئی

أُقْصِيَ وَجَرَى الْقَضَاءُ لَهُمْ بِمَا يُدْرِي لَكَ حَسَنُ

جس کے حسن ثواب و جزا کا یقین ہے۔ کیونکہ روئے ارش

الْمَثُوبَةِ إِذْ كَانَتْ الْأَرْضُ بِرَبِّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ

اللہ ہی کا ہے۔ جسے چاہے حکومت عطا کرے۔ لیکن

مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَسُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ

تمام برہم طور مشقی کے ہاتھ ہوگا۔ مقدس ہے ہمارا اللہ

كَانَ وَعْدَ رَبِّنَا لِمَفْعُولٍ وَلَنْ يَخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ

یقیناً وعدہ الہی پورا ہو کر رہے گا اللہ اپنے وعدہ کی مخالفت

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ فَعَلَى الْأَطْيَابِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ

نہیں کرتا وہ عزیز و حکیم ہے۔ مقدس گشت گمان جو روح جواہل بیت

مُحَمَّدٍ وَعَلَيْهِ صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا وَآلِهِمَا قَلْبِكَ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے ہر روئے و آل کو کھڑا کرنا

الْبَاكُونَ وَإِيَّاهُمْ فَلْيَنْدِبِ التَّادِيُونَ وَلِيُثْلِمَهُمْ

ہاں سے اور انہی پر ماتم کرنے والوں کو ماتم کرنا چاہیے ان بیبیوں پر آگ

فَلْتَذْرِفِ الدُّمُوعُ وَلِيُصْرِخِ الصَّارِحُونَ وَيُضَيِّرُ

بنا جائیں انہی پر اور بلا کرنا چاہیے انہی پر نالہ و شہین اور دل کباب کر

الصَّاحُونَ وَيَعْبُجُ الْعَاجُونَ أَيْنَ الْحَسَنُ أَيْنَ الْحُسَيْنُ

دینے والا گریہ ہونا چاہیے بھلا فرزند رسول حسن کہاں ہے؟ حسین

أَيْنَ ابْنَاءِ الْحُسَيْنِ صَالِحٌ بَعْدَ صَالِحٍ وَصَادِقٌ بَعْدَ

کہاں ہے؟ اولاد حسین کہاں ہے؟ بچے بددعویٰ کے بعد صالح بچے بددعویٰ کے نما

صَادِقٍ أَيْنَ السَّبِيلِ بَعْدَ السَّبِيلِ أَيْنَ الْخَيْرِ تَعْبُدُ الْخَيْرَةَ

صادق تھے کہ کچھ بعد دوسرا راستہ سقیم تھا کہاں گئے ایک کے بعد دوسرا مقصد تو تھا کہاں

أَيْنَ الشُّمُوسِ الظَّالِمَةُ أَيْنَ الْأَقْصَامِ الْمُبِيرَةُ أَيْنَ

کئے؟ مایت کے وہ درمیں آفتاب کہاں ہیں؟ شرانت کے وہ ماہتاب جہاں تاب

الْأَنْجُمِ الرَّاهِرَةُ أَيْنَ أَعْلَامِ الدِّينِ وَقَوَاعِدِ الْعِلْمِ

کہاں ہیں؟ نکجابت کے وہ درخشندہ ستارے کہاں ہیں دین کے وہ علم کہاں ہیں

أَيْنَ بَقِيَّةِ اللَّهِ الَّتِي لَا تَخْلُو مِنَ الْعِثْرَةِ الْهَادِيَةِ أَيْنَ

کہاں ہیں علم کی وہ بنیادیں کہاں ہیں وہ نبی کی عزت داری جن سے روئے ارض خالی

الْمَعْدُ لِقَطْعِ دَابِرِ الظُّلْمَةِ أَيْنَ الْمُنْتَظَرِ لِإِقَامَةِ

نہیں رہتا وہ بقیۃ اللہ کہاں ہے وہ کہاں ہے؟ جسے ظالموں سے انتقام لینے کی خاطر

الْأَمْنِ وَالْعَوَجِ أَيْنَ الْمُرْتَجَى لِإِمْنِ آلَةِ الْجُورِ وَ

بچاؤ کا ہے۔ بچی کو سیدھا کرنے والا منتظر کہاں ہے؟ ظلم و جور کو ختم کرنے

الْعُدْوَانِ أَيْنَ الْمُدَّخِرِ لِتَجْدِيدِ الْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ

والی امید کہاں ہے؟ ماضی خدا اور سنت نبویہ کو زندہ کرنے والا کہاں ہے؟ ختم شدہ

أَيْنَ الْمُتَخَيَّرِ لِإِعَادَةِ الْمِلَّةِ وَالشَّرِيعَةِ أَيْنَ الْمُؤَمَّلِ

شریت اور تیار شدہ اسلام کو دوبارہ لانے والا کہاں ہے؟ جس سے کتاب خدا کی

لِأَحْيَاءِ الْكِتَابِ وَحُدُودِهَا أَيْنَ مَعَى مَعَالِمِ الدِّينِ

مستقل شدہ حدود کے احیاء کی توقع ہے وہ کہاں ہے؟ معالم دین کو زندہ کرنے والا کہاں

وَأَهْلِهِ أَيْنَ قَاصِمِ شَوْكَةِ الْمُعْتَدِينَ أَيْنَ هَادِمِ

ہے؟ جاہر ظالموں کی قوت کو توڑنے والا کہاں ہے؟ شرک و نفاق کی بنیادوں کو زمین

أَيْدِيهِ الشَّرْكَ وَالشَّقَاقَ أَيْنَ مُبِيدُ أَهْلِ الْفُسُوقِ

کرنے والا کہاں ہے؟ اہل فسق۔ اہل عصیان اور اہل بغاوت کو یا مال کرنے والا

وَالْعِضْيَانَ وَالطَّغْيَانَ أَيْنَ حَاصِدُ فِرْعَوْنَ الْعِجَى وَ

کہاں ہے۔ کج روی اور اختلافات کی جڑوں کو کاٹنے والا کہاں ہے؟ کج روی اور

الشَّقَاقِي أَيْنَ طَامِسُ أَقْبَارِ الزَّيْغِ وَالْأَهْوَاءِ أَيْنَ

خواب پرستی کے آثار کو مٹانے والا کہاں ہے؟ کذب و افتراء کی رسیوں کو کاٹنے

قَاطِعُ حِمَائِلِ الْكُذْبِ وَالْإِفْتِرَاءِ أَيْنَ مُبِيدُ الْعَتَاةِ

والا کہاں ہے؟ سرگرمیوں اور مرتدوں کو ختم کر دینے والا کہاں ہے؟

وَالْمَرْدَةِ أَيْنَ الْمُعْتَاصِلُ أَهْلَ الْعِنَادِ وَالتَّضْيِيلِ

کراہوں گمراہ کنوں اور اہل بدعت کی جڑوں کاٹنے والا کہاں ہے؟ اولیائے

وَالْإِلْحَادِ أَيْنَ مُعِزُّ الْأَوْلِيَاءِ وَمُدِلُّ الْأَعْدَاءِ أَيْنَ

خدا کو سزا اور اعدائے خدا کو ذلیل کرنے والا کہاں ہے؟ تقویٰ پر آبادی صاف

بِجَامِعِ الْكَلِمَةِ عَلَى التَّقْوَى أَيْنَ بَابُ اللَّهِ الَّذِي مِنْهُ

کو متحد کرنے والا کہاں ہے؟ اللہ کا وہ باب کہاں ہے جس سے داخل ہوا جاتا

يُوفَى أَيْنَ وَجْهِ اللَّهِ الَّذِي إِلَيْهِ يَتَوَجَّهُ الْأَوْلِيَاءُ

ہے؟ وہ قدرت خدا کہاں ہے جس کی طرف توجہ کی جاتی ہے؟ ارض و

أَيْنَ السَّبَبِ الْمُتَّصِلِ بَيْنَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ أَيْنَ

سما کے مابین متصل واسطہ کہاں ہے؟ پریم نوح کا ناک اور

صَاحِبِ يَوْمِ الْقِتْحِ وَكَاشِفِ سَهَابِ الْهُدَى أَيْنَ مُؤَلِّفِ

پریم کر پھرانے والا کہاں ہے؟ اہلست کرنے والا

شَمْلِ الصَّلَاحِ وَالرِّضَا أَيْنَ الطَّالِبِ يَدِ خَوْلِ

کج روی جماعت کو اکٹھا کرنے والا کہاں ہے؟ انبیاء اور اولاد انبیاء کے بے گناہ

الْأَنْبِيَاءِ أَيْنَ الطَّالِبِ يَدِ الْمَقْتُولِ يَكْرُبَلَا

عوان کو پھرانے والا کہاں ہے۔ پھیلنے والا کا پھرانے والا کہاں ہے؟ علم و فہم اور

اَيْنَ الْمَنْصُورِ عَلٰی مَنْ اَعْتَدَى عَلَيْهِ وَافْتَرَى اَيْنَ

کرنے والوں کو سزا دینے والا اللہ کا منصور کہاں ہے ؟ وہ مجبور کہاں

الْمُضْطَّرُّ الَّذِي يُجَابُ اِذَا دَعَى اَيْنَ صَدْرِ الْخَلَائِقِ

سے جس کی صدا پڑ بیک بھی جائے گی نیک اور متقی افراد کی

ذُو الْبِرِّ وَالشَّقْوَى اَيْنَ ابْنِ التَّيِّبِ الْمُصْطَفَى وَابْنِ عَلِيٍّ

جائے پناہ کہاں ہے ؟ نبی مصطفیٰ کا فرزند کہاں ہے ؟ علی مرتضیٰ کا

الْمُرْتَضَى وَابْنِ خَدِيْجَةَ الْغُرَّاءِ وَابْنِ قَاطِمَةَ الْكُبْرَى

بیٹا کہاں ہے ؟ سفید چہرے خدیجہ البکری اور فاطمہ زہرا کا بیٹا کہاں ہے

يَا اَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ وَ تَفْسِيْ لَكَ الْوَقَاءُ وَالْحَمْلِيْ يَا بِنَ

ہیرا پمیری ماں اور میری جان آپ کی ڈھال اور نوحان ہے۔ اے مقربین بارگاہ

السَّادَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ يَا بِنَ التَّجْبِيَاةِ الْاَكْرَمِيْنَ يَا بِنَ

الہی کے فرزند اے عزتم شرفا کے بیٹے۔ اے ہادی

الْمُهْدَاةِ الْمُهْدِيَّتِيْنَ يَا بِنَ الْخَيْرَةِ الْمُهْدِيَّتِيْنَ يَا بِنَ

اور ہدی آباد کی اولاد اے نجیب سرداروں کے فرزند۔ اے

الْفَطَايِرَةِ الْاَنْجَبِيَّتِيْنَ يَا بِنَ الْاَطْيَابِ الْمُطْمَرِيْنَ

پاکیزہ آباد کے فرزند اے اللہ کے محبوب ملوات کے بیٹے اے محترم سرداروں

يَا بِنَ الْحَضَارِمَةِ الْمُتَجَبِّيْنَ يَا بِنَ الْقَمَاقِمَةِ

کی اولاد۔ اے درخشاں ماہ مانے۔ دوہفتہ کے فرزند۔ اے نور چسراخ

الْاَكْرَمِيْنَ يَا بِنَ الْبَدْوِ وَالْمُنِيرِ تُو يَا بِنَ السَّرْحِ

کے بیٹے اے شہسوار کے ثاقب کی اولاد۔ اے درخشندہ

الْمُضِيْمَةِ يَا بِنَ الشَّهْبِ الْمُقَابَةِ يَا بِنَ الْاَنْجَمِ الزَّاهِرَةِ

ستاروں کے فرزند اے اللہ کے واضح راستوں کے

يَا بِنَ السَّبِيْلِ الْوَاضِعَةِ يَا بِنَ الْاَعْلَامِ وَاللَّيْحَةِ يَا

بیٹے اے اللہ کی روشن علامات کی اولاد اے

ابْنِ الْعُلُومِ الْكَامِلَةِ يَا بَنَ السَّنَنِ الْمَشْهُورَةِ يَا بَنَ

ہمیکے علوم کے سرزندہ اسے اللہ کی مشہور نشانیوں کی اولاد اسے

الْمَعَالِمِ الْمَثُورَةِ يَا بَنَ الْمُعْجَزَاتِ الْمَوْجُودَةِ يَا بَنَ

اللہ کے ارشاد کردہ علامہ دین کے سرزندہ موجود معجزات کے بیٹے اللہ

الدَّلَائِلِ الْمَشْهُورَةِ يَا بَنَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ يَا

کی گواہی دی گئی دلائل کی اولاد اسے صراطِ مستقیم کے سرزندہ اسے

ابْنِ النَّبِيِّ الْعَظِيمِ يَا بَنَ مَنْ هُوَ فِي أُمَّ الْكِتَابِ لَدَى

نبیِ عظیم کے بیٹے اسے اس کے سرزندہ جسے اللہ کی کتاب میں علی

اللَّهُ عَلِيُّ حَكِيمٌ يَا بَنَ الْآيَاتِ وَالْبَيِّنَاتِ يَا بَنَ

عظیم کہا گیا ہے۔ اسے آیات و بینات کے بیٹے۔ اسے ظاہر

الدَّلَائِلِ الظَّاهِرَاتِ يَا بَنَ الْبِرَاهِينِ الْوَاضِحَاتِ

دلائل کی اولاد اسے براہین واضح کے سرزندہ اسے اللہ

الْبَاهِرَاتِ يَا بَنَ الْحُجُبِ الْبَالِغَاتِ يَا بَنَ النِّعَمِ

کی واضح تر دلائل کی اولاد۔ اسے اللہ کی کامل

السَّابِقَاتِ يَا بَنَ طَلْعِ وَالْمُحْكَمَاتِ يَا بَنَ يَسِّ وَ

نعمتوں کے سرزندہ اسے طلوع اور آیات محکمات کے بیٹے۔ اسے یسین اور

الذَّارِيَاتِ يَا بَنَ الطُّورِ وَالْعَادِيَاتِ يَا بَنَ مَنْ دَنَى

ذاریات کی اولاد۔ اسے طور اور عادیات کے سرزندہ اسے اس کے بیٹے

فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى دُنُوًّا وَاقْتَرَابًا

جو وہب سراج مقام تاب قوسین تک قریب ہوئے، اسے ان کے سرزندہ جو مقام

مِنَ الْعَالِيَةِ الْأَعْلَى كَيْتَ شِعْرِي آيِنَ اسْتَقْرَرْتُ بِكَ

تاب قوسین سے بھی زیادہ مغرب بارگاہِ خالق ہونے کا شکر مجھے معلوم ہوتا

النَّوَى بَلْ أَيْ أَرْضٍ تَقْلُكُ أَوْ تَرَى إِبْرَاصِي أَوْ

کہ آپ کا ہیرا کہاں ہے اس خطہ زمین میں آپ کی سکونت ہے وہ کہن ہی خواں نعمت

غَيْرَهَا أَمْ ذِي طُوى عَزِيزٌ عَلَيَّ أَنْ أَرَى الْخَلْقَ وَلَا

موت سے جہاں آپ رہتے ہیں کیا آپ کا سکن کوہ رضوی سے یا کوئی اور

تُرَى وَلَا أَسْمَعُ لَكَ حِسِيًّا وَلَا نَجْوَى عَزِيزٌ عَلَيَّ

بلکہ ہے؟ یا مقام ذی طوی ہے؟ میرے لیے یہ بہت بڑا امتحان ہے کہ

أَنْ تَحِيْطَ بِكَ دُوْنِي الْبَلَوَى وَلَا يَأْتِكَ مِنِّي صَاحِبٌ

دوسری دنیا تر مجھے نظر آئے لیکن آپ کو نہ دیکھ سکوں نہ آپ کی آواز سن

وَلَا اشْكُوْى بِنَفْسِيْ أَنْتَ مِنْ مُّغَيَّبٍ لَمْ يَخُلْ مِنَّا

سکوں نہ آہٹ ہو سکوں میرے لیے کتنی بڑی معیبت ہے کہ آپ تنہا ہیں میں

بِنَفْسِيْ أَنْتَ مِنْ نَائِمٍ مَّا نَزَحَ عَنَّا بِنَفْسِيْ أَنْتَ

آپ کی کوئی مدد بھی نہیں کر سکتا کسی سے شکوہ بھی نہیں کر سکتا اس غائب پر

أُمِّيَّةٌ شَائِقٌ يَتَمَتَّى مِنْ مُّؤْمِنٍ وَ مُّؤْمِنَةٍ ذَكَرًا

میری جان قربان ہو جو میں رہتا ہے قربان جاؤں اس مسافر پر جو ایسی ہوگا کہ

فَحَتَّى بِنَفْسِيْ أَنْتَ مِنْ عَقِيْدٍ عِزًّا لَا يُسَاهِي بِنَفْسِيْ

ہے جو تم سے دور نہیں۔ میری جان قربان ہو اس پر جو ہر مومن اور مومنہ کی مشتاق

أَنْتَ مِنْ أَثِيْلٍ مَجْدٍ لَا يُجَارَى بِنَفْسِيْ أَنْتَ مِنْ

نگاہوں کی امید ہے اور اس کا نام لے کر ہی آنکھوں میں آنسو تیر جاتے ہیں میری جان

تِلَادٍ نَعْمٍ لَا تُضَاهَى بِنَفْسِيْ أَنْتَ مِنْ تَصِيْفٍ

قربان ہو جو بے نظیر عزت کا این سے قربان جاؤں عزت کی اس بنیاد پر جس کا ہم سر

شَرَفٍ لَا يُسَاوَى إِلَى مَتَى أَجَارُ فَيْكَ يَا مُوَلَايَ وَالِي

کوئی نہیں ہے قربان جاؤں اس موردی نعمت کے مالک پر جن کی مثال نہیں ملتی قربان

مَتَى وَ اَتَى بِخَطَابٍ أَصِفُ فَيْكَ وَ اَتَى نَجْوَى عَزِيزٌ

قربان جاؤں مجھے مثال شرف کے شرک پر میرے آقا! ہیں کیا تک آپ کے سلسلہ میں جیتے نہ

عَلَيَّ أَنْ أَجَابَ دُونَكَ وَأَنَا غِي عَزِيزٌ عَلَيَّ أَنْ

روں کا میرے آقا مجھے جو پہنچاؤں ان لفظوں میں آپ سے خطاب کروں اور میرے لیے

اَبِيكَ وَيُحَدِّثُكَ الْوَرَى عَزِيْزٌ عَلَيَّ اَنْ يَجْرِيَ

کتابت ان سے کہ میں آپ کے علاوہ کسی اور کی صدا پر ایک کون پر یہ جیسے کتنا مشکل

عَلَيْكَ دُوْنَهُمْ مَا جَرَى هَلْ مِنْ مُعَيَّنٍ فَاَطِيْلُ

ہے کہ میں آپ کے بیٹے روؤں اور دنیا آپ کا مذاق اڑانے میرے لیے بہت مشکل ہے

مَعَهُ الْعَوِيْلُ وَالْبُكَاءُ هَلْ مِنْ جُزُوْعٍ فَاَسَاعِدُ

کہ تقدیر خدا آپ ہی سے وابستہ ہے آپ کے دشمن دندناتے بھرتے ہیں کوئی ہے ایسا

جَزَعَةٌ اِذَا اَخْلَاهُ مِنْ قَدِيْتٍ عَيْنٌ فَسَاعِدْ شَهْمَا

معاویہ جس کے ساتھ بیٹھ کر میں دو آنسو بہاؤں؟ کوئی ایسا جزیع کرنے والا ہے جس

عَيْنِي عَلَي الْقَدِي هَلْ اِلَيْكَ يَا بَنَ اَحْمَدَ سَبِيْلُ

سے میں تعاون کر سکوں۔ کوئی ایسی آنکھ ہے جس میں بڑے کو دور کر کے میں ان

فَتُلْتَفِي هَلْ يَتَّصِلُ يَوْمًا مِنْكَ بَعْدَ تَوْنٍ فَتَنْحَضِي مَتْنِي

سے تعاون کر سکوں۔ اسے زندہ ہی کر لیسا راستہ ہے جس پر پہل کر میں آپ سے مل کر ان کا

نُرِدُّمْنَا هَلِكَ التَّوْبِيْتِ فَنُرَوِي مَتْنِي نَلْتَقِعُ مِنْ

میری زندگی تیرے بلغم اور ایک طویل ہو سکے گی جس میں مجھے بھی حصہ مل جائے آپ ک

عَذِيْبٍ مَا يَكُ فَقَدْ طَالَ الصَّدَى مَتْنِي لَعَا دِيْكُ وَ

کھاٹ پر وارد ہوں گے کہ ہم بھی اپنی پناہ لیں بچھا سکیں ہم آپ کے لب شہیں سے میرا ب

لُرَاوِحِكَ فَنَقِرُّ عَيْنًا مَتْنِي تَرَانًا وَتُرِيْكُ وَفَدُ

سکھیں گے ایسا کہ میں شدت اچھی ہے وہ کاوش آپ کے آنے کا جس میں ہم آپ کو اور آپ

لَشَرِيْتٍ لِيَوْمِ النَّصْرِ تَرِي اَتَرَانَا نَحْفُ بِكَ وَاَنْتَ

ہیں درحقی کے ہادی آنکھیں غنڈی ہوں گی کب ہمیں آپ کے پرچم کا پھر براہ راست

تَأْمُرُ الْمَلَأَ وَقَدْ مَلَأَتِ الْاَرْضُ عَدْلًا وَاَذَقْتِ

نظر آنے کا کیا وہ وقت آئے گا جب ہم آپ کے گرد ہوں گے اور آپ کائنات عالم کے قائم

اَعْدَايْكَ هُوَانًا وَعِقَابًا وَاَبْرَتِ الْعَتَاةِ وَجَحَدَتْ

ہوں گے اور کہہ میں عدل و انصاف سے پر ہو گا۔ آپ کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے



الْحَقِّ وَقَطَعَتْ ذَا بَرِّ الْمُتَكَبِّرِينَ وَاجْتَشَّتْ

سزا بخشیں گے وہ دست کب آنے کا جب آپ سرکشوں کو کامیں گے منکر میں حق کو

أُصُولِ الظَّالِمِينَ وَنَحْنُ نَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

سزا میں گے منکر میں کے بچر کو کالعدم کریں گے ظالمین کی بیادیں ہلا دیں گے اور ہم

الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ كَشَّافُ الْكُرْبِ وَالْبَلْوَى وَ

کدر ہے ہوں گے حمد ہے رب العالمین کے پیسے۔ اے اللہ تو ہی مصائب کو

الْمَلِكِ أَسْتَعْدِي فَعِنْدَكَ الْعُدْوَى وَأَنْتَ رَبُّ

نعم کرنے والا ہے۔ ہمارا ابر شکوہ تجھ سے ہے اور تجھ سے ہی جو اب کے

الْآخِرَةِ وَالْدُّنْيَا فَأَغِثْ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ

خواب میں مند ہیں۔ تو ہی دنیا اور آخرت کا رب ہے اے مصیبت زدہ کے فریاد رس

عَبِيدِكَ الْمُبْتَلَى وَأَمْرًا سَيِّدًا يَا شَدِيدَ الْقُوَى

مصائب میں مبتلا مخلوق کی فریاد رس فرما ہمیں اپنے آقا کی زیارت کا شرف بخش

وَأَنْزِلْ عَنْهُ بِهِ الْأَسَى وَالْجَوَى وَبَرِّدْ غَلِيْلَهُ

اے مضبوط قوت کے مالک ہمیں ہمارے مولا کی زیارت سے نواز ہمارے آقا کے ٹھنڈ

يَا مَنْ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى وَمَنْ إِلَيْهِ الرَّجْعَى وَ

سے ہمارے غم دور فرما جاری سوزش کے دن نغمہ فرما اے عرش کے مالک اے انجام کے

الْمُنْتَهَى اللَّهُمَّ وَنَحْنُ عَبِيدُكَ السَّائِقُونَ وَإِلَى

مالک اے قیامت کے مالک اے اللہ ہم تیرے ہی بندے ہیں تیرے ولی کی زیارت کے

وَرَيْسِكَ الْمَذْكُورِكَ وَبَيْنِكَ خَلَقْتَهُ لَنَا عَصْمَةً

مشاق میں تیرا وہ ولی جو تیری یاد میں رہتا ہے اور تیرے نبی کی یاد میں رہتا ہے وہ ولی

وَمَلَاذًا وَأَقَمْتَهُ لَنَا قَوْمًا وَمَعَاذًا وَجَعَلْتَهُ

جسے تو نے ہمارا گمان اور ہماری جگہ بنا ہا بیٹھا کیا ہے جسے تو نے ہمارا رہنما اور ہمارا فریاد

لِلْمُؤْمِنِينَ مِمَّا إِمَامًا قَبْلَهُ مِمَّا تَحِيَّةٌ وَسَلَامًا

رس بنا یا ہے جسے تو نے مؤمنین کا امام قرار دیا ہے۔ اے اللہ ہماری طرف سے اے ہمارا

وَرُدُّنَا بِذَلِكَ يَا رَبِّ اِكْرَامًا وَاَجْعَلْ مُسْتَقْرًا لَنَا

سلا کو بھلا دے۔ اس سلام سے ہماری عظمت میں اضافہ فرما اور اس کے مسکن کو ہمارا بھی مسکن

مُسْتَقْرًا وَّمَقَامًا وَاَتِمُّنَا نِعْمَتَكَ بِتَقْدِيمِكَ اَيُّهَا

بنا اسے ہمارے درمیان ظاہر فرما کر اپنی نعمت کو مکمل فرمادے تاکہ ہم اس

اِمَامَتَنَا حَتَّى تُوْرَادَنَا بِحَنَانِكَ وَمُرَافَقَةِ الشَّهَدَاءِ

کی رہنمائی میں جنت آسکیں اور اپنے مخلص شہداء کے ساتھ محشر ہمو

مِنْ خُلَصَائِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

سکیں۔ اللہ صلی علی محمد و آل محمد

وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ جَدِّهِ وَّرَسُولِكَ السَّيِّدِ الْاَكْبَرِ

اسے اللہ! اہم غائب کے جد امجد جو تیرا رسول اور عظیم سردار ہے اس پر

وَعَلٰى اَبِيهِ السَّيِّدِ الْاَصْغَرِ وَجَدَّتِي الصِّدِّيقَةَ

رحمت فرما اور اس کے باپ سے چھوٹا سردار ہے اس پر نازل رحمت فرما اور اس کی

الْكُبْرٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى مَنْ اصْطَفَيْتَ

جدہ ماجدہ صدیقہ کبریٰ فاطمہ بنت محمد پر رحمت نازل فرما اور اس کے

مِنْ اَبَائِهِ الْبَرِّرَةِ وَعَلَيْهِ اَفْضَلُ وَاَكْمَلُ وَاَتَمُّ

ان تمام صالح آباء پر رحمت نازل فرما جنہیں تو نے منتخب کیا ہے یہ تمام رحمتیں افضل

وَاَذْوَمُّ وَاكْثَرُ وَاَوْفَرُ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ

ان میں کمال۔ دائمی زیادہ سے زیادہ اور ان تمام رحمتوں سے وافر ہوں جو تو نے اپنے

اصْفِيَاءِكَ وَاخَيْرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلَيْهِ

میں صفی اور نیک بندے پر نازل کی ہوں۔ اسے اللہ ہمارے آقا پر ایسی

صَلٰوةً لَا غَايَةَ لِعَدَادِهَا وَلَا نِهَآيَةَ لِمَدَدِهَا

رحمت نازل فرما جن کی تعداد کا شمار ہو سکے جس کی مدت محدود نہ ہو اور جن کا

وَلَا نَفَادَ لِاَمْدِهَا اَللّٰهُمَّ وَاَقِمْ بِهٖ الْحَقَّ وَاَدْحِضْ

نزدول حق نہ ہو کہ اللہ سے اپنے اس ولی کے ذریعے حق کو قائم کر باطل کو

بِهِ الْبَاطِلَ وَأَدِلْ بِهِ أَوْلِيَاءَكَ وَأَذِلَّ بِهِ أَعْدَاءَكَ

کا نور کر انہی اولیاء کو اطمینان بخش اپنے اعداء کو ذلیل کر

وَصِلِ اللَّهُمَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ وَصَلَةٌ تُوَدِّي إِلَى مُرَافَقَةٍ

اے اللہ! ہمارے اور عمارے آقا کے مابین وہ رابطہ بحال رکھ جو ہمیں اس کے

سلفہ واجعلنا ممن يأخذ بحجزتهم ويكفك

سلف صالحین تک پہنچانے کا سبب بنے، یہیں ان لوگوں سے بنا جو ان کے دامن سے نکل

فِي ظِلِّهِمْ وَأَعْتًا عَلَى تَأْدِيَةِ حَقُّوقِهِ إِلَيْهِ وَالْإِجْتِمَادِ

رکھتے ہیں ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں ان کے تمام حقوق ادا کرنے

فِي طَاعَتِهِ وَاجْتِنَابِ مَعْصِيَتِهِ وَأَمْنِنَّا عَلَيْنَا بِوَصَاةِ

ہیں ہماری مدد فرما ہمیں اس کی اطاعت کی توفیق عنایت فرما ہمیں اس کی نافرمانی سے

وَهَبْ لَنَا مَرَأَفَتَهُ وَرَحْمَتَهُ وَدَعَاةَهُ وَخَيْرَهُ

محفوظ رکھ اس کی خوشنودی نصیب فرما اس کی نظر کرم عنایت فرما اس کا ترس اس کی

مَا نَنَالُ بِهِ سَعَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ وَكَوْنًا عِنْدَكَ

دعا اور اس کی خوشنودی ہمارا مقدر فرما جس کے ذریعہ ہم تیری رحمت اور تیری

وَأَجْعَلْ صَلَوَتَنَا بِهِ مَقْبُولَةً وَذُنُوبَنَا بِهِ

بارگاہ سے کامران حاصل کر سکیں ہماری طلب رحمت کو قبول فرما اور ہمارے گناہ معاف

مَغْفُورَةً وَدُعَائِنَا بِهِ مُسْتَجَابًا وَاجْعَلْ

فرما ہماری دعا کے ظہور کو مستجاب فرما۔ اپنے اس دلی کے طفیل ہمارے رزق میں وسعت

أَرْزَاقَنَا بِهِ مَبْسُوطَةً وَهُمْ وَمَنَا بِهِ مَكْفِيَةً

فرما ہمارے غم کو دور فرما ہماری حاجات بجا رہی فرما۔ ہمیں

وَخَوَاجِرَنَا بِهِ مَقْضِيَةً وَأَقْبِلْ إِلَيْنَا بِوَجْهِكَ

نگاہ رحمت سے دیکھ۔ نگاہ کرم سے

الْكَرِيمِ وَأَقْبِلْ تَقَرُّبَنَا إِلَيْكَ وَأَنْظِرْ إِلَيْنَا

توجہ فرما۔ جس سے ہمارے شرف ہیں اعزاز ہو

نَظْرَةً رَحِيمَةً تَسْتَكْمِلُ بِهَا الْكَرَامَةَ عِنْدَكَ

کے ساتھ کمال کی برکت کو برقرار رکھ اس کے

ثُمَّ لَا تَصْرِفْهَا عَنَّا بِجُودِكَ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِ

تو نہ ہی اسے ہمارے لئے بھول دے اور ہمیں اس حوض سے

جَدِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِكَاسِهِ وَرَبِّدِهِ دِيًّا

جو آپ کے گھر سے ہمارے لئے پیو اور اسے ہمیں

رَوِيًّا هَنِيئًا سَائِغًا لَا ظَمًا بَعْدَهُ يَا أَرْحَمَ

راویٰ ہونے والے پروردگار سے کہو۔ اے سب سے مہربان

الرَّاحِمِينَ

السراجین ط

## عمل روز جمعہ

جمعہ کے دن آخری ساعت میں نماز امام زمان علیہ السلام پڑھے ہمارے استاد مرحوم حاج ملا آقا جان زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا وظیفہ تھا کہ جمعہ کے روز آخری ساعت میں (جو کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے ساتھ مربوط ہے)۔ نماز امام زمان علیہ السلام (۷) پڑھیں اور آنحضرتؐ کی یاد کے ساتھ اس دن کو گزاریں اس طریقے سے آنحضرتؐ کے وجود مقدس کے ساتھ ارتباط رکھتے تھے اور بہت استفادہ کرتے تھے۔

ضمناً جو اشخاص اس عمل کے ذریعہ ارتباط برقرار رکھنا چاہتے ہیں ان کے لیے چند نکات بطور تذکرہ تحریر کر رہا ہوں۔

### اول :-

اگر کوئی شخص چاہتا ہو کہ اس نماز سے کاملاً استفادہ کرے تو اسے ہمیشہ چھٹا رہے یعنی ہر روز جمعہ کے دن اسی عین وقت پر نماز پڑھے۔

### دوئم :-

نماز گزار سومرتبہ ایتاک تعبدوا یتاک ولست عین کمنے کے ساتھ عبادت کو خدا کے لیے اور خدا سے مدد طلب کرنے میں منحصر کرے اور اسے دل میں اس طرح جگہ دے بیٹھے کہ کوئی کس کو تھوڑے کے ساتھ سومرتبہ کو ٹٹا ہے گیا شیطان

اسے کسی طریقہ سے بھی خدا کی یاد اور خلوص سے نہ نکال سکے یوں وہ خلوص کے  
 آخری مراحل تک پہنچے گا  
 دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ حمد کو پڑھے جس وقت **إِيَّاكَ نَعْبُدُ**  
**إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** پر پہنچے تو اسے سورہ تہ کہے اور اس کے بعد حمد کو تمام کرے  
 سورہ حمد کے بعد سورۃ نقل ہو انشاء احد پڑھے نماز سے فارغ ہو کر بعد میں یہ دعا پڑھے  
 انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوگی۔

## دُعَا رُوزِ جُمُعَةِ

اللَّهُمَّ عَظْمَ الْبَلَاءِ وَبِرَحِ الْخَفَاءِ وَانْكَشَفِ الْغَطَاءِ

اے اللہ مصائب بڑھ گئے ہیں اور پچھی ہوئی تکالیف ظاہر ہو گئی ہیں پروردگار

وَضَاقَتْ الْأَرْضُ بِهَا وَسَعَتِ السَّمَاءُ وَرَأَيْتُكَ يَا رَبِّ

ہمٹ پکے ہیں جو کچھ آسمان اپنی دست سے نازل کرتا تھا اور زمین تنگ ہو گیا ہے

الْمُشْتَكِي وَعَلَيْكَ الْمَعْوَلُ فِي الشَّدَّةِ وَالرِّخَاءِ اللَّهُمَّ

اے اللہ میرا شکوہ تیری بارگاہ میں ہے تنگ دستی اور خوش حالی ہر

صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ الَّذِينَ أَمَرْتَنَا بِطَاعَتِهِمْ وَعَجَّلْ

حالت میں تجھ پر ہی عمرو ہے۔ اے اللہ۔ محمد اور آل محمد کے ان ائمہ اور ہدایتی رحمتیں

اللَّهُمَّ فَرَجِهِمْ بَقَائِهِمْ وَأُظْهِرْ أَعْزَازَ كَلِيَامِ مُحَمَّدٍ

نازل فرما۔ جن کی اطاعت کا تو نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اے اللہ! تمام آل محمد کے طور میں

يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ الْكَيْفِيَانِي يَا تَكَمَا كَافِيَانِي

جلدی فرما اس کی عزت کو ظاہر فرما اے محمد! اے علی! اے علی! اے محمد! آپ دونوں

يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ أَنْصُرْ أِنِّي فَا تَكَمَا

میری کفالت کریں آپ ہی میرے بھلے کا ہی ہیں۔ اے محمد! اے علی! اے علی! اے محمد! آپ

نَاصِرَايَ يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا مُحَمَّدُ احْفَظَانِي

دونوں میری مدد کریں آپ ہی تو ہمارے مددگار ہیں۔ اے محمد! اے علی! اے علی! اے محمد! آپ

فَا تَكَمَا حَافِظَانِي يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ يَا مَوْلَايَ

دونوں میرا محافظ کریں آپ ہی تو میرے محافظ ہیں۔ اے میرے صاحب زمانہ

يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ

آقا! اے میرے مولا! اے صاحب الزمان! اے مولا

الْغَوْتُ الْغَوْتُ الْغَوْتُ أَذِيرُ كُنِّي أَذِيرُ كُنِّي

اے صاحب الزمان آپ فریاد کریں کہیں آپ فریاد کریں کہیں آپ فریاد کریں کہیں۔ آپ

أَذِيرُ كُنِّي الْأَمَانَ الْأَمَانَ الْأَمَانَ

میری مدد کریں۔ آپ میری مدد کریں۔ آپ میری مدد کریں۔ آپ میری مدد کریں۔ آپ میری مدد کریں۔ آپ



## فضائل زیارت روز جمعہ

جس طرح پہلے بیان ہو چکا ہے کہ روز جمعہ وہ دن ہے کہ جس میں حضرت  
 ولی عصر علیہ السلام (عج) کے ظہور کی انتظار باقی ایام کی نسبت زیادہ کرنی چاہیے  
 اور یہ ایسا دن ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں آنحضرت کے مہمان ہیں اس لیے  
 حضرت حجت ابن الحسن علیہ السلام کی زیارت جو سید ابن طاووس نے نقل کی ہے  
 جمعہ کے دن پڑھنی چاہیے۔

## روزِ جمعہ زیارتِ امامِ زمان

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ السَّلَامُ

اے امامِ اہلبیت میں جنتِ خدا میرا سلام ہو۔ اے خورشیدِ خاتونِ میں طہرِ خاتونِ میرا

عَلَيْكَ يَا عَيْنَ اللَّهِ فِي خَلْقِهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

سلام ہو۔ اے اللہ کے وہ نور جس کی روشنی میں خواہشِ مندانِ ہدایت حاصل کرتے

نُورَ اللَّهِ الَّذِي يَهْتَدِي بِهِ الْمُهْتَدُونَ وَيُعْرَجُ

میں اور جس کی بدولت مومنین کے مصائب دور ہوں گے۔ میرا

بِهِ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْمُهَدَّبُ

سلام اے مقدس اور پاکیزہ نفسِ میرا

الْخَائِفُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْوَلِيُّ النَّاصِحُ

سلام اے اللہ کے ولی اور اللہ کی طرف سے

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَفِينَةَ السَّجَاةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ

بصیرت کفندہ میرا سلام اے کشتیِ نجاتِ میرا سلام ہو۔ اے

يَا عَيْنَ الْحَيَاةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ

سوچنے والی حیاتِ میرا سلام ہو آپ پر اور آپ کے

وَعَلَى آلِ بَيْتِكَ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ السَّلَامُ

طیب و طاہر اہل بیت پر میرا سلام - اللہ

عَلَيْكَ عَجَّلَ اللَّهُ لَكَ مَا وَعَدَكَ مِنَ النَّصْرِ

آپ پر نازل رحمت فرمائے اللہ آپ سے کہے ہوئے وعدے سے نصرت

وَوَضَّحُوا الْأَمْرَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ أَنَا

اور ظہورِ حق فرمائے میرا سلام آپ کا ظلام ہوں گے آپ کے

مَوْلَاكَ عَارِفَتْ بِأَوْلِيكَ وَأَخْرَابِكَ اتَّقَرَّبُ

آغاز و انجام کی واقفیت سے میرا سلام آپ کے اہل بیت کے ذریعے میں

إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِكَ وَبِأَلِّ بَيْتِكَ وَانْتِظِرْ

قرب اہلی کا امیدوار ہوں میں آپ کے اور آپ کے ہاتھوں ظاہر

ظُهُورَاكَ وَظُهُورَ الْحَقِّ عَلَى يَدَيْكَ وَ

ہونے والے حق کا منتظر ہوں۔ میری دعا ہے خداوند عالم مجھے آپ کے

أَسْأَلُ اللَّهَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

انتظار کنندگان اتنا ہی کنندگان اور معاویہ سے قرار دے میری

وَأَنْ يَجْعَلَنِي مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ لَكَ وَالتَّابِعِينَ

درخواست ہے کہ اللہ محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرمائے آپ کے

وَالتَّاصِرِينَ لَكَ عَلَى أَعْدَائِكَ وَالْمُسْتَشْهِدِينَ

اعدا کے خلاف مجھے آپ کے افسار سے قرار دے آپ کے قدموں میں شہید ہونے

بَيْنَ يَدَيْكَ فِي جُمَّةٍ أَوْلِيَاءِكَ يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ

دائے اولیاء میں میرا شمار ہو۔ اے میرے آقا امام زمانہ آپ پر اور آپ کے

الزَّمَانِ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِ بَيْتِكَ هَذَا

اہل بیت پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ آج جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آپ کے ظہور

يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَوْمُكَ الْمَتَّوَقِعُ فِيهِ ظُهُورُكَ

کا انتظار ہے۔ اسی دن آپ کے ظہور کے بعد آپ کے ذریعہ مومنین

وَالْفَرَجُ فِيهِ لِلْمُؤْمِنِينَ عَلَى يَدَيْكَ وَقَتْلُ

کے مصائب سے نجات کی توقع ہے اور آپ کی تلوار سے کفار

الْكَافِرِينَ بِسَيْفِكَ وَأَنَا يَا مَوْلَايَ فِيهِ ضَيْفُكَ

کی امید ہے میرے آقا آج کے دن میں آپ کا بہان

وَجَارُكَ وَأَنْتَ يَا مَوْلَايَ كَرِيمٌ مِنْ أَوْلَادِ

ہوں آپ کی پناہ میں ہوں۔ میرے آقا آپ کریم اور کریم

الْكَرَامِ وَمَا مَوْسَىٰ بِالضِّيَافَةِ وَالْأَجَارَةَ فَأَضَقْتَنِي

آپ کی اولاد میں مجھے پناہ دینا اور میری میزبانی کرنا آج آپ کی ذمہ داری ہے

وَأَجْرَنِي صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أَهْلِ

براہ نوازش میں میری میزبانی بھی فرمائیے اور مجھے پناہ بھی مہیا فرمائیے آپ پر اور آپ

بَيْتِكَ الطَّاهِرِينَ

کے اہل بیت پر اللہ کی رحمتیں ہوں

## درود شریف

اس میں شک ہی نہیں ہے کہ غیبت کبریٰ کے زمانہ میں یا ظہور صغریٰ میں حضرت  
بقیۃ اللہ (ع) کے ظہور کی انتظار کرنا ایک بہترین عمل ہے۔  
نیز۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّلْ

فَرَجَهُمْ

پڑھنا میں نے اس موضوع کے متعلق مصلح غیبی میں تفصیل سے لکھا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ جب تک آنحضرتؐ ظہور نہ فرمائیں آل محمدؑ، ذریتِ فاطمہ الزہراءؑ کا (جو کہ زمین کے سب سے پہلے مالک ہیں) ظہور نہیں ہوگا۔ جب تک حضرت بقیۃ اللہ کا ظہور نہیں ہوگا اس وقت تک آل محمدؑ کے لیے سرور و خوشی نہیں ہے جو آل محمدؑ کے دست ان میں خوشی دیکھتے ہیں ان کے لیے لازم ہے جیسا کہ اس کے متعلق حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت میں بھی پڑھتے ہیں۔ اسئل اللہ ان یرینا فیکم مہسرور والفرج۔ اور بھی روایات میں اس کے پڑھنے کا حکم ہے کم از کم جمعہ کے دن ایک سو مرتبہ پڑھیں۔  
اللہم صل علی محمد وآل محمد وعجل فرجہم

## فضائل استغاثہ امام زمان علیہ السلام

اسی کتاب کے صفحہ پر زیارت سلام اللہ الکامل التام کا واقعہ نقل کیا گیا ہے اور کئی مرتبہ حجب پر کیا گیا ہے کہ یہ زیارت حضرت ولی اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کرنے کے لیے بہت موثر ہے سید علی خان نے کتاب (کلم طیب) میں فرمایا ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی ہو دو رکعت نماز اسمان کے نیچے پڑھے اور نماز کے بعد کھڑے ہو کر قبر رخ ہو کر اس زیارت کو پڑھے انشاء اللہ خداوند کریم اس کی حاجت پوری کرے گا۔

## استغاثہ امام زمان علیہ السلام

سَلَامُ اللَّهِ الْكَامِلِ الشَّامِلِ الْعَامِّ وَ

اللہ کی کامل اور مکمل سلامتی اللہ کی عمری اور ہر لحاظ سے شامل سلامتی اللہ

صَلَوَاتُهُ الدَّائِمَةُ وَبَرَكَاتُهُ الْقَائِمَةُ الشَّامَّةُ

کی دائمی رحمتیں اور لازوال کامل برکتیں اللہ کی اس محبت اور اس ولی پر ہوں جو

عَلَى حُجَّةِ اللَّهِ وَوَلِيِّهِ فِي أَرْضِهِ وَيَلَدِهِ وَ

اللہ کی طرف سے اللہ کی زمین اللہ کے شہروں پر اللہ کی مخلوق اور اللہ کے بیٹے بندوں پر

خَلِيفَتِهِ عَلَى خَلْقِهِ وَعِبَادِهِ وَسَلَامَةَ النَّبِيِّ

اللہ کا ولی اور خلیفہ ہے جو نبی اکرم کا فرزند ہے جنّت بزرگ کا بقیعہ ہے۔ اور بقیعہ عزّت

وَبَقِيَّةِ الْعِتْرَةِ وَالصَّفْوَةِ صَاحِبِ الزَّمَانِ وَمُظْهِرِ

مصطفیٰ ہے جو صاحب زمان ہے، مظہر ایمان ہے احکام قرآن کی تلقین کرنے والا ہے

الْأَسْمَانِ وَمُكَلِّمِ أَحْكَامِ الْقُرْآنِ وَمُطَهِّرِ الْأَرْضِ

آسمانوں سے۔ طول و عرض میں عدل پھیلانے والا ہے جو

مَوْلِ الْعَرْضِ وَالْحُجَّةِ الْقَائِمِ

مدی ہے امام فقط ہے۔ اللہ کا مقرر ہے

تَنْظُرِ الْمَرْضِيِّ وَابْنِ الْأَيْمَةِ

اللہ کے مرضی اور ایمانے نبی کا

بْنِ الْأَوْصِيَاءِ الْمَرْضِيِّينَ

والا ہے خود جمعی معصوم اور معصوم انہ

بْنِ الْأَيْمَةِ الْهُدَاةِ الْمُعْصَمِينَ

اے ضعیف مومنین

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُعِزَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُسْتَضْعَفِينَ

کو عزت دینے والے میرا آپ پر سلام

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُدِلَّ الْكَافِرِينَ الْمَتَكَبِّرِينَ

اے منکر ظالم کافروں کو

الظَّالِمِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ يَا صَاحِبَ

ذمیں درموا کرنے والے میرا آپ پر سلام ہو۔ اے میرے

الزَّمَانِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ

صاحب الزمان آقا میرا آپ پر سلام ہو۔ اے فرزند رسول

عَلَيْكَ يَا بَنَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ

آپ پر میرا سلام ہو۔ اے فرزند امیر المؤمنین میرا آپ پر سلام ہو۔ اے

فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ السَّلَامُ

فرزند سیدۃ نساء عالمین زہرا میرا آپ پر سلام ہو۔

عَلَيْكَ يَا بَنَ الْأَيْمَةِ الْحُجَّجِ الْمَعْصُومِينَ وَالْإِمَامِ

اے معصوم زکا الہیہ کے معصوم بیٹے میرا آپ پر سلام ہو۔

عَلَى الْخَلْقِ أَجْمَعِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ سَلَامٌ

رہنے ارضی کے امام میرا آپ پر سلام اے میرے آقا میرا سلام ہو سلام ایسے

مُخْلِصٍ لَكَ فِي الْوِلَايَةِ أَشْهَدُ أَنَّكَ الْإِمَامُ الْمَهْدِيُّ

ظہن کی طرف سے ہے جو آپ کی ولایت میں ظہن سے میں گواہی دیتا ہوں

قَوْلًا وَفِعْلًا وَأَنْتَ الَّذِي تَمَلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا

آپ قولاً و فعلاً امام مہدی ہیں آپ ہی وہ ہیں جو روئے ارض کو نظم و جور

وَعَدْلًا بَعْدَ مَا مِلَّتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا فَعَجَّلَ اللَّهُ

سے پر ہونے کے بعد عدل و انصاف سے پر کریں گے اللہ آپ کے ظہور میں جلدی

فَرَجَكَ وَسَهَّلَ مَخْرَجَكَ وَقَرَّبَ زَمَانَكَ وَكَثَّرَ

کرتے اللہ آپ کے قیام کو آسان کرے اللہ آپ کے وقت کو قریب کرے



انصارک و اعوانک و انجزک ما وعدک فهو

اللہ آپ کے اعوان و انصار میں اضافہ کرے اللہ نے آپ سے جو

اصدق القائلین و نريد ان نمن على الدين

وعدہ فرما رکھا ہے اس کی لفظیں جلد ہی کرے وہ لفظ القائلین ہے اس کا وعدہ ہے

استضعفوا في الامراض و جعلهم ايشة و

ہم ان لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں جنہیں رونے اور مرض پر کمزور کر دیا گیا ہے ہم

نجعلهم الوارثين يا مولاى يا صاحب الزمان

انہیں وارث بنانا چاہتے ہیں رونے اور مرض کا وارث بنانا چاہتے ہیں اے آغا سے

يا بن رسول الله حاجتى كذا وكذا كذا كذا كذا

صاحب الزمان سے فرزند رسول اللہ سے صاحب الزمان -

اپنی حاجت بیان کرے) فاشفعلى في نجاتها فقد

آپ بارگاہ الہی میں میری شفاعت کریں میں نے اپنی

توجهت اليك بحاجتى لعلنى ان لك عند الله

مجاہت آپ کے سامنے اس لیے پیش کی ہے کہ میں جانتا ہوں کہ بارگاہ الہی میں

شفاعة مقبولة ومقاما محمودا في حق من

آپ کی شفاعت قبول ہوتی ہے اور آپ کا مقام اللہ کے ہاں محمود ہے اس ذات کا

احتضكم بامرهم و امرتضاكم لسيرة وبالشان

واسطہ جس نے آپ کو اولی الامر بنانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور تمہیں اپنا ازواج بنایا ہے

الذنى لكم عند الله بينكم وبينه سل الله تعالى

اس عظمت کے کہ میں نے آپ کی اللہ کے ہاں ہے آپ اللہ سے میری حاجت کی تکمیل

في نجر طلبتي و اجابة دعوتى وكشف كرتي

میری دعا کی قبولیت اور میری تکلیف کی دوری کے لیے اللہ سے سوال کرتی

## فضائل زیارت امام زمانہ علیہ السلام (ج)

مجھ سے کسی مرتبہ سوال کیا گیا ہے کہ ہم حضرت ولی عصر علیہ السلام (ع) کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کرنے کے لیے کونسا طریقہ اختیار کریں اور میں نے کسی دفعہ سنا ہے کہ کئی اشخاص نے اس زیارت کے وسیلے سے آنحضرت کے ساتھ ربط پیدا کیا ہے۔ لیکن نامذہ اس میں ہے کہ اسے ہمیشہ پڑھتا رہے ہر روز یا کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور پڑھے ہفتہ میں ایک دن معین کرے اور اس زیارت کے مضمون کی طرف متوجہ ہو کر پڑھے اپنے دائیں ہاتھ کو آنحضرت کا ہاتھ تصور کرے اور بائیں ہاتھ کو اپنا ہاتھ سمجھ کر دائیں ہاتھ پر رکھے نیت یہ ہو کہ آنحضرت کی بیعت کر رہا ہوں اور اس بیعت کا پابند رہے تاکہ رومی اور بدنی قرب اسے حاصل ہو۔

## زیارت امام زمان علیہ السلام

اللَّهُمَّ بَلِّغْ مَوْلَايَ صَاحِبَ الزَّمَانِ صَلَوَاتُ اللَّهِ

اسے پروردگار ہمارے آقا صاحب الزمان پر درود و سلام بھیج تمام مومنین و

عَلَيْهِ عَنِ جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِي مَشَارِقِ

مومنات جو اس جہان میں مشرق و مغرب میں رہتے ہیں عشق تری، دریا، پہاڑ

الْأَرْضِ وَمَغَائِرِهَا وَبَرِّهَا وَبَحْرِهَا وَسَهْلِهَا

پر رہتے ہیں جو زندہ ہیں اور جو ان میں سے فوت ہو گئے۔ ان کی طرف

وَجِبَلِهَا حَيْثُ هُمْ وَمَيِّتِهِمْ وَعَنْ الْيَدَيِّ وَوَلَدَيْ

میرے والدین اور میری اولاد کی طرف سے درود و سلام بھیج با عظمت عرض

وَعَرَّتِي مِنَ الصَّلَوَاتِ وَالتَّحِيَّاتِ زِنَةَ عَرِشِ اللَّهِ

کے وزن بنتا اور کلمات کی مقدار اور تیری رضا کی مقدار اس تعداد کے

وَمِدَادِ كَلِمَاتِهِ وَمُنْتَهَى رِضَاةٍ وَعَدَدِ مَا أَحْصَاهُ

مطابق جتنا کتاب آفرین میں لکھا ہے اور اس کے علم نے احاطہ

كِتَابُهُ وَأَحَاطَ بِهِ عِلْمُهُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُبْجِدُّ لَكَ

کیا ہوا ہے اسے اللہ میں سجدہ کرتا ہوں آج کے دن اور

فِي هَذَا الْيَوْمِ وَفِي كُلِّ يَوْمٍ عَهْدًا وَعَقْدًا وَ

ہر روز عہد، عقد، بیعت تیری گردن پر ہے۔ اسے اللہ

بَيْعَةً فِي حَبْلِي اللَّهُمَّ كَمَا شَرَّفْتَنِي بِهَذَا

جیسا تو نے مجھے اس شرف (زیارت) سے نوازا ہے اور اس فضیلت سے عزت

التَّشْرِيفِ وَفَضَلْتَنِي بِهَذِهِ الْفَضِيلَةِ وَخَصَّصْتَنِي

بخشی ہے۔ اور اس نعمت کے ساتھ اختصاص دیا ہے پس

بِهَذِهِ النِّعْمَةِ فَصَلِّ عَلَيَّ وَمَوْلَايَ وَسَيِّدِي صَاحِبِ

اسے پروردگار میرے آقا میرے سردار صاحب الزمان پر رحمت

الرَّمَانِ وَاجْعَلْنِي مِنْ أَنْصَارِهِ وَأَشْيَاعِهِ وَالذَّابِتِينَ

بیچ اور مجھے آنحضرتؐ کے پیروکاروں اور انصاروں اور مدافین میں قرار

عَنْهُ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُسْتَشْهِدِينَ بَيْنَ يَدَيْهِ

دے اور نصرت کنندگان میں سے قرار دے اور جو لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ مل کر

طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فِي الصَّفِّ الَّذِي تَعَتَّ أَهْلُهُ فِي

جماد میں شہید ہوں بغیر کراہت کمال شوق کے ساتھ ان میں سے قرار دے ان

كِتَابِكَ فَقُلْتَ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بَنِيَانٌ مَرْصُوعٌ

مجاہدوں میں قرار دے جن کی صفت تیری ذات نے قرآن مجید میں بیان کی ہے ان

عَلَى طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ وَإِلَيْهِ عَلَيْهِمُ

کی تعریف کی ہے کہ تیری اطاعت اور تیرے رسولؐ کی اطاعت اور تیرے رسولؐ کے

السَّلَامُ اللَّهُمَّ هَذِهِ بَيْعَةٌ لَكَ عُنُقِي إِلَى يَوْمِ

اہلیت کی اطاعت میں سیدہ طالیٰ جوئی دیوار کی مانند ڈٹے رہتے ہیں اسے اللہ پر ہمد

الْقِيَامَةِ

اور بیعت آنحضرتؐ کے لیے قیامت تک میری گردن میں ہے۔

## فضائل زیارت آل یسین

کہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھنے والے افراد اس زیارت کے وسیلے سے بار بار حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچ کر شرف زیارت حاصل کر چکے ہیں۔ راتوں کو بہت کثیر تعداد کے جلسوں میں یہ زیارت پڑھی جاتی تھی اور اتوار مشاہدہ کیے جاتے تھے کہ بندہ حکایت کرنے والا اس جگہ حاضر تھا۔

ایک اللہ تعالیٰ کا دوست، اطاعت گزار کہتا تھا کہ اگر کوئی حقیقی قرب کے ساتھ اس زیارت کو پڑھے اور اسے سلام کا جواب نہ ملے تو مجھے ملامت کرے۔ اس سے پوچھا گیا کہ قرب حقیقی کیا ہے تو اس نے جواب دیا انسانی صفات حیات کو قوت بخشنا اور غرائز حیوانی کو کمزور کرنا یا بالکل ختم کرنا اور جو عزائز ضعیف ہوئے ہیں انہیں رو حیات و صفات انسانی کے سپرد کرنا گناہوں سے بچ کر رہنے سے حقیقی قرب حاصل ہوتا ہے اور انسان آنحضرت کی بارگاہ میں قرب حاصل کر لیتا ہے۔

بطور مثال -

ایک شخص جب ایک نامحرم عورت سے بات چیت کرتا ہے اور پھر توبہ نہیں کرتا اور اب چاہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے معافی کرے تو آنحضرت فرمائیں گے وہ ہاتھ جو گناہ گار ہے وہ امام زمان علیہ السلام کیساتھ معافی کرے لیکن نہیں ہے جس آنکھ نے گناہ کیا ہے جس ہاتھ نے گناہ کیا ہے، جو بدن امر سے لیکر

پاؤں تک گناہوں میں غرق ہے کیا ممکن ہے حضرت امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ملاقات کرے۔!

اس بنا پر آنحضرتؐ کے ساتھ ملاقات کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ پاک و پاکیزہ روح اور خلوص کے ساتھ اس وجود مقدس کے سامنے جائے۔

لہذا اگر آنحضرتؐ کو دل کی آنکھوں کے ساتھ دیکھ لے تو اس کے مقابل کھڑے ہو کر کہے۔

## زیارت آل یاسین

سَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يَسِينٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا دَاعِي اللَّهِ

آل یسین (یعنی آل پیغمبر) پر سلام ہو۔ اسے (ابام زمان) مخلوق خدا کو اللہ تعالیٰ کی طرف

وَرَبِّي يَا بَابَ اللَّهِ وَدِيَانَ

رسالت دینے والے اور مظہر آیات الہی آپ پر سلام ہو۔ اسے درگاہ (لطف درحمت) خدا

دِينِهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ اللَّهِ وَنَاصِرَ حَقِّهِ

حاکم و محافظ دین خدا آپ پر سلام ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور دین خدا کی نصرت کرنے والے

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللَّهِ وَدَلِيلَ أُمَّةٍ

آپ پر سلام ہو۔ (اسے) مخلوق خدا پر حجت خدا اور مرقا صمد الہی کی طرف راہنمائی کرنے والے آپ پر

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا تَارِي كِتَابِ اللَّهِ وَتَرْجُمَانِهِ

سلام ہو۔ اسے کتب خدا کی تلاوت کرنے والے وادار حقائق کے مفسر آپ پر سلام ہو۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ فِي أَنْاءِ لَيْلِكَ وَأَطْرَافِ نَهَارِكَ

دن اور رات کی تمام ساعات میں آپ پر سلام ہو۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ السَّلَامُ

اسے بقیۃ اللہ زمین پر (حجت حق) آپ پر سلام ہو۔ اسے عہدہ ایمان

عَلَيْكَ يَا مِيثَاقَ اللَّهِ الَّذِي أَخَذَهُ وَوَكَّدَهُ

(مقام اہمیت و خلافت) کہ خدا نے اپنی مخلوق سے اس عہد کو لیا اور اہمیت پر محکم قرار دیا

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَعْدَ اللَّهِ الَّذِي ضَمِنَهُ السَّلَامُ

آپ پر سلام ہو۔ اسے وعدہ خدا آپ پر سلام ہو۔ وعدہ جو کہ ضمانت شدہ ہے

عَلَيْكَ أَيُّهَا الْعَلَمُ الْمَنْصُوبُ وَالْعِلْمُ الْمَنْصُوبُ

اسے بلند شدہ پریم عدل خدا و علو ملکیت مودت حق بناہ آپ پر سلام ہو۔

وَالْعَوْتُ وَالرَّحْمَةُ الْوَاسِعَةُ وَعَدَاغَيْرِ مَكْدُوبٍ

اور نہ یاد رکھو، عین خدا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ (صدق محض ہے) اور اظلاف نہیں

السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَقُومُ السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ

ہوگا آپ پر سلام ہو اسے امام زمان آپ ہر حالت میں سلام ہو جب آپ حکم خدا سے قیام

تَقْعُدُ السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَقْرَأُ وَتُبَيِّنُ السَّلَامُ

زمانہ میں اسے امام زمان آپ پر سلام ہو جب آپ حکم خدا سے پردہ غیبت میں بیٹھیں اسے امام

عَلَيْكَ حِينَ تُصَلِّيُ وَتَقْتُلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ

زمانہ آپ پر سلام ہو جب خدا کی کتاب پڑھیں اور اس کی تفسیر کریں مخالفی آنکھوں کے ذریعہ اسے

تَرْكُهُ وَتَسْجُدُ السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تُهَلِّلُ وَتَكْبِّرُ

امام زمان آپ پر سلام ہو جب آپ نماز پڑھیں اور تہنوت کریں اسے امام زمان آپ پر سلام ہو جب

السَّلَامُ عَلَيْكَ حِينَ تَحْمَدُ وَتَسْتَغْفِرُ السَّلَامُ

آپ کو کتب و بخور کریں اسے امام زمان آپ پر سلام ہو جب آپ مہبود کی اطاعت میں نہیں ذکر کرتے ہیں

عَلَيْكَ حِينَ تُضَيِّعُ وَتَمْسِي السَّلَامُ عَلَيْكَ فِي

اسے امام زمان آپ پر سلام ہو جب آپ اپنے ہمد و کار کی حمد کرتے ہیں اور حضرت طلب کرتے ہیں اسے امام

اللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى السَّلَامُ عَلَيْكَ

ران صبح اور شام آپ پر سلام ہو اسے امام زمان صبح کی تاریکی اور روز روشن کے وقت آپ پر سلام

أَيُّهَا الْأَمَامُ الْأَمَامُونَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْمَقْدَمُ

ہو اسے امام ارشدین کے فرسے، مخفی ناموں آپ پر سلام ہو۔ اسے امام (آپ پر سلام ہو کہ تمام عالم

الْمَامُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ بِجَوَامِعِ السَّلَامِ أُشْهِدُكَ

اور تمام مخلوق کی آرزو و مقدم ہے اسے امام آپ پر تمام (ازواج اسلام اور درود ہو اسے جسے مولا

يَا مَوْلَايَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا

میں آپ کو گواہ قرار دیتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دھمہ لاشریک کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں

شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ لَا

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد خدا کے تمام بندے اور اس کے رسول ہیں اول بیت رسول اور



حَبِيبِ الْاَهْوَاِ وَاهْلِهِ وَاشْهَدَكَ يَا مَوْلَايَ اَنْ

اس کے سوا کوئی حبیب نہیں اور وہی محبت الہیہ کا اہل سے میرے آقا میں آپ کو گواہ

عَلَمًا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ حُجَّتُهُ وَالحَسَنَ حُجَّتُهُ وَ

یانتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ علی حجۃ اللہ اور امیر المؤمنین سے رسول محبت خدا ہے۔

الحُسَيْنَ حُجَّتُهُ وَعَلِيَّ بْنِ الْحُسَيْنِ حُجَّتُهُ وَ مُحَمَّدًا

حسن محبت خدا ہے۔ علی ابن حسین محبت خدا ہے۔ اور محمد ابن

بْنِ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ حُجَّتُهُ وَ

علی محبت خدا ہے اور جعفر ابن محمد محبت خدا ہے اور

مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ حُجَّتُهُ وَعَلِيَّ بْنَ مُوسَى حُجَّتُهُ

موسیٰ ابن جعفر محبت خدا ہے اور علی ابن موسیٰ محبت خدا ہے۔

وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ وَ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ حُجَّتُهُ

اور محمد ابن علی محبت خدا ہے اور علی ابن محمد محبت خدا ہے

وَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ حُجَّتُهُ وَ اشْهَدُ اَنَّكَ حُجَّةُ اللهِ

اور حسن ابن علی محبت خدا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ محبت خدا میں

اَنْتُمْ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَاَنْ رَجَعْتُمْ حَقٌّ لَّا رَيْبَ

آپ ہی اول اور آپ ہی آخر میں آپ کی رجعت حق ہے اس میں کوئی شک

فِيهَا يَوْمَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

نہیں وہ وہ دن برگے جس دن کسی کو اس وقت کا ایمان لانا ناکامہ مند نہیں ہوگا۔ یا جس

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِي اِيْمَانِهَا خَيْرًا وَاَنْ

کے اپنے ایمان سے دنیا میں اچھائی حاصل نہ کی ہوگی موت حق ہے۔ سوال

وَرَوَّحَتْ حَقٌّ وَاَنْ نَّاكِرًا وَاَنْ نَكْبِرًا اَحَقُّ وَاَشْهَدُ اَنَّ الشَّرْحَ حَقٌّ وَ

مگر دیکھ حق ہے میں گواہی دیتا ہوں حضور بشر حق ہے مبعوث ہونا حق ہے

الْبَعْثُ حَقٌّ وَاَنَّ الصِّرَاطَ حَقٌّ وَالْمِرْصَادَ حَقٌّ

صراط حق ہے اللہ کی نجاتی حق ہے۔

وَالْمِيزَانَ حَقٌّ وَالْحَشْرَ حَقٌّ وَالْحِسَابَ حَقٌّ وَ

میزان حق ہے۔ محصور ہونا حق ہے۔ جنت اور جہنم حق ہیں۔

الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَقٌّ وَالْوَعْدَ وَالْوَعِيدَ بِهِمَا حَقٌّ

کے وعدے اور وعید حق ہے میرے آقا جس نے آپ کی مخالفت کی

يَا مَوْلَايَ شَقِيٌّ مَنْ خَالَفَكَ وَسَعِدَ مَنْ أَطَاعَكَ

برطیب ہے جس نے آپ کی اطاعت کی ایک نصیب ہے میں نے جن چیزوں کا آپ

فَأَشْهَدُ مَا أَشْهَدُكَ عَلَيْهِ وَأَنَا وَإِلَىٰ لَكَ بَرِيءٌ

کو گواہ بنا رہا ہے میں اکی گواہی دیتا ہوں میں آپ کا ہمال ہوں آپ کے اعدا سے

مَنْ عَدُوٌّ لَكَ فَالْحَقُّ مَا رَضِيَتْهُمُوهُ وَالْبَاطِلُ مَا

بری ہوں۔ جس پر آپ راضی ہوں وہی حق ہے اور جس پر آپ ناراض ہوں

أَسْخَطَتْهُمُوهُ وَالْمَعْرُوفُ مَا أَمَرْتُمْ بِهِ وَالْمُنْكَرُ

باطل ہے جس کا آپ مکروں وہی منکر ہے۔ اور جس سے آپ روکیں وہی

مَا نَهَيْتُمْ عَنْهُ فَتَنْفِسِي مَوْمِنَةً بِاللَّهِ وَحْدَهُ لَا

برائی ہے میرا نفس واحد اور لاشریک اللہ پر اس کے رسول پر

شَرِيكَ لَهُ وَيَرْسُولِهِ وَيَا مِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ

امیر المؤمنین پر اور آپ تمام پر ایمان رکھتا ہے۔

بِكُمْ يَا مَوْلَايَ أَوْ لَكُمْ وَأَخْرِكُمْ وَنُصْرَتِي مَعَدَّةٌ

میرے آقا میرا نفس آپ کے اول و آخر کاموں ہے۔ میرا تعاون

لَكُمْ وَمَوْدَّتِي خَالِصَةٌ لَكُمْ أَمِينٌ أَمِينٌ اس کے

آپ سے ہے۔ میری خالصانہ محبت آپ کے لیے ہے آمین

بعد اس دعا کو پڑھے اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ

اسے اللہ ہی تجھ سے تیرے نبی رحمت پر نزول

مُحَمَّدٍ نَبِيِّ رَحْمَتِكَ وَكَلِمَةَ تَوْبِكَ وَأَنْ تَسَلِّمَ

رحمت کا سوال کرتا ہوں جو تیرے نور کا لہر ہے۔ میں سوال کرتا

قَلْبِي نُورَ الْيَقِينِ وَصَدْرِي نُورَ الْإِيمَانِ وَفِكْرِي

جوں میرا دل نور یقین سے میرا سینہ نور ایمان سے میری فکر نوریت سے

نُورَ الْبَيِّنَاتِ وَعِزِّي نُورَ الْعِلْمِ وَقُوَّتِي نُورَ الْعَمَلِ

میرا عزم نور علم سے میری قوت نور عمل سے میری

وَلِسَانِي نُورَ الصِّدْقِ وَدِينِي نُورَ الْبَصَائِرِ مِنْ

زبان نور صدق سے میرا دین نور بصیرت سے میری

عِنْدَكَ وَبَصْرِي نُورَ الصِّيَاءِ وَسَمْعِي نُورَ الْحِكْمَةِ

آنکھ نور ہدایت سے میرے کان نور حکمت سے میری

وَمَوَدَّتِي نُورَ الْمَوَالِدِ لِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ عَلَيْهِمُ

مودت نور ولایت آل محمد سے پر کر دے حتیٰ کہ میں تیرے

السَّلَامُ حَتَّى الْقَائِلِ وَقَدْ وَفَيْتُ بَعْدَكَ وَ

ساتھ ملاقات کروں تو تیرے عہد و پیمانے سے عہدہ برا

مِيثَاقِكَ فَتَغِيثِي رَحْمَتِكَ يَا وَلِيَّ يَا حَمِيدًا

جو کر آؤں۔ اے ولی و حمید اللہ کے اپنی رحمت سے ڈھانپ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ فِي أَرْضِكَ وَخَلِيفَتِكَ

دے۔ اے اللہ روئے زمین پر محمدی جنت محمدیہ پر رحمت نازل فرما

فِي بِلَادِكَ وَالذَّاعِي إِلَى سَبِيلِكَ وَالْقَائِمِ بِقِسْطِكَ

جو تیرے شہر میں تیرا پیغمبر ہے۔ جو تیری راہ کی طرف بلا تا ہے۔ جو

وَالشَّائِرِ يَا مَرْكَ وَرَبِّي الْمُؤْمِنِينَ وَبَوَارِ الْكَافِرِينَ

تیرے مدد کو قائم کرتا ہے۔ جو تیرے احکام کو نماند کرتا ہے جو دشمن

وَمُجِبِّي الظُّلْمَةِ وَمُنِيرِ الْحَقِّ وَالتَّاطِقِ بِالْحِكْمَةِ

کا مولیٰ اور کفار کی ہلاکت ہے ظالموں کو تباہ کرنے والا اور حق کو جا کر کرنے والا

وَالصِّدْقِ وَكَلِمَتِكَ السَّامَةِ فِي أَرْضِكَ الْمُرْتَقِبِ

ہے جو محکم و صداقت سے بولنے والا ہے۔ جو تیری زمین پر ہر علم کا لے رہا ہے

الْخَائِفِ وَالْوَلِيِّ التَّامِمِ سَفِينَةِ التَّجَاةِ وَعَلَمِ

جو غائب اور پیر سے حکم کا منتظر ہے جو مولائے تامم سے جو شفیق رحمت اور ہدایت کا

الْهُدَى وَتَوْبِهَا أَبْصَارِ الْوَرَى وَخَيْرِ مَنْ تَقْتَصِصْ

علم ہے۔ چشم کائنات کا نور ہے ہر لباس پہننے والے اور عباد اور پڑھنے والے

وَأُرْتَدَى وَمَجْلَى الْعَلَى الَّذِي يَمَلَأُ الْأَرْضَ

کا نور ہے۔ تاریکی اور ضلالت کو دور کرنے والا ہے۔ جو پورے زمین کو

عَدْلًا قَسَطًا كَمَا مِدَّتْ ظِلْمًا وَجَوْرًا إِنَّكَ عَلَى

اس طرح نسل و انصاف سے پر کرے گا جس طرح علم و وجود سے پر ہو چکا ہو

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى وَلِيِّكَ وَابْنِ

کی تو علیؑ کی حق تقدیر ہے۔ اے اللہ اپنے ولی پر انزال رحمت فرما۔ جو میرے ان

أَوْلِيَاءِكَ الَّذِينَ فَتَرَضْتَ طَاعَتَهُمْ وَأَوْجَبْتَ

اولیائے کا فرزند ہے۔ جن کی اطاعت تو نے فرض کی ہے جن کا حق تو نے

حَقَّهُمْ وَأَذْهَبْتَ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهَّرْتَ تَهُمْ

واجب کیا ہے جن سے تو نے رنجس کو دور کیا ہے اور اس طرح پاک کیا ہے

تَطْهِيرًا اللَّهُمَّ انصُرْهُ وَانصُرْ بِهِ لِدِينِكَ

جس طرح پاک کرنے کا حق ہے۔ اے اللہ تو اس کی مدد فرما اور اس سے اپنے دین کی

وَانصُرْ بِهِ أَوْلِيَاءَكَ وَأَوْلِيَاءَهُ وَشِيعَتَهُ

نصرت حاصل کر دینے اور اس کے موالیوں کی اس کے ذریعہ مدد فرما اس کے شیعہ اور

وَالنصَامَاةَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ اللَّهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ

اس کے انصار کی نصرت فرما۔ ہمیں شیعہ اور انصار سے بنا۔ اے اللہ اسے ہر

شَرِّ كُلِّ بَاغٍ وَطَائِفٍ وَمِنْ شَرِّ جَمِيعِ خَلْقِكَ وَ

سرسن ہر گروہ کے شر سے محفوظ رکھ اپنی تمام مخلوق کے شر سے

احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ

اسے بچا ات سامنے سے عقب سے دہلیز سے بائیں سے محفوظ

يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَأَحْرُسُهُ وَأَمْنَعُهُ مِنْ أَنْ

رکھ۔ اس کی حفاظت فرما کسی قسم کی تکلیف کو اس سے دور رکھاں کے ذریعہ

يُوصَلَ إِلَيْهِ بِسُوءٍ وَأَحْفَظُ فِيهِ رَسُولَكَ وَ

اپنے رسول اور آل رسول کا تحفظ فرما۔ اس کے ذریعہ اپنے عمل کو ظاہر

الْ رَسُولِكَ وَأَظْهَرُ بِهِ الدُّدْلَ وَأَيَّدُهُ بِالتَّصَدُّرِ

فرما۔ اپنی نصرت سے تائید فرما اس کے مددگاروں کی نصرت فرما اس کے دشمنوں

وَأَنْصُرُ نَاصِرِيهِ وَأَخْذُلُ خَاذِلِيهِ وَأَتَّصِمُ بِأَحْمِيهِ

کو رسوا کر اس کے خلاف لڑنے والوں کی کمر توڑ کفر کے فرعونوں کو اس کے

وَأَقْصِمُ بِهِ جَبَابِرَةَ الْكُفْرِ وَأَقْتُلُ بِهِ الْكُفَّارَ وَ

ذریعہ زبرد کر تمام کفار کو اس کے ہاتھوں واصل جہنم کر۔ تمام

وَالْمُتَافِقِينَ وَجَمِيعَةَ الْمُلْحِدِينَ حَيْثُ كَانُوا مِنْ

متناقضین اور تمام ملحدین کو اپنے کبیر کر دار تک پہنچا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوں

مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا وَبَحْرِهَا وَأَمْلَاقِ الْأَرْضِ

مشرق میں ہوں یا مغرب میں چھلکی میں ہوں یا سمندر میں اس کے ذریعہ کہہ ارض

عَدْلًا وَأَظْهَرُ بِهِ دِينَ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاجْعَلْنِي

کو گوارہ عدل بنا۔ اپنے نبی کے دین کو اس کے ذریعہ ظاہر فرما اسے اللہ! مجھے اس

اللَّهُمَّ مِنْ أَنْصَارِهِ وَأَعْوَانِهِ وَاتَّبَاعِهِ وَشِيعَتِهِ وَارِنِي

کے انصار اعوان تابع فرمانوں اور شیعوں سے بنا۔ آل محمد کے سلسلہ میں محمد میں کچھ دیکھ

فِي آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مَا يَأْمَلُونَ وَفِي عَدُوِّهِمْ

جن کی انہیں شجر سے امید ہے ان کے دشمنوں کو جن سے انہیں خطرہ ہے نابود فرما

مَا يَحْتَدِرُونَ إِلَهَ الْحَقِّ أَمِينٌ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

دے الحق قبول فرما۔ اے صاحب عزت و جلال اور اے

يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ط

ارحم الرحمن دعا قبول فرما

# خاتمہ کتاب

ایک شخص جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا قصہ بھی اس نے میرے لیے بیان نہیں کیا لیکن اسے حضرت بقیۃ اللہ اور اسخاندانہ کی خدمت میں کئی دفعہ حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے اور اپنی حاجات و مرادیں پائی ہیں اور میں بھی اس کے بارے میں یقین رکھتا ہوں۔

اس نے استغاثہ آنحضرت کے بارے میں اور اس کے اثر کے متعلق بیان کیا تھا وہ کہتا تھا۔

کہ موثر ترین استغاثہ ہمارے حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام (ع) وہ ہے جسے حاجی مرحوم نوری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب نجم الثاقب میں چھٹی حکایت میں لکھا ہے وہ ان حکایات میں سے ہے جو لوگ آنحضرت کی غیبت کبریٰ میں حضرت امام زمان علیہ السلام (ع) کی خدمت میں پہنچے۔ اور وہ استغاثہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تَوَسَّلْتُ إِلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ النَّبِيِّ الْعَظِيمِ وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ وَعِصْمَةِ الْأَجْبَانِ بِأَمْرِكَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ وَبَابَائِكَ الظَّاهِرِينَ وَبِأُمَّهَاتِكَ الظَّاهِرَاتِ بِلَيْسِ وَالْقِرَانِ الْحَكِيمِ وَالْمَجْرُودِ الْعَظِيمِ وَحَقِيقَةِ

العظیم وحقیقۃ الایمان و نوره النور و کتاب مسطور ان تكون سفیری الی

اللہ تعالیٰ فی الحاجۃ بفلان بن فلان

اگر اس جگہ دشمن کا ضرر دور کرنا مقصود تو فلاں بن فلاں کی جگہ اس کا اور  
اس کے باپ کا نام لکھیں۔

مثلاً۔ ان تكون سفیری الی اللہ تعالیٰ فی الحاجۃ لہلالک

یزید بن معاویۃ۔

اگر کسی دوسرے آدمی کے لیے دعا کرنا مقصود ہو تو نامہ کے آخر میں اس  
طرح لکھے۔

ان تكون سفیری الی اللہ فی الحاجۃ لحسن بن رضا۔

اس نام کی جگہ پر جو شخص مقصود ہو اس کا اور اس کے باپ کا نام لکھا جائے  
اور پھر اس رقعہ، استغاثہ کو پاک مٹی میں یا آٹے میں رکھ کر نہریا دریا یا پھر  
کنوئیں میں ڈال دے۔

جب وقت اسے پانی میں ڈالنے لگے اس وقت اس طرح کہے

يَا عَثْمَانَ بْنَ سَعِيدٍ وَيَا مُحَمَّدَ بْنَ عَثْمَانَ أَوْ صِلَا رُقْعَتِي

إِلَى صَاحِبِ الدَّمَانِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ۔

اگر اس عبارت کا ترجمہ اپنی زبان میں کہہ دے تو بھی کافی ہے ترجمہ یہ ہے  
(اے عثمان بن سعید اور اے محمد بن عثمان یہ دونوں شخصت کے حاصل نام تھے)  
میرا یہ رقعہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام (ع) کی خدمت میں پہنچائیں

دُعَا طَهْرَانِ اِمَامِ زَمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اللّٰهُمَّ كُنْ بَوْلِيكَ الْحُجَّةَ ابْنَ

اسے پروردگار تو ولی عشر حجتہ ابن الحسن

الْحَسَنِ صَلَوَاتِكَ عَلَيْهِ وَعَلَى اَبَائِهِ

علیہ السلام رکہ ان پر اور ان کے آباؤ اجداد پر

فِي هَذِهِ السَّاعَةِ وَفِي كُلِّ سَاعَةٍ

ہر گھڑی تیرا درود و سلام ہوں گے یہے ولی

وَلِيًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا اَوْ نَاصِرًا

حافظ ، رہبر ، مددگار ، رہنما اور نگہبان بن جاتا ہے کہ

وَدَلِيْلًا وَعَيْنًا حَتّٰى تُسْكِنَهُ

خلوق کو اس زمین میں ان کی حیات کی دہر سے

اَرْضَكَ طَوْعًا وَتَمَتِّعَهُ

اطمینان اور لذت نصیب ہو اور زیادہ سے زیادہ

فِيهَا طَوِيْلًا

حاصل ہو